

مثنوی بہرام گل اندام

طبعی گولکنڈوی

مرتبہ
ڈاکٹر نور السعید اختر



قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

ویسٹ بلاک۔ اے۔ آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔ 110066

Masnavi Behram Va Gulandam

Compiled By : N. Saeed Akhtar

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

سنہ اشاعت : جولائی، ستمبر 1999 شک 1921

پہلا ایڈیشن : 1100

قیمت : 66/-

سلسلہ مطبوعات : 828

ناشر : ڈائریکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک-1، آر۔ کے۔ پورم،

نئی دہلی-110066

طالع : جے۔ کے۔ آفسیٹ پرنٹرز، جامع مسجد، دہلی-110006

پیش لفظ

”ابتدا میں لفظ تھا۔ اور لفظ ہی خدا ہے“

پہلے جمادات تھے۔ ان میں نمود پیدا ہوئی تو نباتات آئے۔ نباتات میں جبقت پیدا ہوئی تو حیوانات پیدا ہوئے۔ ان میں شعور پیدا ہوا تو بنی نوع انسان کا وجود ہوا۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ کائنات میں جو سب سے اچھا ہے اس سے انسان کی تخلیق ہوئی۔

انسان اور حیوان میں صرف نطق اور شعور کا فرق ہے۔ یہ شعور ایک جگہ پر ٹھہر نہیں سکتا۔ اگر ٹھہر جائے تو پھر ذہنی ترقی، روحانی ترقی اور انسان کی ترقی رک جائے۔ تحریر کی ایجاد سے پہلے انسان کو ہر بات یاد رکھنا پڑتی تھی، علم سینہ بہ سینہ اگلی نسلوں کو پہنچتا تھا، بہت سادہ ضائع ہو جاتا تھا۔ تحریر سے لفظ اور علم کی عمر میں اضافہ ہوا۔ زیادہ لوگ اس میں شریک ہوئے اور انھوں نے نہ صرف علم حاصل کیا بلکہ اس کے ذخیرے میں اضافہ بھی کیا۔

لفظ حقیقت اور صداقت کے اظہار کے لیے تھا، اس لیے مقدس تھا۔ لکھے ہوئے لفظ کی، اور اس کی وجہ سے قلم اور کاغذ کی تقدیس ہوئی۔ بولا ہوا لفظ، آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ ہوا تو علم و دانش کے خزانے محفوظ ہو گئے۔ جو کچھ نہ لکھا جاسکا، وہ بالآخر ضائع ہو گیا۔

پہلے کتابیں ہاتھ سے نقل کی جاتی تھیں اور علم سے صرف کچھ لوگوں کے ذہن ہی سیراب ہوتے تھے۔ علم حاصل کرنے کے لیے دور دور کا سفر کرنا پڑتا تھا، جہاں کتب خانے ہوں اور ان کا درس دینے والے عالم ہوں۔ چھاپہ خانے کی ایجاد کے بعد علم کے پھیلاؤ میں وسعت آئی کیونکہ وہ کتابیں جو نادر تھیں اور وہ کتابیں جو مفید تھیں آسانی سے فراہم ہوئیں۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اچھی کتابیں، کم سے کم قیمت پر مہیا کرنا ہے تاکہ اردو کا دائرہ نہ صرف وسیع ہو بلکہ سارے ملک میں سمجھی جانے والی، بولی جانے والی اور پڑھی جانے والی اس زبان کی ضرورتیں پوری کی جائیں اور نصابی اور غیر نصابی کتابیں آسانی سے مناسب قیمت پر سب تک پہنچیں۔ زبان صرف ادب نہیں، سماجی اور طبی علوم کی کتابوں کی اہمیت ادبی کتابوں سے کم نہیں، کیونکہ ادب زندگی کا آئینہ ہے، زندگی سماج سے جڑی ہوئی ہے اور سماجی ارتقاء اور ذہن انسانی کی نشوونما طبعی، انسانی علوم اور ٹکنالوجی کے بغیر ممکن نہیں۔

اب تک بیورو نے اور اب تشکیل کے بعد قومی اردو کونسل نے مختلف علوم اور فنون کی کتابیں شائع کی ہیں اور ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہ کتاب اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے یہ اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔ میں ماہرین سے یہ گزارش بھی کروں گا کہ اگر کوئی بات ان کو نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں نظر ثانی کے وقت خامی دور کر دی جائے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ

ڈائریکٹر

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند، نئی دہلی

فہرست

- 7 ۱۔ قطب شاہی دور میں دکنی اردو
- 9 ۲۔ طبعی گو لکنڈوی —
حیات، کوائف، مسلک
تصانیف : تعداد اشعار
نظریات :
طبعی اور ملاو جہی
- 22 ۳۔ فن
طبعی کا تخلیقی شعور اور فن
طبعی کی غزل گوئی
مثنوی بحیثیت فن پارہ
- 41 ۴۔ قصہ بہرام و گل اندام کی تاریخی حیثیت
- 50 ۵۔ مثنوی کا خلاصہ
- 68 ۶۔ تحقیقی و تنقیدی مطالعہ
کردار نگاری
منظر نگاری
سراپا نگاری :

ہندوستانی عناصر اور ماحول
لفظی و معنوی خوبیاں
ہندوستانی زبانیں
ہسانی و صرفی جائزہ

117 ۷۔ مثنوی بہرام و گل اندام کے مخطوطے

120 ۸۔ مثنوی بہرام و گل اندام کے مخطوطات کی املاتی خصوصیات

125 ۹۔ متن

216 ۱۰۔ فرہنگ
225 تعلیقات
228 کتابیات

قطب شاہی دور میں دکنی اردو

۱۵۱۸ء میں بہمنی سلطنت کے ناتواں بادشاہ نے دم توڑا اور اس کے دکنی صوبہ دار قطب الملک سلطان قلی نے دیگر صوبہ داروں کی طرح اپنی مختاری کے اعلان کے ساتھ گولکنڈہ کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ اس شاندار حکومت کا پرچم مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی فتح دکن یعنی ۱۷۰۸ء تک لہرا تا رہا۔ قطب شاہوں نے تقریباً پونے دو سو سال تک دکن پر حکومت کی۔ قطب شاہوں نے حکومت کی توسیع اور شاہی فتوحات کے علاوہ فنون لطیفہ اور شعر و ادب کی ترقی کی طرف خصوصی توجہ دی۔ اس معاملے میں دو قطب شاہی حکمرانوں کو خاصی فوقیت حاصل ہے۔ محمد قلی قطب شاہ اور عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں امن و امان تھا۔ شعر و ادب کی محفلوں سے ان کے دربار میں رونق تھی۔ ان کی معارف پروری کا شہرہ عام تھا۔ یہ بادشاہ نہ صرف دور میں، رعایا نواز، علم پرور تھے بلکہ انھوں نے علم و فن کے ہر شعبے میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔ ان بادشاہوں کی ادبی کارگزاریوں کو اردو کی ادبی تاریخوں میں بہت سراہا گیا ہے۔

قطب شاہی سلاطین فارسی کے دلدادہ تھے مگر انھوں نے قدیم اردو (دکنی) کو بردہان چڑھانے میں کوئی کئی نہیں کی۔ محمد قلی قطب شاہ کی رنگین بیانی اور خوش نوائی نے ”پیا باج پیا لا پیا جائے نا“ کو زبان زد خاص و عام بنایا۔ عبداللہ قطب شاہ کی ادبی نوازشوں اور فلاجی کاموں سے عصری تاریخیں مملو ہیں۔

قطب شاہی عہد کے ابتدائی دور میں بیدر کے شعراء کو اہمیت حاصل تھی۔ ابراہیم قطب شاہ کے دور میں فیروز، محمود اور ملا خیالی کا طوطی بولتا رہا۔ قطب شاہی ایوان ان خوش نوا شاعروں کی نوا سنچوں سے ایک مدت تک گونجتے رہے۔ علمی و ادبی حلقوں میں ان کی پذیرائی ہوتی رہی۔ فیروز بیدری کو استاد کی کافر حاصل رہا۔ ان کے تلامذہ میں نامی گرامی شعراء تھے۔ محمد قلی قطب شاہ، ملا اسد اللہ وجہی اور ابن نشاطی کو یہ افتخار حاصل رہا ہے۔ افسوس ہے کہ دکنی کے قدیم شعراء کا بیشتر کلام ضائع ہو گیا ہے لیکن جو کچھ دستیاب ہے اس کی بنا پر قطب شاہوں نے دبستان گولکنڈہ کی نیوڈالی اور اس کی سرپرستی میں کوشاں رہے۔ ان بنیادگذاروں میں بادشاہ بذات خود، ملک الشعراء اور

دیگر قد آور ادبی شخصیتیں شامل ہیں جن کی تاریخ اردو ادب میں حیثیت اور اہمیت مسلمہ ہے۔ قدیم اردو کے بام و در سجانے میں مُلّا اسد اللہ وجہی کا نام سرفہرست ہے۔ ان کی دکنی تصانیف قطب مشتری، سب رس اور تاج الحقائق ہمارے سامنے ہیں حالانکہ بادشاہِ وقت (قلی قطب شاہ) اپنے عاشقانہ مزاج اور رعایا پروری کی خاطر دکنی زبان یعنی دکنی میں بھی شاعری کرتا تھا۔ اسی لیے اسے دکنی اردو کا صاحبِ طرز ادیب اور صاحبِ دیوان شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سیاسی اور سماجی آسودگی نے دکنی شعراء کے لئے ایک پُر فضا ادبی ماحول پیدا کیا جس کے نتیجے میں بہتر سے بہتر ادبی شہ پارے منظر عام پر آئے۔ اصنافِ سخن کے مختلف ابواب میں ترقی کے آثار نمودار ہوئے۔ غزل کے میدان میں وسعت پیدا ہوئی۔ جذبات سے بریز مثنویاں وجود میں آئیں۔ یہ مثنویاں قطب شاہی معاشرت کی عکاسی بھی کرتی ہیں۔ الغرض اس معارف پرور، ادیب اور ادب نواز بادشاہ نے گلستانِ شعر و سخن کو رشکِ جناں بنادیا تھا۔

محمد قلی قطب شاہ کے انتقال کے بعد شعر و ادب کی شمع کو عبداللہ قطب شاہ نے نئی آب و تاب کے ساتھ روشن کیا۔ ۱۰۲۳ھ سے لے کر ۱۰۸۳ھ تک اس شمع کی نورانی اور خیرہ کن روشنی قطب شاہی سلطنت کے کونے کونے میں پھیلتی رہی۔ اسی زمانے میں ملک الشعراء غواصی جیسا عظیم المرتبت شاعر ایک منفرد لہجہ و آہنگ کے ساتھ قطب شاہی دربار میں آیا۔ غواصی کے پیشِ نظر قلی قطب شاہ اور ملادوجہی کی متعین کردہ راہیں تھیں۔ لہذا غواصی نے ادبی شاہراہ کی روشن کونے اور انوکھے انداز میں آراستہ کیا۔ اس کی بار آور کوششوں سے دبستانِ دکن، دکنی ادب کے مختلف گلدستوں سے لہک اور جھک گیا۔ بیان کی سادگی، انسانی جذبات کی مرقع کشی اور حقیقت نگاری کی وجہ سے غواصی کی مثنویاں مقبول ہوئیں۔ محمد زکریا ابنِ نساہلی نے مثنوی ”پھولین“ (۱۹۵۵ء) کے ساتھ ادب کے اسٹیج پر قدم رکھا۔ مثنوی ہر لحاظ سے قابلِ ستائش ہے اور اسے دکنی ادب کا شاہکار تصور کیا جاتا ہے۔ ادبی نقطہ نظر سے یہ مثنوی دبستانِ دکن (دیجا پور) میں ایک روشن مینار کی طرح ہے۔

اس کے علاوہ بھی دکنی ادب کو فردغ دینے والے متعدد شعراء اور نثر نگار گذرے ہیں۔ جن کے شاہکار آج بھی ہماری توجہ کے محتاج ہیں۔ مثنوی نگار شعراء میں احمد گرجانی (دیوسف زلیخا)، محمد بن احمد عابتر (دیوسف زلیخا)، آئین و دولت شاہ (دولت مثنوی بہرام گورو بالوئے جن)

احمد حنیفی (ماہ پیکر)، ملک خشنود (جنت سنگھارم)، فائز (رضوان شاہ و روح افزا) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

قطب شاہی عہد کے آخری لمحوں میں یعنی ابوالحسن تانا شاہ کے زمانے میں دبستان دکن میں آخری مثنوی کا اضافہ طبعی گو لکنڈوی نے کیا۔ یہ مثنوی ”بہرام گل اندام“ کے نام سے مشہور ہے۔ اس مثنوی کا مفصل تعارف آئندہ صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے۔

طبعی گو لکنڈوی: ثم حیدر آبادی

حیات :

طبعی دکنی اردو کے دبستان گو لکنڈہ کا آخری روشن ستارہ ہے جس کے فن کی تابستگی سے دکنی اردو کی نئی روشیں فروزاں ہیں۔ طبعی کی حیات کے سلسلے میں ہماری معلومات نہایت محدود ہیں۔ صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ طبعی نے ملا وجہی اور غوثی جیسے بلند پایہ شاعروں کو قطب شاہوں کے یہاں پروان چڑھتے دیکھا۔ بادشاہوں کی علم پروری اور شعراء کی دربار داری دیکھی۔ وجہی کا عروج و زوال دیکھا۔ غوثی کے زور بیان اور رفعت تخیل سے آگاہ ہوا دیگر دکنی شہر پاروں سے فیضیاب ہوا۔ محمد قلی قطب شاہ (۱۷۳۹ء تا ۱۷۶۰ء) کی نگین مزاجیاں اور عبداللہ قطب شاہ (۱۷۳۵ء تا ۱۷۸۳ء) کی جلوہ طازیاں دیکھیں۔ ان اساتذہ کی موجودگی میں اس کی شعری کاوشیں خاطر خواہ بار آور نہ ہوتیں۔ مؤرخوں اور تذکرہ نویسوں نے بھی اُسے قابلِ اعتنا نہیں سمجھا۔ ہم عصر شعراء نے اس کا کہیں حوالہ پیش نہیں کیا۔ لہذا دکنی ادب کا یہ کوہ نور گو لکنڈہ کی کان میں ایک مدت تک ناقدری اور چشم پوشی کے سنگریزوں میں دبا رہا۔

دلی گو لکنڈہ عبداللہ قطب شاہ کے کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ وہ حضرت شاہ لاہو قتال متوفی ۹۲۷ھ کا مرید تھا اور ان کی ایما پر اس نے اپنی لڑکی ابوالحسن تانا شاہ سے بیاہ دی تھی۔ ۹۳۷ھ میں عبداللہ قطب شاہ کی آنکھیں بند ہوئیں اور اس کے ساتھ ہی قطب شاہی خاندان کی متزلزل سلطنت کی باگ ڈور حضرت شاہ راجو قتال کے فیضان سے ابوالحسن تانا شاہ کے ہاتھوں میں آئی لیکن اس وقت تک قطب شاہی قلعوں اور محلوں کی دیواروں پر بربادی کی کائی جم چکی تھی۔ محرابوں اور روشندانوں میں ابابیلوں اور چوگاڈروں نے گھونسلے بنائے تھے۔ مغلیہ تاجدار اور ننگ زیب عالمگیر کو فتح دکن کے خواب سونے نہیں دیتے تھے۔ ان ماسازگار حالات میں بھی دبستان

شاہ دکن کہا گیا ہے۔

شہرِ ابوالحسن سچ توں شاہ دکن

تجے شاہ راجو مددِ ابوالحسن

ہو سکتا ہے کہ ۱۷۶۲ء میں جب ابوالحسن تانا شاہ تخت نشین ہوا تو طبعی

نے مدح کے اشعار کا اضافہ کر کے شتوی کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دیا ہو۔ یا پھر

شاہ راجو کی پیشین گوئی کے پیش نظر کہ "ابوالحسن بادشاہ ہوگا۔ ۱۷۸۱ء میں جب

شتوی لکھی تو اسے شاہ دکن کہہ کر ہی مخاطب کیا ہو، لے

طبعی کا مسلک :-

طبعی عقیدہ کے اعتبار سے مذہبِ امامیہ کا پیرو ہے۔ طبعی نے حضرت علیؑ کی منبقت

میں دس اشعار کہے ہیں جس سے اُس کے عقیدے کی پوری وضاحت ہوتی ہے مثال کے

طور پر چند اشعار ملاحظہ کیجئے :-

علی بادلِ توں ہے شیرِ خدا

کہ تج پریتی ہے جیو مسیرِ افدا

غلط نہیں سچا توں علی بادلِ

تیری شان میں ہے یو نادِ علی

مدد ہو ہر یک کام میں توں مجے

کہ میں پر کر جانتا ہوں تجے

تیری مدح بن کچنہ دھڑلے کام

یو طبعی ہے بن دام تیرا غلام

تصانیف : طبعی کی یادگار کے طور پر صرف اس کی شتوی ”بہرام و گل اندام“ باقی ہے۔

ممکن ہے اس کی ادبی کاوشیں اور بھی ہوں جو دستبردِ زمانہ کا شکار ہو گئی ہوں۔ شتوی بہرام

و گل اندام کے متن میں چند غزلیں بھی دستیاب ہوتی ہیں جن سے طبعی کی غزل گوئی کا اندازہ

ہوتا ہے اور یہ گمان ہوتا ہے کہ طبعی سکا دیوان بھی ضرور ہوگا۔ مثنوی کے رواں دواں تخلیقی اشعار ہمارے قول کی تصدیق کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ زمانے نے طبعی کے دیگر ادبی کارناموں کا نام و نشان مٹا دیا۔

اس مثنوی کا نام اہم کرداروں کی مناسبت سے رکھا گیا مثنوی بہرام و گل اندام: ہے۔ طبعی نے مثنوی کے ابتدائی اشعار میں مشہور زمانہ عاشقوں کے نام گنوائے ہیں۔ ”بہرام و گل اندام“ کا تذکرہ بھی اُسی باب میں ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔
توں بہرام ہے توں گل اندام توں
توں جمشید اپنی ہو رہے جام توں

خدائے سخن نظامی گنجوی اور مولانا عبدالرحمن جامی کی پیروی میں دکنی اردو کے شعرائے مثنویاں تحریر کر دی تھیں۔ طبعی نے امین سبزواری کے اچھوتے قصے کو موضوع بنایا اور دکنی ادب میں ایک پیش بہا اضافہ کیا۔ طبعی نے یہ مثنوی صرف چالیس دن میں مکمل کی تھی۔ کیا ہوں میں چالیس دن میں کتاب بہوت فکر کر رات دن بے حساب

مثنوی بہرام و گل اندام کا سن تصنیف :-

اس مثنوی کے اب تک صرف دو قلمی نسخوں کا پتہ چلا ہے۔ نسخہ الف میں سن تصنیف ۱۰۸۱ھ اور نسخہ ”ب“ میں سن تصنیف ۱۰۸۳ھ درج ہے :-
ملاحظہ کیجئے :-

(۱) نسخہ الف: اتھا سال تاریخ کا خوب نیک
سنہ ایک ہزار اور ہشتاد و یک ۱۰۸۱ھ/۶۱۶۶

(۲) نسخہ ب: اتھا سال تاریخ کا خوب نیک

سنہ یک ہزار اور ہشتاد و تین ۱۰۸۳ھ/۶۱۶۶

۱۔ برٹش میوزیم کیتلاگ (ہندوستانی مخطوطات) مرتبہ بلوم ہارت نمبر ۱۰۵۹۰ ڈیٹیشن۔
۲۔ فہرست مخطوطات آصفیہ جلد اول از نصیر الدین ہاشمی ص ۹۹ مخطوطہ نمبر ۶۶۷۶
A.P.O.L. Hyd (تعداد ۱۳۳۰ بتائی گئی ہے :-

(۳) تاریخ اردو ادب میں ڈاکٹر محی الدین قادری زور نے اس مثنوی کا سنہ تصنیف ۱۶۶۲ء درج کیا ہے جو صحیح نہیں ہے یہ نسخہ ”الف“ اور ”ب“ کے درمیان سنہ تصنیف کا فرق دو سال ہے۔ ۱۰۸۱ھ میں سلطان عبدالقدوس شاہ زندہ تھا اور ۱۰۸۳ھ میں اس کی موت واقع ہو چکی تھی۔ راقم کا خیال ہے کہ یہ مثنوی ۱۰۸۱ھ میں مکمل کی اور ابو الحسن تانا شاہ کی تخت نشینی کے بعد ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء میں اس میں مدح کے اشعار کا اضافہ کر دیا۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور، محمد اکبر الدین شہدائی اور ڈاکٹر جمیل جالبی اس سلسلے میں ایک دوسرے کے ہمنوا ہیں۔ راقم بھی ان صاحبان نظر کا معترف ہے۔

اس ضمن میں ڈاکٹر جمیل جالبی کا یہ کہنا کہ ”شاہ راجو کی پیش گوئی کے پیش نظر طبعی کا قبل از وقت مثنوی کا لکھ لینا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔

بہر کیف ابو الحسن تانا شاہ کی تخت نشینی ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء کے وقت ”بہرام دگل اندام“ لکھی جا چکی تھی۔ اس میں کسی شبہ کی گنجائش نظر نہیں آتی۔
تعداد اشعار :-

مثنوی بہرام دگل اندام کے زیر نظر مخطوطات میں اشعار کی تعداد میں اختلاف ہے مخطوط (الف) لندن میں مثنوی کے اشعار کی تعداد ۱۳۳۰ اور مخطوط ”ب“ حیدرآباد میں اشعار کی تعداد ۱۳۳۰ بتائی گئی ہے :-

- | | | |
|--------|------------------|----------------------------------|
| (۱) | مخطوط الف : | گٹنبرگ بیٹیاں کون میں رنگ جو دل |
| | (لندن) | ہزار اور اسی تین سو پلوں جہل |
| (۱۳۳۰) | | |
| (۲) | مخطوط ب :- | کیا میں یو بیٹیاں نو اکرو جو سیس |
| | (آصفیہ حیدرآباد) | ہزار اور اسی تین سو پرتیس |
| (۱۳۳۰) | | |

۱۔ تاریخ اردو ادب از زور ص ۳۹

۲۔ اردو شہ پارے از زور ص ۱۱۳

۳۔ بختہ چراغ، از محمد اکبر الدین صدیقی۔ ص ۱۱

۴۔ تاریخ ادب اردو از جالبی، جلد اول ص ۵۱۰ تا ۵۱۰۔

۵۔ تاریخ ادب اردو، از جالبی۔ ص ۵۱۰ تا ۵۱۰۔

(۳) مخطوطہ الف (لندن) میں دستیاب شدہ اشعار کی تعداد صرف ۱۳۱۲ ہے اور اس طرح مخطوطہ ”ب“ (حیدرآباد) میں صرف ۱۲۸۶ اشعار منقول ہیں۔

(۴) مخطوطہ ”الف“ (لندن) میں اصل تعداد اشعار سے ۲۷ اشعار کم ہیں اور اس طرح مخطوطہ ”ب“ میں صحیح تعداد اشعار سے ۵۲ اشعار کم ہیں۔

(۵) مخطوطہ ”الف“ (لندن) میں کچھ اشعار ایسے ہیں جن کا وجود مخطوطہ ”ب“ (حیدرآباد) میں نہیں ہے۔ مخطوطہ ”ب“ (حیدرآباد) کی بھی یہی حالت ہے۔

(۶) دونوں مخطوطات کے تصحیح متن کے بعد مثنوی کے کل اشعار کی تعداد ۳۳۷ ہو گئی ہے۔ جس سے مخطوطہ ”الف“ لندن میں ظاہر کی گئی تعداد ۱۳۴۰ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

(۷) راقم کورتن پنڈوروی صاحب کی کتاب ”ہندی کے مسلمان شعراء“ میں اس مثنوی کے مزید دو اشعار دستیاب ہوئے ہیں۔ جن کا مثنوی کے مرتبہ متن نمبر شمار ۱۳۳۶ اور ۱۳۳۷ ہے۔ افسوس ہے کہ رتن پنڈوروی صاحب نے ان کے ماخذ کی طرف کوئی نشاندہی نہیں کی ورنہ مثنوی کے تیسرے خطی نسخے کا سراغ لگ جاتا۔

(۸) مثنوی کے مرتبہ متن میں صرف ایک شعر کی کمی رہ گئی ہے۔ فی الوقت مثنوی کے مرتبہ متن کی تعداد ۱۳۳۹ ہے۔

(۹) ڈاکٹر فی الدین قادری زور (مرحوم) نے تاریخ ادب اردو میں کسی تسامح کے باعث مثنوی بہرام وگل اندام از طبعی کے اشعار کی تعداد ۲۷ لکھ دی ہے جو یقیناً کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

(۱۰) مثنوی بہرام وگل اندام از طبعی میں سات اشعار ملا اسد اللہ وجہی کی قطب مشتری سے ماخوذ ہیں۔ مثنوی کا اصل متن ۱۳۳۲ اشعار پر محیط ہے۔

طبعی کے نظریات:

زبان و بیان سے متعلق طبعی کے نظریات نہایت واضح اور صاف ہیں۔ وہ کلام میں "سلاست" زبان میں "فصاحت" بیان میں "بلاغت" اور خیالات میں "ملاحت" کا قائل ہے۔ دراصل ایک قادر الکلام شاعر کا ان خصوصیات سے مزین ہونا لازمی ہے۔ طبعی اللہ تبارک تعالیٰ سے اپنے کلام کو ان جملہ صفات سے مزین ہونے اور زینت بخشنے کی استدعا کرتا ہے۔ نیک نیتی انسان کے فعل کو مقبول بنادیتی ہے۔ لہذا طبعی کی مثنوی کا ان خصوصیات کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو محسوس ہوگا کہ اس کی دعائیں بارگاہِ الہی میں کس حد تک باریاب تھیں۔ طبعی کے طبع زاد اشعار اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ اس کی دعا بارگاہِ الہی میں قبول ہوئی ہے۔ ان اشعار کو ہم ثبوت کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔ زبان و بیان سے متعلق طبعی کا مندرجہ ذیل شعر کس قدر جامع اور مکمل ہے۔ ملاحظہ کریں۔

زباں آشنا کر سلاست سیتی

فصاحت، بلاغت، ملاحت سیتی

طبعی کا تنقیدی نظریہ کبھی انفرادی نوعیت کا ہے۔ وہ تنقید برائے تنقید کا قائل نہیں ہے۔ اس کے نزدیک ناقد کا باہر ہونا لازمی ہے۔ وہ ہر کس و نا کس کی حرف گیری کو معیوب سمجھتا ہے۔ ناقد کے لئے ضروری ہے کہ وہ تنقید کے اصولوں پر حاوی ہو۔ ایسے شخص (ناقد) کی تنقید معیاراً اور جامع ہوگی۔ ورنہ بے ہنر بلند پایہ نکات میں خواہ مخواہ عیب جوئی کرے گا۔ چنانچہ بارگاہِ الہی میں درست دعا دراز کرتے ہوئے طبعی کہتا ہے۔

الہی تو میرے اوپر رحم کر

کہ تانا چو نے عیب ہر بے ہنر

طبعی عیب جو، چور اور غماز سے دوڑ رہنا پسند کرتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

اول یک غلط خواں بد آواز ہتی

دو جا عیب مجو، چور، غماز ہتی

حُب وطن

طبعی کے چند اشعار اخلاقی شاعری کی بہترین مثالیں ہیں۔ وطن کی محبت سے ہر شخص کا

دل معور اور سرشار ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو وہ شخص طبعی کے نزدیک مُردے سے بھی بدتر ہے۔
چنانچہ حب وطن سے متعلق طبعی کے جذبات ملاحظہ کیجئے۔

جلوئی یاد کرتا نہیں اپنا وطن
او مُردا ہے بیرن سو اس کا کفن
اگر کوئی غربت میں شاہی کرے
اگر مال ہو رملک لاکھاں دھرے
وطن سب کون دنیا میں پیارا ہے
سفر ہے سو جوں بادیاں اے
ابھی خیالات کو امینؒ بسز داری نے یوں ادا کیا ہے۔ ۷
زنی گربخت بر غربت بر افلاک
ہماں خاک وطن جوید دل پاک

ہر آن جانی کہ جو یائی وطن نیست

یقین می دان کہ آگاہ از بدن نیست ۹۵

طبعی کے فلسفہ کے مطابق دوست اور دوستی نہایت نازک رشتے ہیں۔ دوست کے
انتخاب میں چھان بین ضروری ہے۔ چونکہ ہر شخص اس مرتبہ کے لائق نہیں ہوتا۔ لہذا طبعی نے
ناصحانہ انداز میں کہا ہے کہ ہر کسی کو اپنی مجلس میں راہ نہ دو۔ خاص طور سے جاہلوں کی دوستی
سے پرہیز کرو۔ چنانچہ طبعی محتاط ہو کر لکھتا ہے۔ ۷

نکو دے توں مجلس میں ناکس کون راہ
کر سہل آدمی تے خدا دے پناہ

ہمیشہ توں مل بیٹ عاقل سیتے

توں اندیشہ کر مرد کامل سیتے

۷ امین الدین محمد متخلص یہ ”امین“ سنجق سبزوار کا باشندہ تھا۔ اس نے اپنے وطن سے
دور شہر فارس کے حاکم شمس الدین محمد کی مدد سرائی کی ہے۔ اس کی مثنوی بہرام و گلندام
کے چند نسخے دستیاب ہیں: بحوالہ فهرست مشترک پاکستان: نمبر ۱۴۹۔ اس مثنوی کا ایک
مخطوطہ راقم کی ملکیت ہے۔

طبعی کی زبانی، بہرام کے باپ کے دیئے ہوئے پند و نصائح ہماری رہبری اور بہتری کے لئے کارآمد ہیں۔ چنانچہ غور و فکر کے بعد یہی مشورے ہماری زندگی کو سنوارتے ہیں۔ اگر ہم ان سے ہٹ کر کوئی قدم آگے بڑھاتے ہیں تو متوقع نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ ہمیں نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ طبعی عملی زندگی کے اس حصہ کی توضیح کرتے ہوئے مشورہ دیتا ہے کہ

توں اندیشہ ہر کام میں بھوت کر

کہ اندیشہ ہے بھوت عالی گہر

ابین سبزواری اور طبعی کی مثنویوں کا غائر مطالعہ اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ دونوں شیخ سعدی شیرازی کی گلستان اور بوستان اسے بیحد متاثر ہیں۔ طبعی نے سعدی کی تصانیف کا نہ صرف اپنی مثنوی میں حوالہ دیا ہے بلکہ وہ اپنی ساری داستان کو ”گلستان“ اور ”بوستان“ سے تشبیہ دیتا ہے۔

حکایت سنو شوق تے دوستان

کہ ہے یو گلستان ہو ر بوستان

ذیل میں طبعی کی مثنوی سے اخلاقی اور نظریاتی اشعار نقل کئے جا رہے ہیں۔ جن میں طبعی کے ذہن و مزاج کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

۱۔ کہ اندیشہ ہر کام میں بے حساب

کہ اندیشہ بن کام ہوتا خراب

۲۔ نہ بنے آدمی تے توں ہرگز نہ مل

نہ منس کر کسے دیک کر کھل کھل

۳۔ ہمیشہ ہر مند سوں یا ر ہو

توں صورت تے جاہل کی بیزار ہو

۴۔ سخی دونوں عالم میں ہے رُوسفید

۵۔ ٹھنڈا کر غصہ کی تون آبیج کوں

گنہ خلق کا کوئی پھپھاتا ہے
خدا کوں وہی شخص بھاتا ہے

طبعی اور ملا وجہی

سرقہ اور توار دے متعلق ملا وجہی کے مندرجہ ذیل بیانات واضح اور صاف ہیں۔
» قطب مشتری (مشالہ) میں وجہی کے ان بیانات کی نشاندہی ہوتی ہے
وجہی کے مطابق نئی بات کہنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ دوسروں کے
مضامین اور انداز اختیار کرنے والا چور اور دغا باز ہے۔ بقول وجہی:-

نوا دل تی لیا تا ہے مشکل کنا
کہ آسان ہے دیک کر بولنا

ہنر وند اس کوں لکھیا جائے گا
جکونی اپنے دل تی نوالیا گے گا

فرق ہے اول ہو ر آخر میں
تفاوت ہے نیر ہو ر شیر میں

ہنر دیک سکتا ہے استاد کا
ہم چور ہے آدمی زار کا

سخن گو دہی ہے جس کی گفتار تھے
اچھل گر پڑے آدمی ٹھار تھے

قطب مشتری ص ۱۴

نکو بول مضمون توں ہو ر کا

کہ کالا ہے دو جنگ میں مون چور کا

جتا جو ری کر چور اپنے ساؤ ہوئے

دغا باز اچھلے کوں مانے نہ کوئے

قطب مشتری از وجہی۔ ص ۱۵ تنوی بہرام دغل اندام از طبعی » منیا سو پڑیا خواب تہی میں اچھل

چُر کر چُر ایا نہ کئی چور کوئی

یو باتاں سمجھتے سوہیں ہو ر کوئی قطب مشتری ص ۱۵

وجہی کے مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں طبعی کی شنوی کا جائزہ لیا جائے تو وجہی کا طبعی کے خواب میں آکر خوش حال ہونا اور اپنی جگہ پر اچھل پڑنا بے محل اور تعجب خیز امر ہے۔ ممکن ہے طبعی نے استہزا پیدا کرنے کے لیے اور غالباً قارئین کی توجہ حقیقت سے منعطف کرنے کی خاطر ایسا انداز اختیار کیا ہو یہ بھی ممکن ہے کہ ابوالحسن تانا شاہ سے وہ کسی صلہ کی توقع یا تمنا رکھتا ہو۔ جس کے باعث اس نے سچائی ظاہر نہ کی ہو۔ اور قارئین کو گمراہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ راقم کے نزدیک طبعی کا غیر ذمہ دارانہ انداز سرقہ و توار د سے کم نہیں ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ”مثل ملان وجہی“ کے مندرجہ ذیل اشعار کے مقطع میں نصفین کر کے طبعی نے ہمارے شک و شبہ کو حقیقت میں بدل دیا ہے۔

— : مثل ملان وجہی علیہ الرحمہ :-

کتابوں سنو کان دھر لوگ ہو

کہاوت منے بات بٹو آئی سو

اگر شعر خوب کہہ کر جو لائے

تو خوباں کوں سُن رشک البتہ آئے

یکس کوں سو یک دیک سکتے نہیں

یکس سوں یک مان رکتے نہیں

اگر کچھ کہے تو کہ ہر کا کدھر

کہے تو کتے ہیں اسے بیچ کر

۱۵ قطب مشتری از ملا وجہی۔ مرتبہ مولوی عبدالحی ص ۱۵۳ء کراچی

۱۶ جو۔

۱۷ کوئی کہہ نوا کر

۱۸ اپس میں اچھے دیک

۱۹ یکس کا

۲۰ اگر کوچ کا کوچ

اڑانے ملیں اس کوں چوں دھیر تہی
نفیحت کریں پا لوگ سیر تہی

اگر خوب جو بولے تو دوں ہے
اگر جو بُرا بولے تو یوں ہے

طبعی توں یو کام کر اختیار
کہ رہے تاقیامت ترایادہ گار

طبعی کی تضمین کے اغراض و مقاصد پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر اکبر الدین صدیقی
رہنما از ہیں کہ

”طبعی کو دجہی سے قرب زمانی حاصل ہے اس لیے اس امر کا یقین ہے کہ طبعی
نے دجہی کے جو اشعار اپنی مثنوی میں شریک کیے ہیں۔ وہ تبدیلی یا الحاق و آمیزش
سے منزہ ہیں۔ دجہی نے مثنوی پہلے کہی اور بعد کو بادشاہ کے دربار میں پیش کرنے
کا خیال ہوا تو اس کو ”اتاقطب شاہ کی مدح“ سے بدل دیا۔ اور ایک مدح کا
اضافہ کر دیا۔

برٹش میوزیم (لندن) کے نسخہ میں ”طبعی“ لکھا ہے۔ اس کا کوئی محل نہیں
اور پیش نظر نسخہ نسبتاً صحیح معلوم ہوتا ہے، مثلاً

راقم الحروف کو کئی ادب کے اس جید عالم اور فقیہ العصر محقق سے قدرے اختلاف
کی جسارت ہے۔ راقم کا ادعا ہے کہ طبعی نے ”مثل ملاں دجہی“ کے مقطع میں تضمین کی ہے
اور اپنے حقیقی و معنوی استاد کے پیرایہ بیان انداز اپنایا ہے۔

در اصل طبعی کی مثنوی، دجہی کی ”قطب مشتری“ سلسلہ کے ۶۵ سال بعد لکھی گئی۔ لہذا
اسے قرب زمانی حاصل نہیں ہے چنانچہ دجہی اور طبعی کے اشعار کا تقابلی مطالعہ خاطر خواہ
نتیجہ فراہم نہیں کر سکتا۔ تقریباً نصف صدی سے زائد گزر جانے کے بعد زبان کا کینہ بدل جاتا

۱۰ دگر جو

۱۱ اتاقطب کی مدح اختیار۔

۱۲ جو رہے یو قیامت ملک یادگار۔

۱۳ بھتے چراغ۔ ڈاکٹر اکبر الدین صدیقی۔ ص ۱۸۱ نمبر ۵، ۱۹۷۵ء حیدر آباد۔

ہے۔ دراصل طبعی کی مثنوی کا تقابلی مطالعہ قرب زمانی کی مثنویوں میں ودولت کی بہرہ و بانوئے حسن (سنہ ۱۰۵۰ھ) یا ابن نشاطی کی پھول بن (سنہ ۱۰۵۰ھ) سے کیا جائے تو لسانی اتار چڑھاؤ اور طرز ادا کی تبدیلیوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بقول جمیل جالبی :-

”طبعی کی مثنوی کی ایک خصوصیت تو یہ ہے کہ شعریت اور قصہ کے اتار چڑھاؤ سے

اس میں مثنوی کا فن ترقی یافتہ شکل میں نظر آتا ہے۔“ ۱

خود طبعی اپنی ترقی یافتہ زبان پر نازاں ہے۔ ۲

لگیا میں جو یو مثنوی بولنے

یو موتیاں پھل ڈال یوں رونے

طبعی اپنی مثنوی کو ڈھلے ہوئے چمکدار موتیوں سے تشبیہ دیتا ہے۔ وہ اس لیے کہ طبعی اپنی ترقی یافتہ زبان پر نازاں ہے۔ اس کی مثنوی میں ان جواہر کا اضافہ اس کے عمیق و غائر مطالعہ کا نتیجہ تھا۔ اس نے محمد قلی قطب شاہ (مثنوی سنہ ۱۰۵۰ھ) سے لے کر ابن نشاطی (سنہ ۱۰۵۰ھ) کے شعری و ادبی کارناموں کا غائر مطالعہ کیا تھا۔ اس نے ایک مدت تک اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو تجربہ اور مطالعہ کی گھنٹی میں تپایا تھا۔ اور جب یہ سونا کندن بن گیا تو طبعی نے تخلیقی اضافوں کے ساتھ اس کو دکنی کے آزاد و جزوی ترجمہ کی شکل میں ڈھالا۔ طبعی کی اس جسارت میں اس کے تخیل کی بلند پروازی اور فطری شاعرانہ صلاحیت کو بڑا دخل ہے بقول ڈاکٹر اکبر الدین صدیقی :-

”طبعی نے رزم و بزم کے مضامین کے لیے زبان بھی موزوں و مناسب استعمال کی ہے“

طبعی نے طرز ادا کی سادگی، صمیم مرقع نگاری، منظر کشی، اور جذبات نگاری کی تمام باریکیوں کا خیال رکھا ہے۔ لہذا بقول جمیل الدین جالبی :-

”اس مثنوی میں قدم قدم پر ایک اہتمام کا احساس ہوتا ہے۔ یہ بھی محسوس

۱ تاریخ اردو ادب ”جلد اول“ جمیل جالبی ص ۵۰۹ لاہور ۱۹۵۷ء

۲ مثنوی بہرام گل اندام۔ از طبعی۔ مرتبہ راقم ”آغاز داستان سے“

۳ نسخہ ”ب“ یو موتیاں پھل گیاں کیاں رونے (رواض معہوم)

۴ بکچہ چراغ۔ از۔ اکبر الدین صدیقی۔ ص ۱۲۳

ہوتا ہے کہ طبعی دکنی مثنویوں کی روایت سے باخبر تھا۔“ لہ

طبعی کا تخلیقی شعور اور فن

یہ امر بدیہی ہے کہ مثنوی کا آغاز ایران میں ہوا۔ یہ انتہائی عروج کو اسی سرزمین میں پہنچی۔ مثنوی نظم کی وہ صنف ہے جس کی ہر بیت کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ یہ صنف عربی میں موجود نہ تھی۔ اس صنف سخن کا دامن نہایت وسیع ہے۔ ایک قافیہ کی پابندی نہ ہونے کے باعث اس میں طوالت کی گنجائش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فارسی میں ساٹھ ہزار اشعار پر مشتمل ”شاہ نامہ فردوسی“ دستیاب ہے۔ مثنوی کے مخصوص سات اوزان ہیں۔ جن کا رشتہ ناطق بھی عجم سے پیوستہ ہے۔

طبعی نے اپنے مزاج کے مطابق نہایت شگفتہ اور مترنم بحر کا انتخاب کیا۔ تاکہ اپنے قول کے مطابق سلاست، فصاحت، بلاغت اور ملاحات سے اپنی مثنوی کو دلکش اور بے مثال بنا سکے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے :

زباں آ	شناکر	سلاست	سیقتی
فعولن	فعولن	فعولن	فعل
فصاحت	بلاغت	ملاحات	سیقتی
فعولن	فعولن	فعولن	فعل

طبعی نے نظامی گنجوی کے ”سکندر نامہ“ کی بحر ”بحر متقارب مثنیٰ، مقصور یا محذوف استعمال کی ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے نظامی کی ”ہفت پیکر“ کی بحر کا تتبع بتلایا ہے۔ یہ موصوف کا اشتباہ ہے۔

ڈاکٹر جمیل جالبی نے طبعی کی مثنوی کی فنی خوبیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

لہ تاریخ اردو ادب۔ حصہ اول۔ از جمیل جالبی منشاہ
نوٹ: بحر متقارب مثنیٰ محذوف طبعی نے بعض مقامات پر بحر متقارب مثنیٰ سالم کا بھی استعمال کیا ہے۔

”فنی اعتبار سے اس میں ایک توازن ناپ تول اور ہیئت کے طول و عرض کے تناسب کا احساس ہوتا ہے۔ قصہ میں تسلسل بھی ہے۔ اور ترتیب بھی۔ ان تمام چیزوں نے مل کر ادبی اور فنی اعتبار سے اس کی قدر و قیمت میں اضافہ کر دیا ہے۔“
ڈاکٹر جمیل جالبی کے مندرجہ بالا بیانات کا اطلاق طبعی کے ان اشعار پر موزوں معلوم ہوتا ہے۔ جو طبعی کے ذہنی افج کی پیداوار ہیں۔ طبعی کے تخلیقی اشعار کی بنا پر اس کی ثنوی فنی اعتبار سے قدر و قیمت کی متقاضی ہے۔ ورنہ عموماً اس کے بہاں ”توازن“ ناپ تول اور ہیئت کے طول و عرض کا تناسب“ مانگے کا اجالا ہے۔ یہ چیزیں اس کے ذہنی افج کی پرداخت نہیں ہیں۔

وجہی کی ”قطب مشتری“ ۱۶۰۹ء سے لے کر ابن نشا طلی کی ”پھولیں“ ۱۶۱۵ء تک مثنوی کا ڈھانچہ فارسی ہی کے متعین کردہ اصولوں کا پابند رہا ہے۔ لہذا طبعی نے مثنوی ”بہرام دگل اندام“ کی اساس، امین کی فارسی مثنوی کے علاوہ ملا وجہی کی ”قطب مشتری“ کی ہیج پر رکھی۔ طبعی کی مثنوی کے ابتدائی ابواب ”قطب مشتری“ سے مشابہ ہیں۔ اس کے بعد کے عنوانات اور قصہ این سبز واری (۱۶۱۳ء) ۱۶۱۵ء کی فارسی مثنوی پر مبنی ہیں۔

طبعی کی مثنوی کی ابتدائی ترتیب ملاحظہ فرمائیے۔

- ۱۔ احمد (عنوان ندارد)
- ۲۔ مناجات (اسی میں وجہ تصنیف کا اظہار ہے یہ دستور سے انحراف ہے۔)
- ۳۔ نعت
- ۴۔ منقبت

۵۔ ”بہرام دگل اندام“ کی بحر بھی وہی ہے۔ جو نظامی نے ہفت پیکر میں استعمال کی ہے۔ تاریخ ادب اردو جمیل جالبی ص ۵۸۔ نظامی کی ہفت پیکر کی بحر بحر خفیف مسدس مجنون مقطوع فاعلاتن، مفاعیلن، فعلن ہے۔

۶۔ تاریخ ادب اردو۔ جلد اول۔ ڈاکٹر جمیل جالبی۔ ص ۵۸

۷۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور صاحب کا یہ بیان ہے کہ ”مثنوی بہرام دگل اندام“ نظامی گنجوی کی مثنوی ”ہفت پیکر“ پر مبنی ہے، ”تاریخ ادب اردو از زور صاحب“ درست نہیں ہے۔

۵۔ قصیدہ — درمدح شاہ راجوہینی۔

۶۔ (قصیدہ) درمدح پادشاہ سلطان ابوالحسن تانا شاہ۔

۷۔ آغاز داستان (اس میں توصیف سخن ہے) یہ توصیف، ابتدائیہ کا کام دیتی ہے۔

۸۔ مثل ملاں وجہی (ملا وجہی کی قطب مشتری سے ساٹ اشعار)

۹۔ حکایت بہرام دگل اندام (اس میں گل اندام کا سراپا ہے)

۱۰۔ چرخیات :- (اس کے ابتدائی اشعار میں علم ہیئت کی اصطلاحوں کی طرف

درپردہ اشارہ ہے۔ یہاں پر نصرتی کا تتبع ہے۔

طبعی کی جدت طراز طبیعت نے مثنوی کے اصولوں اور ترتیب میں بھی رد و بدل کر دیا

ہے۔ اس نے ”چرخیات“ کا موضوع کئی مثنوی میں بڑی خوبی سے پیش کیا ہے، ”ستاریاں کی

بارہ بگیاں“ (بارہ بروج) کی طرف بلوغ اشارہ کر کے علم ہیئت و نجوم کی مندرجہ ذیل اصطلاحات

کی طرف ہماری توجہ منعطف کی ہے۔

طبعی کا اشارہ ملاحظہ کیجئے۔

سورج باگ یک دیس جلگے تے ہن لگن کے گوئے تے جو آ یا نکل

ستاریاں کے بگیاں باراباٹ کر یودھنگر گیا چاند کا نہاٹ کر

(شہر روم اس دیس دل شاد تھا یودنیاں کے فکراں تے آزاد تھا)

نوٹ :- بروج اسد :- (آسمان کا وہ حصہ جس میں چند ستارے مل کر شیر کی شکل بناتے ہیں۔

طبعی کا اشارہ اس طرف ہے۔)

مذکورہ بالا نکات کے علاوہ طبعی کی مثنوی میں جا بجا تخلیقی اور اپنی عناصر و عوامل

متشرع ہوتے ہیں۔ طبعی کی باصلاحیت طبیعت نے اُسے بارہائی روشنیوں پر چلایا اس نے

کوشش کی کہ اس راہ پر نہ چلے جس پر دوسرے چل چکے ہیں۔ اس کا اپنا تخلص (طبعی) بھی اسی

احساس کی غمازی کرتا ہے۔ طبعی جا بجا اپنی موزونی طبع اور شاعری کے فطری رجحان کے

تمام جوہر ظاہر کرتا ہے۔

جب بھی طبعی کے ذہن میں جدت پسند عناصر کھیلانے لگتے ہیں۔ نئی نگرانہوتی بول چال

نصرتی مرتبہ عبدالحی۔ اردو۔ اورنگ آباد۔

۵۔ عمل، جوڑا، اسد، یزکان، توش، دلو، نور، سلطان، سنبہ، عقرب، جدی، حوت۔

کی اصطلاحات کا آتش فشاں اس کے قلم سے پھوٹ پڑنے کے لیے بے تاب نظر آتا ہے۔ جب وہ بے تکلفی سے سنسکرت، گجراتی اور مراٹھی زبان کے الفاظ استعمال کرتا چلا جاتا ہے۔ اس نے نہ نئے الفاظ اور ترکیبیں تراشیں۔ ترجمہ کے خاطر لفظی، سیر پھیر کیا۔ محاوروں اور کہاوتوں کو بے دریغ استعمال کیا۔ بہر صورت اس نے مثنوی کے شعری آہنگ کو برقرار رکھا اور فن کا احترام کیا۔ طبعی کی مثنوی میں ترجمہ شدہ اشعار کے علاوہ بیشتر ایسے اشعار پائے جاتے ہیں جو اس کی شاعرانہ طبیعت کی دین ہیں۔ یہ اشعار سبک رواں اور پر کیف ہیں۔ لہذا ہم کو طبعی کی استادی اور فن کاری کے جوہر تسلیم کرنے پڑتے ہیں۔

بقول ڈاکٹر جمیل جالبی :

”بہرام و گل اندام“ اس دور کی بہترین مثنوی ہے جس نے فنی سطح کے ساتھ ساتھ

زبان و بیان کی نئی روایت کی طرف آگے قدم بڑھایا ہے۔“

ذیل میں ”گل اندام“ کا سراپا سراپا پیش کیا جا رہا ہے۔ یہاں صرف ایک بات پر اکتفا کرنا ہوگا کہ جن افکار کی آئین سبز واری کا ”اشہب قلم ترجمانی نہ کر سکا“، طبعی نے نہایت کامیابی کے ساتھ ان کو شعری جامہ پہنایا ہے۔ اور یہی اس کی فنی چھتگی کا انتہائی کمال ہے۔

ذیل کے اشعار ملاحظہ کیجئے۔

گلن پر او صورت کے ہے آج سور
اسے دیک کر، چاند ہوتا چسکور

اور لغاں دلاں کے ہنڈولے اہیں

غلط نیں کیا دوسنپولے اہیں

بہوان باگ نکہ ہوا منہکیاں ہرن

کہ او موہنی ہے عجب من ہرن

او گالاں کی سُرخی سولالے میں نیں

او بالاں کی خوشبو سولالے میں نیں

دے پھول دوسینوتی کی دوکان

چنے کی کلی تاک ہے درمیان

اُدھر دو میٹھی جو تکہ جب ادبنات
پچھتا ہے اس میں تے آبِ حیات

جھمکتی ہیں جیوں بجلیاں ہو درس
کہ جیوں پھول جھڑتے ہیں مک تے بجن

عجائب اد چاہ زرخداں ہے
کہ غرق اُس منے دین وایمان ہے

اد گردن سو جیوں صاف شمشاد سی
جکوتی اس کوں دیکھے سو روئے سنہی

اد جو بن سو چولی کے دواہت میں
جو امریت پھل چھپ رہے پات میں

دے پائے نازوک پھل ڈال تے
کمراس کی باریک ہے بال تے

اتھا پیٹ جوں آرسی ناد صاف
کہوں کیا جھکتا اتھا جیوں شفاف

اد بو نبی سو مند کا پیا لاد سے
کہ خوش رنگ جوں پھول لالاد سے

کردن کیا میں تعریف اندام کا
گوہرتے (ہے) نادر ”گل“ اندام کا

اوڈھکرا روپے کا سوڈو نگر ہے جیوں
سفیدادر گھٹا سنگ مرمر ہے جیوں

ڈو کیسی کے کابی سو دو ران ہے
کہ عشاق اس پر تے قربان ہے

لہ خون چو سنے والا آبی کیڑا: (Leech) لہ پان: پانو۔

لہ کا بے کیسی کے درخت کے سڈو دل تے۔

چلے باٹ تو پنڈریاں یوں ملیں
کہ بن نہرتے پہنچ جوں تلملے

کنول تے بی نازگ ہے اس کے چرن
اسے عاشقاں دیکھ کر تے شرمن

طبعی کی غزل گوئی

طبعی کی مثنوی ”بہرام دگل اندام“ میں کل چار غزلیں دستیاب ہوتی ہیں۔ طبعی کی پہلی غزل دعائیہ ہے۔ امین سبزواری کی فارسی مثنوی میں اسی پہچ کی پہلی غزل موجود ہے۔ طبعی نے امین کی پیروی میں یہ غزل ترتیب دی ہے۔ البتہ اس میں جزوی اختلافات موجود ہیں۔ ان غزلوں کے مطلعے بہ اعتبار معنی ایک دوسرے سے ٹکرا گئے ہیں۔

ملاحظہ کیجئے۔

امین : بدولت باد جام بادہ ات نوش
عروسِ ملکیتِ دایم در آغوش
طبعی : ترے ہات میں شاہِ جم جاہ اُجھو
ہمیشہ بغل میں دلا آرام اُچھو

مندرجہ بالا اشعار میں امین سبزواری نے عروسِ ملکیت کو ہمیشہ کے لیے آغوش میں رکھنے کا مضمون باندھا ہے۔ طبعی نے عروسِ ملکیت کی بجائے دلا آرام کو جگہ دی ہے۔ اسی غزل میں طبعی کا ایک دعائیہ شعرا امین کے مفہوم سے بہتر اور صاف ہے۔ جو اس کے شاعرانہ کمال پر دال ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

امین سبزواری : کلاہِ سروری پیوستہ بر فرق
قبائے سلطنت ہموارہ بردوش
طبعی : اچھے لگ لگن ہو ز زمین برقرار
ترے پگ پو قربان بہرام اُجھو

طبعی کی غزلیں شعریت سے لبریز ہیں۔ اس کے اشعار اس امر کی عکاسی کرتے ہیں ہیں کہ وہ بنیادی طور پر غزل کا شاعر ہے۔ اس کا صحیح رجحان غزل گوئی کی طرف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی مثنوی میں کئی اشعار اور مصرعے نہایت رواں دواں اور بولتے ہوئے ہیں۔ ان میں تغزل کا بھرپور رنگ و آہنگ موجود ہے۔ غزل کے درج ذیل شعر میں مبالغہ کی انوکھی شان ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

چندر سور کے جام تے آسماں
تجہ غسل کرنے کوں حمام اچھو

طبعی نے دوسری غزل بھی بہرام کی زبانی کہلوائی ہے، اس غزل میں جزدی ترجمہ کی جھلکیاں موجود ہیں۔ تقابلی مطالعہ کی غرض سے دونوں غزلیں پیش کی جا رہی ہیں تاکہ طبعی کی فنکاری کا اندازہ ہو سکے۔ ملاحظہ کیجئے۔

درونِ دادی خونخوار رفتم ایتن سزوری

بن زار و بدل افکار رفتم

رنجی چوں کہر باگرد دریں غم
دو چشمی پر دُر شہوار رفتم

فلگندہ تاج و تخت شہریاری

برای طلعت دیدار رفتم

بگوای یاد با کشور کہ در غم

بچین از بہر آن دلدار رفتم

طبعی

مرے شہرتے یار خاطر گیا

برہن ہو ز تار خاطر گیا

پیالے تے دل کا لہو گھوٹ کر

میں او یار خونخوار خاطر گیا

یو دریا منے غم کے اے دوستان

میں اس دُر شہوار خاطر گیا

مرے باپ کوں بول اے یاد توں

کہ بہرام دیدار خاطر گیا

طبعی کا مطلع اور امین سبزواری کا تیسرا شعر ہم مضمون ہیں۔ لیکن دونوں کے شعری آہنگ میں فرق ہے۔ طبعی کی تشبیہات سے ہندوستانی عناصر کی جھلکیاں نمودار ہو رہی ہیں جس سے شعر کا حسن دوچند ہو گیا ہے۔ دونوں شاعروں کے آخری اشعار ایک ہی مضمون کو ادا کر رہے ہیں۔ البتہ طبعی نے ”دیدار“ کا لفظ استعمال کر کے شعر کو بالاتر کر دیا ہے۔ اس کی وجہ سے بلا کی شعریت اور ایک والہانہ انداز پیدا ہو گیا ہے۔

یہی وہ تفاوت ہے جو طبعی کو ایک منفرد غزل گو کی حیثیت بخشا ہے۔ افسوس ہے کہ طبعی کا دیوان دستیاب نہیں ہے۔ ورنہ اس کی شاعرانہ عظمت کے جوہر مزید آب و تاب کے ساتھ ابھر کر ہمارے سامنے آتے۔ اور ہماری شاعری کا بہترین اثاثہ ثابت ہوتے۔ طبعی کے تخلیقی عمل اور زبان و بیان کے نئے موڑ پر تبصرہ کرتے ہوئے جمیل جالبی رقمطراز ہیں کہ

”ادب کی طویل روایت اور شمال کے گہرے اثرات کی وجہ سے زبان و بیان میں صفائی اور روانی پیدا ہو گئی ہے۔ اور زبان و بیان کے نئے خدوخال صاف نظر آ رہے ہیں۔ فارسی ترکیب اور بندشوں میں ویسے ہی تیور نظر آنے لگے ہیں۔ جو آگے چل کر رنجیت کامیاب بنتے ہیں“ لہ

مثنوی بہرام و گل اندام بحیثیت

فن پارہ

مثنوی ”بہرام و گل اندام“ کو قدیم اردو کی تمام سربرا آوردہ مثنویوں کے مد مقابل رکھا جاسکتا ہے۔ اس کے شعروں میں ایک عظیم شہ پارہ کے عناصر و عوامل کا فرما ہیں۔ اگر ان کی جستہ جستہ ادبی اور لسانی سطح پر جانچ کی جائے تو خوب سے خوب تر کی تلاش بھی ممکن ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ احمد، وجہی اور غوامی نے کئی مثنوی کے فن کو بام عروج پر پہنچا دیا تھا۔

مقامی ۸۴ھ اور آئین و دولت نے ۸۵ھ میں اس فن کی صناعتی میں اپنے اپنے کمال فن کا مظاہرہ کیا تھا۔ کئی کے بیشتر اساتذہ نے فارسی مثنویوں سے استفادہ کیا ہے۔ صنفی نے اپنے پیشروؤں کی پیروی کی۔ ملک خوشنود نے امیر خسرو کی ”ہشت بہشت“ کو ۸۶ھ میں کئی جام پہنایا۔ ۸۹ھ میں رستی نے ابن حسام کے ”خاور نامہ“ کو بیجا پور میں کئی شکل دی۔

۹۳ھ میں احمد جنیدی نے گو لکنڈہ میں ”ماہ پیکر“ نظم کی۔ اور اس کے بعد ۹۴ھ میں ابن نشاطی کا کارنامہ ”پھول بن“ اور نصرتی کی ”گلشن عشق“ ۹۵ھ بیجا پور میں منصہ شہود پر آئی۔

اس عظیم الشان ادبی سفر کے ٹھیک چھ سال بعد طبعی نے عبداللہ قطب شاہ کے انتقال ۹۳ھ / ۱۶۴۲ء اور ابوالحسن تانا شاہ کی تخت نشینی کے موقع پر ۹۳ھ / ۱۶۴۲ء مثنوی ”بہرام و گل اندام“ بادشاہ وقت کو اپنی عقیدت اور دلہانہ محبت کے طور پر نذر کی مافوق الفطرت داستان پر منحصر یہ مثنوی امین الدین محمد امین سبزواری ۹۳ھ / ۱۶۴۲ء کی مثنوی ”بارغ ارم“ کا جزوی کئی ترجمہ ہے جو اپنی گونا گوں خصوصیات کے باعث اردو ادب کے شائقین کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ حالانکہ مرحوم عبدالقادر سروری نے ایک ہی جملہ میں اس مثنوی کی دو متضاد کیفیات کا ذکر کر دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

”گو لکنڈہ کی ایک مثنوی ”بہرام و گل اندام“ کا تذکرہ ضروری ہے۔ جو ۹۸ھ

(سنہ ۸۳ھ) میں لکھی گئی۔

۱۔ یہ بہت زیادہ اہم کارنامہ نہیں ہے۔

۲۔ تاہم غواہی اور ابن نشاطی کے دبستان کی تمام خوبیوں اور خصوصیات کا حامل ہے، لہٰذا مرحوم عبد القادر سروری اس مثنوی کو غیر اہم کہتے ہوئے بھی اسے غواہی اور ابن نشاطی کی صف میں لے آتے ہیں۔ جس سے اس کی اہمیت دو چند ہو گئی ہے۔ اس ضمن میں ایک بات غور طلب ہے کہ ابن نشاطی نے اپنی مثنوی میں اپنے عہد کے تمام سربر آوردہ شعراء کا حوالہ دیا ہے جو اس وقت دبستان گوکنڈہ اور بجا پور کے اتنی پر آفتاب و مہتاب بن چکے تھے۔ ملاحظہ کیجئے۔

نہیں وہ کیا کروں فیروز استاد کہ دیتا شاعری کا کچھ مری داد
اے صد حیف جو نہیں سید محمود کتے پانی کوں پانی دو کوں دور
نہیں اس وقت پر ویشخ احمد سخن کا دیکھتے باند یا سو میں سد
حسن شوقی اگر ہوتا الحال ہزاراں بھیجا رحمت منج اپراں
اچھے تو دیکھتا ملا حیا لی یوں میں برتیا ہوں سو صاحب کمالی

(سنہ ۸۶ھ م ۶۶۵ھ)

مندرجہ بالا پانچ مرحوم شعراء کے علاوہ دبستان گوکنڈہ اور بجا پور میں وجہی، غواہی اور نصرتی (متوفی ۸۵ھ) جیسے اساتذہ بقید حیات تھے اور ان کا طوطی بول رہا تھا۔ لہٰذا ان کے سامنے طبعی گوشہ نگہنامی میں رہا۔ حالانکہ گوکنڈہ کے آسمان پر طبعی کی شاعری کا ستارہ نمودار ہو چکا تھا۔ ہو سکتا ہے طبعی کی مقبولیت کے پیش نظر ابن نشاطی نے جان بوجھ کر اس سے بے اعتنائی برتی ہو۔

ابن نشاطی اور نصرتی کی بے مثال مثنویوں کے ساٹھ سال بعد طبعی گوکنڈہ کے آسمان ادب پر درخشاں ستارہ بن کر چمکا۔ گو کہ اس کی شاہکار مثنوی ”مانگے کا اجالا“ تھی۔ تاہم اس کے فن پارہ کی صوفشانی اہل ادب کے لیے دعوتِ نظر اور تسکینِ قلب کا باعث ثابت ہوئی۔ طبعی کا شاعرانہ کمال :

دکنی ادب کے محققین طبعی کے شاعرانہ کمال کے معترف ہیں۔ طبعی کے کمال فن کی

لہٰذا دکن میں اردو مثنوی کا ارتقاء۔ از۔ عبد القادر سروری۔ حیدر آباد۔

لہٰذا مثنوی ”پھول بن“ از۔ ابن نشاطی۔ ص ۸۳۔ مرتبہ اکبر الدین صدیقی سنہ ۱۹۶۸ء۔

سند میں اس کی صرف ایک مثنوی دستیاب ہوتی ہے۔ لہذا مندرجہ ذیل سطور میں دکنی اُردو کے مستند ماہرین کی آراء کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ جنہوں نے طبعی کو پہلی بار متعارف کرنے کی سعادت حاصل کی اور اس فن پارہ کے ادبی مرتبہ کا محاسبہ کیا۔

الف: حکیم سید شمس اللہ قادری تحریر کرتے ہیں۔

”طبعی نے اپنی مثنوی کو ”ہفت پیکر“ (نظامی) سے اخذ کیا ہے“۔

ب: ہاشمی (مرحوم) اور ڈاکٹر زور (مرحوم) کے بیانات کی روشنی میں طبعی کے شاعرانہ کمال پر تبصرے ملاحظہ فرمائیں:-

ہاشمی (مرحوم)

(الف) (یورپ میں دکنی مخطوطات)

۹۲۵

- ۱۔ طبعی کی مثنوی اس کی سلیقہ مندی اور اعلیٰ قابلیت کی شاہد ہے۔
- ۲۔ وہ اپنی شاعری کی خوبیوں کا خود معترف ہے۔
- ۳۔ طبعی اپنے معترضین پر سخت سے سخت چوٹیں کرتا ہے۔
- ۴۔ وہ اپنے پیش رو شاعروں کی تعریف بھی کرتا ہے۔
- ۵۔ معلوم ہوتا ہے وہ ابوالحسن کا درباری شاعر تھا۔ وہ جگہ جگہ اپنے بادشاہ کی تعریف کرتا ہے۔
- ۶۔ طبعی شاہ راجو کا معتقد ہے۔ ممکن ہے ان کا مرید ہو۔ اس کو اپنے مرشد سے دلی عقیدت ہے۔
- ۷۔ طبعی اور اس کے پیش رو شعراء امین و دولت کے ہم مضمون اشعار کا تقابلی مطالعہ اہم نتائج فراہم کرتا ہے۔
- ۸۔ طبعی کی مثنوی میں غزلیں بھی ہیں۔

۱۔ قدیم اُردو۔ شمس اللہ قادری ص ۹۱ (حالانکہ طبعی نے اسے امین سبزواری سے اخذ کیا ہے)

(ب) ہاشمی: تنقیدی نظر ص ۹۹

- ۱- طبعی ایک کہنہ مشق شاعر اور بلند پایہ مصنف ہے۔
- ۲- قصہ کی ترتیب اور تسلسل، طرز بیان کی جدت اور خوبی قابل ستائش ہے۔
- ۳- طبعی کی مثنوی نہ صرف ایک قصہ اور داستان کی حیثیت رکھتی ہے۔ بلکہ ایک علمی اور سائنٹیفک کتاب معلوم ہوتی ہے۔
- ۴- (طبعی کی) اس مثنوی سے معلوم ہوتا ہے کہ باقاعدگی اور ضابطگی اس کی طبیعت میں داخل تھی۔

(کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات جلد اول ص ۹۹)

- ۱- طبعی گو لکندہ کا مشہور شاعر تھا۔

(دکن میں اردو ص ۱۳)

ہاشمی

- ۱- طبعی سلطان عبداللہ قطب شاہ کے آخری دور کا شاعر ہے۔ اس عہد کے دوسرے شعراء کی طرح ہم اس کے پورے حالات سے باخبر نہیں ہیں۔
- ۲- وہ خاص دکنی شاعر تھا۔ وہ نہ صرف شاعر بلکہ بلند پایہ مصنف بھی تھا۔ (ایضاً — یورپ میں دکنی مخطوطات) از ہاشمی۔

(اردو شہ پارے)
صفحہ ۱۱

- ۱۔ دکنی زبان کے بہترین کارناموں میں سے ایک ہے۔
- ۲۔ مثنوی کی زبان، اسلوب بیان، شاعرانہ نزاکتوں اور ادبی حلاوتوں سے پُر ہے۔
- ۳۔ طبعی کی تصنیف ظاہر کرتی ہے کہ لکھنے والا نہ صرف ایک شاعر ہے۔ بلکہ ایک سلیقہ مند مصنف ہے۔
- ۴۔ طبعی نے اشعار کی تعداد اور عنوانات کی تقسیم اس قدر باضابطہ طریقہ پر کی ہے کہ مثنوی بجائے ایک افسانہ کے ایک علمی اور سائنٹیفک کتاب معلوم ہوتی ہے۔
- ۵۔ لطف یہ ہے کہ (طبعی نے) ساری کتاب (یعنی ۱۳۴۰ اشعار) صرف چالیس دن میں لکھ ڈالی۔

زور: تنقیدی نظر ص ۱۱

- ۱۔ طبعی قطب شاہی عہد کا آخری بڑا شاعر ہے۔
- ۲۔ اسے اپنی شاعرانہ خوبیوں کا احساس تھا۔
- ۳۔ خوشنود اور امین و دولت کے برخلاف اس نے اپنے ”کارنامے“ کی تعریف بھی کی ہے۔
- ۴۔ (مثنوی) میں مخالفین پر سخت چوٹیں کی ہیں۔
- ۵۔ وہ دیگر شاعروں کی طرح محدود شہرت نہیں رکھتا تھا۔
- ۶۔ اس کی شہرت پھیل چکی تھی۔ اور طبعی کی شاعری پر لوگوں کی نظریں اٹھتی تھیں۔
- ۷۔ طبعی کی غزلوں کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”ان نظموں کی خصوصیت یہ ہے کہ غزل کی شکل میں شاعر نے دو مسلسل مضمونوں کو ادا کیا ہے۔ اس قسم کی غزلوں کی اردو میں قابلِ افسوس کمی ہے“ (ص ۲۳۶)
- ۸۔ ص ۱۱۲ طبعی میں اظہارِ خود اعتمادی تھا۔
- ۹۔ دوسرے شاعروں کی عزت بھی کرتا تھا۔
- ۱۰۔ وجہی کی مقبولیت کے پیش نظر خواب میں اس سے اپنی مثنوی کی داد حاصل کرتا ہے۔
- ۱۱۔ طبعی اس خواب کو بھی اپنے کلام کے بہتر ہونے کا ایک ثبوت قرار دیتا ہے۔

۱۲۔ زیر نظر مخطوطہ میں بعض مصرعے یا اشعار چھوڑ دئے گئے ہیں۔ جن سے مطلب مسلسل سمجھ میں نہیں آتا۔

۱۳۔ طبعی بادشاہ وقت اور شاہ راجہ کا عقیدت مند تھا۔ بادشاہ کا نہایت وفادار تھا۔ نظم کے درمیان وہ بادشاہ پرستی کا ثبوت دیتا تھا۔
جگت کے شہاں سارے اس ماہ کے
میرے ناد مداح تھے شاہ کے ص ۱۱۲

۱۴۔ اس امر کا اظہار نامناسب نہ ہوگا کہ اس کتاب کے لکھنے سے قبل بادشاہ کے یہاں طبعی کی غالباً زیادہ قدر نہیں کی گئی تھی۔ جیسا کہ مدح کے آخری اشعار سے ظاہر ہے۔
۱۵۔ طبعی کی غزلیں جو بہرام کی زبان سے اس کے والد کی مدح میں کہی گئی ہیں صفائی بیا کی عمدہ مثال ہیں۔

۱۶۔ طبعی کی طبیعت نہایت باضابطہ تھی۔ (اس نے مدح اور بیروم شد کی عقیدت مندی کے علاوہ اپنے باپ کی نصیحتوں کو بالائزام سات رات شعروں میں ختم کیا ہے)
۱۷۔ طبعی کا قصہ آئین و دولت کے قصے بہرام (گور) سے اصولی باتوں میں بہت کم مختلف ہے۔
۱۸۔ سب سے بڑا فرق اس بات کا ہے کہ طبعی نے فارسی قصوں کی علامانہ تقلید نہیں کی۔
۱۹۔ اس کا (طبعی) مقصد صرف قصہ گوئی ہی نہیں تھا۔ بلکہ وہ صحیح طور پر شاعری کرتا چاہتا تھا۔

۲۰۔ اس کے قصہ میں جگہ جگہ اچھی شان نمایاں ہے۔
۲۱۔ زاویہ نگاہ کے اس فرق کے علاوہ دونوں میں زبان اور اسلوب کا بھی بے حد فرق ہے۔ (اشعار)

۲۲۔ طبعی اور آئین و دولت کی مشنویوں کے تقابلی جائزہ سے کئی نئی باتیں سامنے آتی ہیں۔
نوٹ: (زور صاحب نے انھیں بیانات کو اپنے مضمون ”بہرام گور دکن میں“ مجلہ مکتبہ ۱۹۲۲ء میں دہرایا ہے۔)

ماحصل :-

ہاشمی مرحوم اور ڈاکٹر زور کے پرمغز بیانات پر کسی قسم کی حرف گیری کرنا حفظاً و ترتیب کے دائرے سے باہر ہے۔ تاہم راقم ان بالغ النظر بزرگوں کی خط کشیدہ آراء سے متفق نہیں ہے۔ اور بقول ڈاکٹر اکبر الدین صدیقی :

”کسی ادبی کارنامہ کی خوبی اس کے مطالعہ کے بغیر پورے طور پر ذہن نشین نہیں ہو سکتی۔ بہتر سے بہتر تنقید بھی اس کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈال سکتی ہے۔ یہی حال ”بھول بن“ کا ہے۔ اس میں جو صناعی صرف ہوئی ہے اور ایک مکمل کارنامے کے لحاظ سے اس کا جو پایہ ہے وہ تو اس کے مطالعہ کے بغیر پورے طور پر ظاہر نہیں ہو سکتا، لہٰذا

لہٰذا ذیل کی سطور میں مثنوی بہرام و گل اندام کا تحقیقی تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے۔

قصہ بہرام و گل اندام اور طبعی

طبعی کی مثنوی کا غائر مطالعہ اس بات کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے کہ اس نے اپنے دینی ”فن“ پارہ کی اساس کسی حد تک نظامی گنجوی کی ”ہفت پیکر“ پر اور مجموعی طور پر امین الدین محمد ایتن سبزواری کی ”بہرام و گل اندام“ پر رکھی ہے۔

۱۔ نظامی گنجوی کی ”ہفت پیکر“ اور طبعی کی مثنوی کے ابتدائی ابواب یکساں ہیں۔ قصہ کی ابتداء کے بعد نظامی کا ہیرو (بہرام) خاقان چین پر حملہ کی غرض سے روانہ ہوتا ہے۔ (لشکر کشیدن بر خاقان چین خمسہ نظامی ص ۶۷) جبکہ طبعی کا ہیرو ہفت خواں طے کرتے ہوئے چین کے قفقور کے پاس اپنا مقصود حاصل کرنے کے لئے پہنچتا ہے۔

۲۔ نظامی گنجوی نے ”خطبہ عدل بہرام گورتلے کے عنوان کے تحت چند اشعار کہے ہیں۔ ایتن سبزواری نے نظامی کے تتبع میں اسی موضوع پر اشعار قلمبند کیے ہیں۔ اور طبعی کے یہاں بھی اس کا

۳۔ مقدمہ ”بھول بن“ مشاعرہ ص ۴۴

۴۔ ”خمسہ نظامی“ مرتبہ وحید ستیگری امیر کبیر سن ۱۳۴۳ تیرہ ماہ شمسی۔

۵۔ ایضاً۔ ص ۶۶

عکس ”پند اول“ کی صورت میں موجود ہے۔

۳۔ نظامی گنجوی کے یہاں سات شکایتیں بعنوان ”شکایت مظلوم اول تا شکایت مظلوم ہفتم“ (خمیس نظامی ص ۸۱ تا ص ۸۲) درج ہیں۔

محمد امین سزواری نے ان سات شکایتوں کو بہرام گور کے باپ کی سات نصیحتوں، (پندوں) میں بدل دیا۔ طبعی نے امین کے نقش قدم پر چلنا شروع کیا اور یہیں سے نظامی اور امین کی کہانیوں کے ڈانٹے بدل جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ طبعی نے مثنوی کے اختتام تک امین الدین محمد امین سزواری (۱۳۳ھ) کے قائم کردہ ڈھانچے اور ترتیب میں مشکل کوئی تبدیلی کی ہے۔

ذیل میں دونوں مثنویوں کے مشترک اشعار بطور ثبوت پیش کیے جا رہے ہیں۔ جن میں مضمون کی یکسانیت اور جزوی ترجمہ کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ ذیل میں کچھ اشعار ایسے بھی ملیں گے جو صرف فعل کی تبدیلی کے ساتھ کئی سانچے میں ڈھال لیے گئے ہیں۔

مشترک اشعار

طبعی

امین سزواری

(سات اشعار) اول پند

پند اول (دس اشعار)

- ۱۔ اول پند کہتا ہوں فرزند سُن
محبت سینے میں میرے دلبند سُن
- ۲۔ میرے ناد اول رعیت کوں پال
کہ تا گھر میں تیرے جمع ہوئے مال
- ۳۔ اگر تجھ سوں پچڑے رعیت کسٹ
نچلسی تیرا کچھ رعیت پوہٹ
- ۴۔ تیرے عدل تے گر رعیت ہے شاد
جگت میں ہے توں آج جیوں کی قباد
- ۵۔ ہر یکس سے تو میٹھی بات کر
توں شیریں زبانی تے جگ بات کر

بجان بشنوا یا فرزانہ فرزند
کہ خواہم گفت اکنوں اولیں پند
چومن دایم رعیت پروری کن
پس آنگہ بر ممالک سروری کن
بعدلت مملکت آرای می باش
ہام از عدل صاحب رای می باش
رعیت پروری کن در زمانہ
کہ تاباشی بعالم خود یگانہ
اگر گیرد رعیت از تو کینہ
ندارد سود املاک و خزینہ

طبعی

- ۶- تو نوشیرواں کے نمن داد دے
۷- توں انصاف شاہاں کے تئیں داد دے
۸- عدالت تے عالم کوں دل شاد کر
۹- کہ بعد میرے توں مجھ یاد کر



- ۶- بخلقاں گر کنی شیریں زبانی
۷- مراد خویش در عالم برانی
۸- ز عدلت گر رعیت گشت خشنود
۹- خدایت در دو عالم داد مقصود
۱۰- بترس از آو شبگیر یتیم
کہ ترسانند از یزدان کریم
۱۱- اگر خواہی کہ باشد ملک معمور
خیال ظلم و کیف کن از سرت دور
۱۲- بگفتم یا تو انیک پند اول
یدیں معنی سخن کردم مسجل

غزل ۱

- ۱- تیرے ہاتھ میں شاہ جم جام اچھو
۲- ہمیشہ بغل میں دل آرام اچھو

غزل ۱

- ۱) بدولت باد جام بادہ ات نوش
عروسِ مملکت دایم در آغوش

- ۲- اچھو سب سلامت عزیزاں تیری
جہاں لگ عدو ہیں سو کم نام اچھو

- ۲) ندیمیاں و وزیرانت خرد مند
حریفان و ظریفانت قصب پوش



امین سزواری
تعریفِ حسنِ گل اندام گوید

طبعی گو لکنڈوی
بیانِ حسنِ گل اندام



- ۱- چنین گفت راوی سخن گوی
کہ برداست از غلایق در سخن گوی
- ۲- کہ شاهی بود در چین چہرہ چوں خور
رخِ مانندہ بدرِ منور
- ۳- گرفتہ آں ہمہ روی زمین را
بعدل آراستہ بستانِ چین را
- ۴- بہر صورت بدی شمشاد مشہور
جہاں آرای را بہ نام قیصور
- ۵- ز ملک چین تا سرحدِ بلغار
زدندی سکہ بر نامِ جہاندار
- ۶- در ایک دختری چوں مشتری بود
کہ مرہ را نور بخش انوری بود

کیا قصہ روای نے صاحبِ سخن
ہر ایک بول جیوں رول موتی رتن
ولایت منے چین کے شاہ تھا
ادبجو تیج مقبول جیوں ماہ تھا
بڑا بادشاہ تھا او قیصور نام
کہ ڈرتے تھے اس کو شاہاں تمام
کیا عدل تے چین کوں بوستان
لیا مار تر دار ترکیستان
کہ سرحدِ بلغار تاروم تھا
بڑا تھا سخی او نہیں سؤم تھا
اسے ایک بیٹی تھی جیوں مشتری
ہنیں آدمی زاد تھی او پری

اتین سز داری
اگر نقش بدیدی چشم فرہاد
بر فنی صورت شیریں اش از یاد

اگر خسرو بلعاش راہ بردی
ز شکر نام شیریں ہم بردی



طبعی گو لکنڈوی
اگر دیکھتا اس کون فرہاد اتال
تو شیریں کا او، ندھرتا خیال

جو خسرو اسے دیکھتا انک کھول
تکرتا شکر لے کدہیں بات بول



قصہ بہرام و گل اندام کی تاریخی حیثیت



قصہ ”بہرام و گل اندام“ کی تلخیص پیش کرنے سے قبل ضروری ہے کہ اس قصہ کی حقیقت و ماہیت اور بتدریج پر منحصر نظر ڈالی جائے۔ فارسی کی ادبی تاریخیں اور تذکرے اس بات پر متفق ہیں کہ فردوسی طوسی نے ساسانی عہد کے پانچویں بادشاہ بہرام بن یزدجرد کو دنیائے ادب سے متعارف کیا۔ بہرام نے ۳۹ء میں وفات پائی۔ بقول فردوسی بہرام کی موت طبعی تھی اور بقول عربی مؤرخین (ثعلبی، ابن قتیبہ، الجاحظ، مستودعی) بہرام گور ایک گہری کھائی میں گر کر غائب ہو گیا۔ بہت تلاش کے بعد بھی اس کا کوئی سراغ نہ ملا۔ بعد میں یہ واقعہ ایک پراسرار داستان بن گیا۔ چنانچہ عمر خیام نے گور کی تجنیس سے ایک رباعی نظم کی ہے جس سے بہرام گور کی شکار سے دلچسپی اور گور بمعنی ”قبر“ میں غائب ہو جانے کا اشارہ ہے۔

رباعی ملاحظہ کیجئے۔ ۷

آں قصر کہ بہرام درو جام گرفت
رُویہ سچہ کرد و شیر آرام گرفت
بہرام کہ گور می گرفت دایم
امروز نیز کہ گور بہرام گرفت

In that Palace Behram grasped the wine cup.

۱۔ ایران بہمد ساسانیان۔ معتفہ آرتھر کرشن سین۔ (فرانسیسی) ترجمہ ڈاکٹر محمد اقبال دہلی۔

۱۹۳۱ء ۳۶۲

۲۔ شاہنامہ فردوسی۔ ”در ذکر بہرام گور“

The foxes whelp, and the lions take
their rest, Behram who always catching
(gur) wild asses. Today behold that the
(gur) grave has caught Behram.^a

ڈاکٹر آرتھر کرسٹن سین نے بہرام گور کے تعارف میں اس قدر تحریر کیا ہے کہ بہرام چال ڈھال اور حرکات و سکنات میں ایرانی نژاد ہوتے ہوئے بھی عرب معلوم ہوتا تھا۔ حیرہ کے بادشاہ نعمان لمی نے بہرام کے لیے قلعہ خورنق تعمیر کروایا تھا۔ یزدجرد نے نعمان اور منذر کو ”رام افز و یزدگرد“ اور ”مہشت“ (اعظم) جیسے خطابات سے نوازا تھا۔ یزدجرد کے انتقال پر ”ہران“ نامی امیر نے تخت نشینی کے مسئلہ پر بہرام گور کی سخت مخالفت کی تھی۔ (شاید اسی لیے الف لیلولی قصوں میں ”ہران“ کو خراسانی جادوگر کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ جو ”مازن“ (ہیرو) کو دھوکا دے کر پہاڑ کی اونچی چوٹی پر بھیج دیتا ہے۔ جہاں سے خونخوار پرندے اسے اپنے جنگل سے اٹھا کر اڑ جاتے ہیں) منذر کی فوج جو حیرہ (عرب) سے ایرانیوں کے مقابلہ میں بھیجی گئی تھی۔ ”تنوخ“ کہلاتی تھی۔ یہ فوج نہایت جنگجو اور بہادر تھی۔ بہرام گور ساسانی عہد کا سب سے ہر دل عزیز بادشاہ گزرا ہے۔

ڈاکٹر کرشن سین رقم طراز ہیں کہ :-

”بہرام گور بہادر اور انصاف پسند تھا۔ اس طرح اس کے شکار کے کارنامے اور عشق کی داستانیں بھی زمانِ زرد عام ہیں“۔ ۱۷

اس کی مقبولیت کے پیشِ نظر صدیوں تک مصوٰروں نے بہرام گور کے کارناموں کو اپنی تصویروں میں دکھایا ہے۔ ڈاکٹر سین نے اس کی عادات اور اطوار پر تبصرہ کرتے

۳۳۹ ربا عیات عمر خیام - مرتبه - از - ایڈورڈ ہیرن الین ۱۸۹۹ء ص ۳۳۹

۵ تاریخ طبری - از بلعی - ص ۸۸

۳۵ ایضاً ۸۵۵

۳۵ ایران بعهد ساسانیان - ترجمہ ڈاکٹر محمد اقبال ص ۳۵۹

٣٤٢

٥٤ ايضاً . " " ٣٦٣

وگل اندام“ کے بعد امین الدین محمد امین سبزواری کی ”بہرام وگل اندام“ (تاریخ تصنیف ۱۰۶۳ھ م ۱۶۵۲ء) اور بعد کے شعراء میں پائی جاتی ہیں۔

تھامس ولیم ہیل نے ”این اوزنٹیل بایو گرافیکل ڈکشنری“ (جلد ۲) میں مولانا شمس الدین محمد کاتبی ترشیزی سے متعلق لکھا ہے کہ انھوں نے بھی خمسہ تحریر کیا ہے۔ جس میں مثنوی ”بہرام وگل اندام“ شامل ہے۔ ضیاء الدین بخششی اور ہاتھی خراسانی بھی اس موضوع کو شعری جامہ پہنا چکے ہیں۔

ہندوستان میں امیر خسرو نے نظامی کی طرز پر خمسہ تحریر کیا ہے۔ انھوں نے ”ہشت بہشت“ میں بہرام وگل اندام کے رنگ برنگی سات محلوں اور مختلف مجویاؤں کا خوبصورتی سے ذکر کیا ہے۔ ہندوستان میں اس قصہ کو بہت سراہا گیا۔ گیارھویں صدی ہجری میں اس داستان کے خدوخال قدیم اردو کی مثنویوں میں نظر آنے لگے۔ ملک خوشنود نے امیر خسرو کی ”ہشت بہشت“ کا دکنی زبان میں ترجمہ ”جنت سنگھار“ کے عنوان سے کیا۔

امین ودولت نے ۱۰۵۰ھ م ۱۶۴۰ء میں ”بہرام و بانو حسن“ لکھی۔ حافظ محمد فاضل سورتی نے ۱۰۶۶ھ م ۱۶۵۵ء میں امین ودولت کے قصہ کو ہوبہو فارسی میں قلم بند کیا۔ اس طرح اس داستان کا عالمی سفر شروع ہوا۔

عارف نوشاہی نے امین سبزواری کی مثنوی ”بہرام وگل اندام“ کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

۱۔ امین الدین محمد امین سبزواری کی داستان بہرام وگل اندام واقعاتی اعتبار سے افضل الدین خواجو کرمانی (متوفی ۱۰۳۳ھ م ۱۶۲۳ء) کی داستان ”سام نامہ“ پر مبنی ہے۔ خواجو کا ہیرو ”سام“ ہے۔ اور امین کا بہرام۔

نوٹ:- ”سام نامہ“ از خواجو کرمانی میں بہرام گور کا حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

دویدن گور مکن گور گیری چو بہرام گور کرنا گاہ شوی بستہ در دام گور ۵۴

۵۔ مثنوی جنت سنگھار۔ ملوکہ راقم (مائیکروفلم از پرنس میوزیم)

۳۔ مثنوی بہرام گور و بانو حسن۔ از۔ امین ودولت۔

مرتبہ راقم۔ برائے ڈی لٹ ناگپور یونیورسٹی ۱۹۸۸ء

چوں کردم این سخن آغاز و اتمام
نهاد نام، بہرام و گل اندام

”داستان آغازی شود، ببادشاہ و دم ازندا شتن فرزند درانده بود۔ تا اینکه خداوند
بروی پسری داد“ ہمہ ای مردم از شادی او شاد شدند۔ و در جشنی شرکت جیتند۔ شاہ
زندانیان را آزاد کرد۔ و نام او را ”بہرام“ گذارد۔ چہار سالہ بہ مکتب رفت۔ و ہ سالہ
خط و صرف و نحو و منطق آموخت و پہلوانی زورمند گشت۔ تا روزی ہمراہ پدر بہ شہر و کاخ
شاہی آمد۔ در بزم شرکت جست پدر او را پندہای می دہد۔

بخواہم گفت پندت ہفت موزوں

بخوبی ہرکی دُری است مکنون

بر عدل آراستہ شبستان چین را

گرفتہ ہیبتش روی زمین را

بادشاہی بود در چین دوی را دختر می بود چنین و چنان بنام ”گلندام“ باہر از اراں لختہ،
سخن زیبائی او بگوش ”بہرام“ می رسد روزی در پنج گاہ پس آنکہ ہزنمائی کردہ و شیر را
می کشد خود را از سپاہ جدائی سازد بہ کوی و کاخی می رسد در آنجا بخواب می رود۔ با پسیر
مردی رو برو می شود و نشانائی ہائی از معشوق بدست می آورد۔ و بہ سوی چین راہ می افتد،
پس از گذشت از دشت ہا و دشواری ہا دستیز بادیوان و غول ہا بہ دلخواہ خود می رسد۔ و
در پایان بہرام شاہ ہمراہ گلندام بر شہر خود برمی گردد و مورد استقبال پدر قرار می گیرد و با عدل
و داد ساہا شاہی می کند، لہ

طبعی کی شتوی کے داستانی خدو خال مندرجہ بالا شتوی کے خلاصہ سے ہم آہنگ ہیں۔
دونوں داستانوں کے عنوانات بھی بڑی حد تک ایک دوسرے کے مماثل ہیں۔ ذیل میں ”قصہ
بہرام گور و دلارام“ گل اندام اور بانو حسن کا زمانی اور مکانی، بتدریج ترقی کا خاکہ پیش کیا جا رہا ہے۔

لہ فہرست مشترک۔ نسخہ ہائی خطی پاکستان ارضاعارف توشاہی ص ۱۳۹

(شتوی بہرام و گل اندام) نمبر ۱۴۹ بنام باغ ارم

قصہ بہرام گور اور دلآرام، گل اندام و بانوئے حسن کازمانی و مکانی بتدریج ارتقار

ایران (۱) شاہنامہ فردوسی
داستان بہرام گور

۴۰۶ھ م ۱۲۰۹ء

(۲) ہفت پیکر: نظامی گنجوی

۴۳۲ھ م ۱۳۳۲ء

(۳) سام نامہ - خواجہ جوی کرمانی

۹۲۵ھ م ۱۵۱۹ء

[ہفتی خراسانی

۴۲۵ھ م ۱۳۲۵ء

ضیاء الدین نخشی کی "گلرہ"

۸۳۹ھ م ۱۳۳۵ء

(۴) ملا عبد اللہ کاتبی "بہرام و گل اندام"

۱۰۶۳ھ م ۱۶۵۲ء

(۵) امین الدین امین سبزواری - "بہرام و گل اندام"

(پرنس میوزیم لندن)

(۶) امین نامعلوم - "بہرام و گل اندام"

۴۲۵ھ م ۱۳۲۵ء

(۷) امیر خسرو "ہشت بہشت"

۱۰۵۰ھ م ۱۶۳۰ء

(۸) امین و دولت - "بہرام و بانوئے حسن" (دکنی اردو)

۱۰۵۶ھ م ۱۶۳۶ء

(۹) ملک خشتود "جنت سنگار" خسرو کی ہشت بہشت کا اردو ترجمہ (دکنی اردو)

۱۰۶۶ھ م ۱۶۵۵ء

(۱۰) حافظ محمد فاضل سورتی - شاہ بہرام و بانوئے حسن (فارسی)

۱۰۸۳ھ م ۱۶۷۲ء

(۱۱) طبعی گو لکندوی - "بہرام و گل اندام" (دکنی اردو)

(۱۲) سعید الدین خاں سعید "بہرام و دلآرام" (دکنی اردو) ملک خشتود کی جنت سنگار کا خلاصہ۔

ان ثنویوں کے قصے اور ہیروئنیں الگ الگ ہیں۔

۱۔ بہرام و دلآرام

۲۔ بہرام و گل اندام

۳۔ بہرام و بانوئے حسن

اس کے علاوہ ضیاء نے کرْدی لہ (Kardiy) بولی میں اس قصہ کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں فارسی نثر میں یہ قصہ ایران اور بمبئی سے شائع ہو چکا ہے ۱۳۳۷ء میں غلام احمد لہ نے امیر خسرو کی ”ہشت بہشت“ کا فارسی نثر میں کا خلاصہ تحریر کیا۔

ذیل کی مثنویوں میں کرداروں اور عنوانات میں اشتراک و مماثلت

<p>طبعی گوگلندوی ثم حیدر آبادی ”بہرام و گل اندام“ ۱۰۸۳ھ م ۱۶۷۲ء</p>	<p>ایمن سبزواری ”بہرام و گل اندام“ ۱۰۶۳ھ م ۱۶۵۲ء</p>	<p>خواجو کرمانی ”سام نامہ“ ۱۰۳۳ھ م ۱۶۲۲ء</p>
<p>آغاز۔ مانند قطب مشتری۔ وجہی داستان بہرام گور (متولد شدن بہرام گور) رفتن شاه بہرام بشکار گاہ و دور افتادن از لشکر عنوان ندارد ولی در قصہ گنبد بانهش گل اندام است رسیدن شاه بہرام بآب دریا وجنگ کردن بانهنگ کشتن بہرام دیوسیاہ را عنوان ندارد۔ ولی بہرام برای قصد گل اندام۔ یہ فغفور چین می رود۔</p>	<p>رفتن بہرام بہ شکار روانہ شدن بہرام بطلب مطلوب (بعد از دیدن نقش محبوب) رفتن شاه بہرام شہر چین بطلب گل اندام دیو کشتن شاه بہرام از چاہ رفتن بہرام اندرون ملک چین</p>	<p>۱۔ آغاز۔ کتاب سام نامہ ص ۴ ۲۔ گفتار۔ در متولد شدن ۳۔ سام نریمان بشکار و دیدن گور را ۴۔ رسیدن سام بایران و دیدن صورت پریدخت ۵۔ رفتن سام نریمان با قلواد براہ شہر چین ۶۔ رسیدن سام بکنار دریا کشتن سام نریمان از دہارا۔ ۷۔ کشتہ شدن مکو کال دیو۔ ۸۔ رفتن سام بدر بار فغفور چین</p>

غزل گفتن شاه بهرام	غزل خواندن سام بزرگرم
آمدن شاه بهرام بیای	سرای پریدخت
قصر گل اندام	آمدن سام بیای قصر
دو کتوبات میان	پریدخت
بهرام دگل اندام	۱۱. پنج مناظره با میان سام و
جنگ کردن شاه بهرام	پریدخت
باشکره زادو با افراد یو -	۱۲. جنگ کردن بهرام با فرعی
عنوان ندارد - و لے	دیو
بهرام با خدا مناجات می کند	۱۳. مناجات کردن سام
	جنگ کردن بهرام با
	نوشاد
	مناجات کردن بهرام

مثنوی بہرام و گل اندام

کا خلاصہ



فارسی کی روایتی مثنویوں کی طرح طبعی کی مثنوی بہرام و گل اندام کی ابتدا بھی حمد سے ہوتی ہے۔ طبعی نے فارسی کی مشہور رومانی مثنویوں کا حوالہ دیتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا کی ہے۔ اس کے بعد مناجات کا باب ہے۔ جس میں طبعی خدا سے دعا کرتا ہے کہ اس کی مثنوی کے اشعار میں حلاوت پیدا ہو جائے اور وہ غیر ذمہ دار ناقدین کی نکتہ چینی سے محفوظ رہے۔ طبعی حمد کے بعد بارگاہ نبوت میں نعت شریف، ادریشی عقیدے کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں مختصر مگر جامع منقبت پیش کرتا ہے۔ ذیل کے اشعار میں طبعی نے اپنے شیعی عقیدے کی نشاندہی کی ہے۔

مدد ہو ہر یک کام میں توں مجھے
کہ میں لپچر کر جانتا ہوں تجھے
تری مدح بن کچھ نہ دھرتا ہے کام
یو طبعی ہے بن دام تیرا غلام

منقبت کے بعد طبعی نے اپنے پیروم شد کی مدح میں شاندار قصیدہ لکھا ہے۔ اس قصیدہ میں وہ اپنے مدوح سے روحانی اور ذہنی بالیدگی کے علاوہ صحیح رہنمائی کی خواہش کرتا ہے۔ اس کے بعد بادشاہ وقت ابوالحسن تانا شاہ کے گن گاتا ہے۔ ان اشعار میں داخلی شہادت کے طور پر طبعی کہتا ہے کہ وہ ابوالحسن تانا شاہ کے شہر گو لکنڈہ نم (حیدر آباد) کا زائیدہ ہے۔ یہ ترے شہر کا شاہ ہوں زائدا
دلے بخت نیں منج کوں کیا فایدا

طبعی اپنے آپ کو بد قسمت سمجھتا ہے۔ وہ اپنی بد قسمتی اور ناقدری کا ردِ کاروتا ہے۔
اور اپنا مدعا یوں بیان کرتا ہے۔ ۵

دکھا کر قدم اپنے دلشاد کر

یو غم دل تے طبعی کے برباد کر

طبعی نے اصل داستان کے آغاز سے قبل اپنے حقیقی و معنوی استاد ملک الشعراء ”ملا دجہی“ سے خواب میں اپنی شنوئی پر داد و ستد کی تمنا کی ہے۔ اور حوالہ کے طور پر دجہی کی ”قطب مشتری“ سے چند اشعار پیش کیے ہیں۔

طبعی نے ملا دجہی کے ایک شعر میں تضحیل کی بھی جرأت کی ہے۔

طبعی توں یو کام کر اختیار

کر رہے تا قیامت ترا یادگار

”اما قطب کی مدح کر اختیار

دجہی

جو رہے یو قیامت تلک یادگار“ از قطب مشتری

حکایت بہرام گور کے اصل قصہ کی ابتدا ایک سونٹو لٹوھویں شعر سے شروع ہوتی ہے
طبعی نے یہ قصہ ایک بزرگ اور تجربہ کار راوی کی زبانی بیان کیا ہے۔ کہانی اس طرح
شروع ہوتی ہے۔

روم کے شہر میں ایک سخی اور شان شوکت والا بادشاہ تھا جو کشور روم کہلاتا تھا۔
کشور روم کے تخت و تاج کا کوئی وارث نہیں تھا۔ وہ نہایت مغوم اور دلگیر تھا۔ ۵

اگرچہ وہ شاہ جہانگیر تھا

نہیں ہے کہ فرزند دلگیر تھا

ایک عرصہ بعد اللہ نے اس کے یہاں اولاد بخشی۔ کشور روم نے اپنے بیٹے کا نام
نجومیوں کے مشوروں کے مطابق ”بہرام“ رکھا جو بعد میں گور ”Onager“ کے شکار کے
شفق میں بہرام گور کے لقب سے مشہور ہوا۔ اس نونہال نے روز افزوں ترقی کی۔ پانچ
برس کی عمر میں بہرام کو مکتب میں داخل کیا گیا۔ اس نے قبل از وقت تمام علوم و فنون پر
دستگاہ حاصل کر لی۔

یتا علم بہرام کوں یاد تھا
کر شاگرد تہی عاجز استاد تھا

ایک روز کا ذکر ہے کہ شاہ کشور نہایت خوش و خرم تھا۔ وہ حرم سے دیوان خانہ میں آیا۔ بہرام کو مدعو کیا اور شراب و شباب کی محفل آراستہ کی۔ بہرام نے شاہ کشور کو مست و خرم دیکھا تو ماحول کے مطابق ایک غزل پڑھی۔ جس کے مقطع میں اس نے بادشاہ وقت پر عقیدت و نیازمندی کے بھول برسائے۔

اچھے لگ لگن ہو رزمین برقرار
تیرے پگ پو قربان بہرام اچھو

شاہ کشور نے بہرام کو خوب داد دی۔ بہرام نے بھی شراب و آتش کا جام نوش کیا۔ بہرام کی سعادت مندی سے خوش ہو کر شاہ کشور نے اسے سات پند دیئے۔ یہ تھا کہ وہ سلطنت کی باگ ڈور اچھی طرح سنبھال سکے۔

ہر یک پند میرا سو یک گنج ہے
مُنے گا تو ج کوں بکج رنج ہے

شاہ کشور بہرام گور کو پہلے پند میں ”رعیت پروری“

دوسرے میں ”شجاعت و شمشیر زنی“

تیسرے میں ”خزانہ اندوزی“

چوتھے میں ”دورانہ لیشی“

پانچویں میں ”نیک و بد کی تمیز“

چھٹے میں ”سخاوت“

اور ساتویں میں ”عفو و نرم“

— کی ترغیب دیتا ہے۔

بہرام نے نہایت تپاک کے ساتھ باپ کی نصیحتیں سُنیں اور کورلش بجالایا۔ بادشاہ نے

۱۔ شاہ کشور کے دیے گئے پند ”قابوس نامہ“ از۔ امیر ابوالمعالی بن کیا دوس و نمگیر کے نصاب کی بازگشت معلوم ہوتے ہیں۔

بہرام کو مرضع تاج پہنایا۔ ایک سفید اور گہرے نیلے رنگ لٹے کا گھوڑا بہرام کو عنایت فرمایا۔ جس کا نام ”جہاں روپیا“ تھا۔ اسی کے ساتھ بہرام کو سارا ملک، اور دھن دولت بخش دی۔

بوڑھے راوی نے قصہ کو طول دیا۔ اور چین کے بادشاہ قیصو رقصہ کی بیٹی ”گل اندام“ کے حسن و جمال کی داستان چھیڑ دی۔ ۵

کہ ہے اس پری کا گل اندام نام

خدا حسن اس کوں دیا تھا تمام

”گل اندام“ دستور کے مطابق ہر عید کو بھروسے میں آتی اور اپنے جلوؤں سے ہزاروں کو نیم بسمل کر جاتی۔ اس کے ان گنت عاشقوں نے محبوب کی دید کے لیے اونچے اونچے مینار تعمیر کر ڈالے تھے۔ ۵

جلوئی بہوت عاشق ہوا ہے سو اُد

بندے ایک گنبد جو آسماں اُد

حتیٰ کہ گنبدوں کی بہتات کے باعث آسمان پر جنوں طاری ہو گیا تھا۔ ۵

ہوئے شہر میں بہوت یو گنبد اداں

دلیوانا ہوا دیک کر آسماں!

گل اندام کے بے مثال حسن کے سحر طرزیان نے بہرام گور کو والا و شیدا بنادیا۔ دوسرے روز ”بہرام گور“ نے شاہی دربار میں حاضری دی اور بادشاہ سے مرغزاروں میں صید و شکار کی اجازت طلب کی۔ بادشاہ نے بڑے چاؤ سے روانہ کیا۔ گھنے جنگلوں میں اچانک ایک وحشت ناک شیر نمودار ہوا۔ بہرام نے بہادری سے اس شیر کا مقابلہ کیا اور دونوں ہاتھوں سے اس کے جڑے پکڑ کر دو ٹکڑے کر دیے۔ [تخت کے حصوں کی خاطر بہرام نے دو گرسنہ شیروں کو ہاتھوں سے پکڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ ۵]

جیوں او یاگ ارٹازمین پر پڑیا

گلنگ کا ”اسد“ تھر تھرا گر پڑیا

۵ ٹیٹ: سفید گردن اور گہرے نیلے رنگ کا نہایت رفتار گھوڑا۔

۵ تاریخ طبری محمد بن جریر۔ ترجمہ از لمعی اور شاہ نامہ ثعلبی۔ از ثعلبی۔

اچانک جنگل میں ایک خوبصورت بہن نمودار ہوا۔ بہرام نے ”جہاں روپیا“ کو ایڑ لگائی۔ وہ ہواسے باتیں کرتا ہوا لشکر سے دور ہو گیا۔ [بہرام کی داستان میں یہ قصہ ہندو دیولالاؤں سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔ راون کے بھیجے گئے مارچ نامی دیو نے سونے کا بہن بن کر اسی طرح سیتا کی کو دھوکا دیا تھا۔]

بہرام گورچھہ دونوں تک مارا مارا پھرتا رہا۔ چھٹے روز اسے جنگل میں ایک فلک بوس پہاڑ دکھائی دیا۔ ۵

چھٹے دیس بعد از دیسیا ایک راہ
دیسیا ایک صحرا میں ڈنڈنگریا
بہرام اس سیاہ کوہ بے ستون پر فرہادی مانند چڑھ گیا۔
فلک اپنے داتاں میں انگلی ٹپایا
کر فرما دے بی ستون پر چڑھ گیا

سیاہ پہاڑ پر بہرام کو ایک اونچا گنبد نظر آیا۔ بہرام نے گنبد میں ایک بوڑھے شخص کو دیکھا۔ جو ایک تراشیدہ بُت کو دیکھنے میں مستغرق تھا۔ بہرام اس مورت کو دیکھتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ ۵

او گنبد منے ایک مورت اتھی
وِیلی امن پاک صورت اتھی
اُسے شاہ بہرام نے دیک کر
پڑیا بھیئیں کے اُپر ال ہو بے قبر

گنبد کے بوڑھے عاشق نے بہرام کو سچا عاشق پایا۔ اور اس پر جہر بیان ہوا۔ غرقِ کلاب چھڑک کر اسے ہوش میں لایا۔ اور اس دیرانے میں آنے کی وجہ دریافت کی۔ بہرام نے مدعا بیان کیا۔ پھر نہایت عاجزی سے گنبد کے حسن و جمال سے متعلق اُس بوڑھے سے پوچھا۔ بوڑھے نے کہا۔ ”یہ ایک طویل قصہ ہے۔“

بوڑھے نے داستان جاری رکھی۔ اس نے کہا کہ ایک معزز اور امیر تاجر ترکستان سے کاروبار کے لیے چین پہنچا۔ اس نے عید کے روز گل اندام کا سحر طراز جلوہ دکھایا۔ پھر وہ تاجر اس پہاڑ پر آپہنچا۔ تمام مال و زر کی لاگت سے یہ گنبد بنوایا۔ اس میں گل اندام کا بت آویزاں کیا۔

ایک ماہ کے متواتر سفر کے بعد بہرام دیوؤں کے ترغے میں پھنس گیا۔ بہرام کو ایک بہشت نما محل نظر آیا۔ اتفاق سے وہاں کے چھ دیو ہیکل پر ریزاد (صیفور-شہاس، صیفور، قسطاں، سام، اور حیطا) سیر و شکار پر گئے ہوئے تھے۔ بہرام کو اس بارغ میں ایک خالی دکان نظر آئی۔ ”اس نے ”جہاں روپیہ“ کو ایک درخت سے باندھا اور تلواریں سربانے رکھ کر دکان میں آرام کرنے لگا۔ سمن بو جھروکے سے بہرام کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے دلآردانی کو بلایا اور اسے بہرام کے پاس بھیجا۔ اور ایسی خطرناک جگہ آنے کا سبب دریافت کیا۔ دانی نے بہرام کو دیو صفت پری زادوں کے خطرے سے آگاہ کیا۔

بہرام نے دلآر کو سمجھایا کہ وہ بہادر اور طاقتور ہے۔ اسی اثناء میں وہ دیو پیکر بھائی آپہنچے۔ ان آدم خوروں نے بہرام پر حملہ کر دیا۔ بہرام نے ایک کے بعد ایک ان دیوؤں کو کمند میں باندھ دیا۔ بہرام انھیں قتل کرنا چاہتا تھا کہ سمن بونے اُسے شہنشاہ کشور کے پند و نصائح یاد دلائے۔ اور اپنے بھائیوں کے لیے رحم و عفو کی خواستگار ہوئی۔

سمن بو جھروکے مئے مار ہانک	شہنشاہ کوں بولی نکو مار بانک
اگر باپ کا پند سربا نہ شک	نکو توں بسر شاہ حق نمک
تجے یاد نیں کچھ شہر سربلند	دیا تھا سودیو ان غارے میں پند
میں اس وقت پر شاہ حاضر تھی	غلط نیں مری بات چھتریتی
کیا رحم کر زیر دستاں اوپر	نصیحت جنے باپ کی یاد کر

صیفور دیو نے تمام بھائیوں کے ساتھ بہرام گور کی تاحیات بندگی قبول کی۔ دیوؤں نے بہرام کے استقبال کے طور پر شاہی ضیافت کا انتظام کیا۔ بہرام نے جام پھلکائے اور سستی کے عالم میں ”گل اندام“ کو یاد کیا۔ صیفور نے موقع کی نزاکت سے فائدہ اٹھا کر بہرام سے سیاہ دیو کی شکایت کی۔ بہرام سیاہ دیو کو سزا دینے کنوئیں میں گیا۔ اسے نیند سے بیدار کیا اور پھر اسے قتل کر دیا۔ ظالم سیاہ دیو کے بچے سے مُلک شام کی شہزادی جہاں افروز کو بچایا۔ اور اس کی شادی صیفور دیو سے کر دی۔

بہرام نے اپنے اگلے سفر کا آغاز نہایت بتیابی سے کیا۔ اس سے قبل صیفور اور اس کے

بھائیوں نے اپنے سروں کے بال پیش کیے اور وعدہ کیا کہ جب بھی وہ انھیں نذرِ آتش کرے گا۔ وہ بہرام کی مدد کو حاضر ہو جائیں گے۔

اچھے شہ اگر تج کوں ہمناتے کام
جلا آگ میں بال او نیک نام
ہمیں آئیں گے غیب تے ترے پاس
ترا بھوت دہرتے ہیں شاہ آس

بہرام نئے سفر پر گامزن ہوا۔ اُسے راستہ میں ایک دلکش باغ نظر آیا۔ اس باغ نے گل اندام کی یاد تازہ کر دی۔

یو جھاڑ ہو چشمہ ہے آرام کا
کہ جاگا ہے خالی گل اندام کا

بہرام کی آنکھوں سے سادوں بھادوں برسنے لگا۔ وہ اپنی بے کیف زندگی پر افسوس کرنے لگا۔

یو کیا زخم ہے اس کوں مرہم نہیں
یو کیا مرگ ہے اس کوں ماتم نہیں

بہرام رو تا بیٹنا جہاں رو پیا پر سوار ہوا۔ اور رات دن سفر کی زحمات اٹھانے لگا۔ آگے چل کر اسے دریا نظر آیا۔ جہاں کشتی اس کی منتظر تھی۔ بہرام تے ”جہاں رو پیا“ کو بھی ساتھ لے لیا۔ کشتی میں بہرام کی ملاقات مفتاح نامی سوداگر سے ہوئی۔ جو اپنا مال و اسباب چین لے جا رہا تھا۔ اچانک ایک قوی ہیکل مگر چھ نے کشتی پر حملہ کر دیا۔ بہرام نے نہایت جواں مردی کے ساتھ اس مگر چھ جیسی بلا کو ٹھکانے لگایا۔ اور سارے مسافروں کو پریشانی سے نجات دلائی۔

نتھا او مگر تھا عجائب بلا

پسار یا تھا مومن او جوں اژدہا

بہرام کا دریائی سفر تین ماہ تک جاری رہا۔ جو تھے ہمیشہ کشتی لنگر انداز ہوئی۔ بہرام نے جہاں رو پیا کو کشتی سے اتار اور مسافروں کو الوداع کہتے ہوئے آگے چل پڑا۔

جہاں پائما شہ چلانے لگیا

پکڑ چین کی باٹ جانے لگیا

دور دراز سفر کے بعد بہرام چین کی سرحد کے قریب پہنچا۔

کتک دیس بعد از گیا چین کوں

پشانی کی سب کھول کر چین کوں

بہرام نے چین کی سرحد کے پاس ایک لشکر جرّار دیکھا۔ جو چین پر حملہ کرنے کے لیے تیار

کھڑا تھا۔ یہ لشکر بلغار کے بادشاہ بہزاد کا تھا۔ چین کا ”قیصور“ اپنی بیٹی ”گل اندام“ کی شادی

بہزاد سے نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لہذا بہزاد نے انتقاماً دھاوا بول دیا تھا۔

بہرام نے اپنی بدبختی کا رونا رویا۔ اور سرحد پار ایک بتخانہ میں اپنے ہتھیار چھپا دیے۔

بتخانے کے ”ستار“ نامی بوڑھے نے اس کی پذیرائی کی۔

اتھا شہر کے باہر بتخانہ ایک

بچارا بڑھام دتھا اس میں ایک

اتھا نام ستار اس پیر کا

اد دیول کی بستی میں کے شیر کا

بہرام نے اپنے تمام ہتھیار ”ستار“ کی تحویل میں دیے اور نمد (ادنی کبل) اور ڈھ کر

دشمن کی فوج میں خفیہ طور سے داخل ہوا۔ تاکہ وہ اس کی طاقت کا اندازہ لگا سکے۔

لے بہزاد کا بھید بہرام شیر

پھر یا، واں سوں دیول میں آیا دلیر

بہرام نے خود کو ہتھیاروں سے لیس کیا۔ صیغور اور اس کے بھائیوں کے بال جلا کر

اپنی مدد کے لیے طلب کیا۔ [بہرام گور داستانِ خن بانو میں زلزلہ دیو کے مقابلہ میں سفید دیو

اور اس کے تمام بھائیوں سے اسی طرح مدد لیتا ہے۔]

سارے دیوان کی آن میں جمع ہو گئے۔ اور بہزاد کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ شاہ بلغار

شخوں کی تاب نہ لاسکا۔ ایک خونریز لڑائی کے بعد بہزاد مارا گیا۔

صیغور دیو نے فتح کی خوشی میں بہرام کی برہمی کا پھل توڑ کر بہزاد کے کٹے ہوئے سر میں

پیوست کیا۔ اور قلعہ چین کے صدر دروازہ کی طرف فلاخن کے ذریعہ اچھا ل دیا۔ تاکہ ”قیصور“ چین

بہرام کی آمد اور فتح کی اطلاع مل جائے۔

شاہ چین نے جب قلعہ کا دروازہ کھولا تو اسے لاشوں کے پشتے نظر آئے۔ شاہ چین نے ذریعہ سے اس بہادر کی تفصیل پوچھی۔ ۷

کہ یو کون بہرام ابدال ہے

کہو کون یو رستم زال ہے ؟

وزیروں نے برہمی کا پھل بادشاہ کو پیش کیا۔ اور کچھ نہ کہہ سکے۔ بہرام کے قتل کے فوراً

بعد بہرام اس جزیرہ سے روانہ ہو کر سیدھے ”گل اندام“ کے محل کے قریب پہنچا۔ جہاں پر گل اندام کا جلوہ دیکھنے کے لیے بھیڑ اکٹھا تھی۔ تین دن کے صبر و قرار کے بعد گل اندام دریا میں جلوہ افروز ہوئی۔

گل اندام نے تین دن بعد از ازل

دریاچہ کوں کھولی کہ ادنا گہاں

سورج ناد، دیدار دکھلا دیں گی

جلا کر یو عالم کوں پھر جاویں گی

بہرام، خُن کی جلوہ طرازیوں کی تاب نہ لا سکا۔ اور ہوش گنوا بیٹھا۔ ۷

پرٹیا بھینس پو بہرام نے دیک کر

کرجیوں چھانوں بیتاب ہوئے خبر

بہرام نے ایک سال اسی حالت میں گزارا اور ”گل اندام“ کے محل کے نیچے جبہ سانی

کرتار ہا۔ البتہ وہ ایک ماہر کمند انداز تھا۔ وہ ہر رات کمند کے ذریعہ محل کی دیواروں کو پار کرتا

اور اپنے محبوب کے عشوہ و ناز کا لطف اٹھاتا۔ ۷

محل میں ادھی رات جاتا اچھے

اوسی باٹ تے پھر کو، آتا اچھے

عاشق و معشوق کے اس راز سے صرف اندازہ باخبر تھا۔ بہرام کی دیوانگی دیکھ کر

گل اندام اس پر سو جان سے قربان تھی۔ ۷

گل اندام ہوئی شاہ پر بہربان

اپن پر دیوانا ہے کر کھپان

اسی دوران چین میں نئے سال کا آغاز ہوا۔ نوروز کی رسومات شروع ہوئیں۔

اجاب نے مٹھائیاں ایک دوسرے کو تحفہ میں بھیجیں۔ ۷

اتھا چین میں رسم نوروز کا

طبق دوستان بھیجتے جا بجا

گل اندام نے دولت نامی کینز کے ساتھ مٹھائیوں کے طبق ہیلیوں کو روانہ کئے۔

دولت ایک طبق لے کر بہرام کے پاس گئی۔ بہرام نے اس سے منت سماجت کی۔ اور

ایک قیمتی انگوٹھی لے مٹھائی کے طبق میں چھپا دی۔ یہ انگوٹھی گل اندام کے ہاتھ آئی۔ گل اندام

نے دولت سے استفسار کیا کہ یہ انگوٹھی کس کی ہے۔ ۹

کہی او دیوانہ گنوا عقل و ہوش

کھڑا ہے سومیدان میں خر قرہ پوش

گل اندام دولت کوں کچ نہ کہی

سنی بات سو مسکرا کر رہی

گل اندام نے ایک مٹکار دانی کو بہرام کا حسب نسب دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔

اور اس محل تک آنے کی وجہ پوچھی۔ دانی نے دوبارہ دولت کینز کو بہرام کے پاس مزید

پوچھ تاچھ کے لیے بھیجا۔ اس پر بہرام نے جواب دیا۔ ۱۰

منجے نام کچ نہیں گم نام ہوں

دیوانا پریشانی بد نام ہوں

کیا عشق حیراں گرفتار منج

ہنیں کوئی اس ٹھار پر یار منج

بہرام چالیس قیمتی موتیوں کا ہار دولت کینز کو نذر کرتے ہوئے استدعا کرتا ہے

کہ وہ اس کا ”فراق نامہ“ گل اندام تک پہنچائے۔ ۱۱

کیا سو قلم شاہ لے بات میں

یو دیتا گ نامہ لکھیاسات میں

۱۲ یہ بھی ایک ہندوستانی رسم ہے۔ اسے راس کھیلنا کہتے ہیں۔ آج بھی ہندوؤں کے یہاں بلکہ

مہاراشٹر کے دیہاتوں میں شادیوں میں یہ رسم پائی جاتی ہے۔

غزل کے شعر میں بہرام یہ یاد کرتا ہے کہ گل اندام کو اس کا امتحان لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ۵

منجے کیا دیکھے آزماں گل اندام

پرانا ہوں، نہیں عاشق نوا میں

جواب میں گل اندام بہرام کو شاہ بلغار کے حشر سے آگاہ کرتی ہے۔ اور انجانے طور پر بہرام کی ہمت و جوانمردی کے گن گاتی ہے۔

گلگن پر تے بہرام یک بار، اور

سراس کا شیا تیغ تے کار کر

گل اندام اپنی مجبوری کا اظہار غزل کے شعر میں کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے۔

تیرا دل ہوا بھوڑا دکھوں تے

ہنیں اس زخم کا منج پاس مرہم

تقریباً پچھو اشعار کے بعد بہرام گور کی داستان کا ربط اس سلسلہ سے ملتا ہے جہاں سے اس کا آغاز ہوا تھا۔

ادھر کشور روم کے وزیروں نے بہرام کے گم ہو جانے کی اطلاع دی۔ جو ایک

خوب صورت ہرن کے پیچھے جنگلوں میں غائب ہو گیا تھا۔ شاہ کشور نے بہرام کی تلاش پر انعام مقرر کیا۔ ۵

اگر لاوے بہرام کا کوئی خبر

اُسے دیوں یک شہر انعام کر

شاہ کشور کے پاس ایک نہایت چالاک سوار بنام شہرنگ عیار تھا جو قتل مند اور

ہوشیار تھا۔ ۵

ادھو پیچ عاقل خبردار تھا

کہ اس نام شہرنگ عیار تھا

رات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں شہرنگ عیار راستہ بھٹک کر اسی پہاڑ پر پہنچا جہاں

بوڑھا عاشق گل اندام کی صورت کی برسوں سے پرستش کر رہا تھا۔ بوڑھے نے بہرام کی گمشدگی

کی خبر سنی اور شہرنگ عیار کو بتایا کہ اسی حلیہ کا ایک توجوان چین کی طرف گیا تھا۔ ۵

عجب (نیں) گیا او اچھے چین کوں
 اے شاطر توں یگی دے جاواں لگوں
 شیرنگ بوڑھے عاشق کے ہمراہ شاہ کشور کے پاس پہنچا۔ بوڑھے نے سارا ماجرا
 شاہ کشور سے بیان کیا۔ ۛ

حکایت بڈھا بول بہرام کا
 کیا رام کا نی گل اندام کا
 (کہانی)

بڈے تے سنیا شاہ جب یو بچن
 دیا مال لی ہو رمانک رتن
 شاہ کشور کے دربار میں ایک دانشور وزیر بنام مہندس تھا۔ بادشاہ نے اسے
 اپنا سیفر بنا کر چین کے قیصور کے پاس بیش قیمت پیش کش کے ساتھ روانہ کیا۔ اور اس کے
 ہمراہ شاہی مکتوب بھی حوالے کیا۔ ۛ

کیا نامہ لک شاہ قیصور کوں
 بزرگی سستی چین کے دھور کوں

سفارش بہوت شاہ بہرام کا
 بزاں خواستگاری گل اندام کا
 لیا حکم تے شہ کے خامہ دبیر
 لکھا چین کے شہ کوں نامہ دبیر

خبرنگ عیار اور مہندس چین کی طرف روانہ ہوئے۔ مہینوں کے سفر کے بعد وہ چین
 پہنچے۔ حاجب نے قیصور چین کو مہندس کے آنے کی خبر دی۔ قیصور نے دانشور گنجور کو مہندر
 کے استقبال کے لیے روانہ کیا۔

کیا جا مہندس کے توں سامنے
 تواضع بہوت دے کو، لاگھر منے

شاہ قیصور نے ہندس کو بہرام کی برجھی کا پھل دکھایا۔ اسے دیکھ کر ہندس کو بہرام کے چین میں ہونے کا یقین ہو گیا۔ ۵

ہندس کیا شاہ پایا نشان

کہ یو شاہ بہرام کا ہے نشان

چین میں بہرام کے سراغ کے لیے عام اعلان کیا گیا۔ سوئے اتفاق سے شہرنگ عیار بہرام کی تلاش میں گل اندام کے محل کے نیچے پہنچا اور اسے نمود میں پہچان لیا۔ فوراً یہ خوشخبری قیصور چین کو دی گئی۔

شاہ قیصور نے نہایت تزک و احتشام سے بہرام کو شاہی دربار میں لانے کا حکم دیا۔ بہرام کی حالت زار دیکھ کر گل اندام بے ہوش ہو گئی۔

اپس میں اپنی ویچ مد ہوش ہوئی

یو پرہ کی گھیری تے بے ہوش ہوئی

ولے حال اپنا کسے نا کہی !

شرم تے لہو گھوٹ کر چپ رہی

ہندس نے بہرام کو شاہی لباس پہنا کر گل اندام کے باغ میں لے گیا۔ بہرام نے تخیلے کا حکم دیا۔ تنہائی میں اس کا ہزار صرف گل اندام کا تخت تھا۔ بہرام نے اپنی ہجوری کا رونار دیا۔

ہو د لگی سر شاہ اپنے بخت تے

لگیا بات کہنے کوں یوں تخت تے

بے جان تخت نے بھی فریادی بن کر کہا۔ ۵

گل اندام کے پانوں پڑتا ہوں میں

قدم کے تلے اُس کے ٹڑتا ہوں میں

اسی اثناء میں بخیر دار نے بہرام کو شاہ قیصور کے آمد کی خبر دی۔ بہرام اس کے استقبال کے لیے باہر آیا۔ شاہ قیصور اسے شاہی محل میں لے گیا۔ جہاں پر عیش و عشرت کی محفل گرم تھی۔

دوسرے دن بہرام نے اپنی قیام گاہ پر عیش و طرب کی مجلس آراستہ کی۔ اور ہندس کو اپنی وارداتوں سے آگاہ کیا۔ ہندس نے مشورہ دیا کہ دستور بخود کو گل اندام کی خواست گازی

کے لیے بھیجا جائے۔

اگر بات سن شاہ بہرام کا
 عروسی کرے توں گل اندام کا
 بہوت خوب ہے اے شہہ نامدار
 وگرنہ کیا تو، کمتا ہوں بچار
 بہرام اس کے حق میں نہیں تھا کہ وہ اپنے محبوب کے ملک کو تباہ و برباد کرے۔
 کیا شاہ نہیں عاشقی میں روا
 کہ معشوق پر جا کو ماروں لھوا
 یو بہتر ہے میں دوستداری کروں
 گل اندام کی خواستگاری کروں
 دانشور گنجور نے بہرام کا پیغام قیصر چین تک پہنچایا۔ شاہ چین نے کچھ توقف کے
 بعد جواب دیا۔

کہ بہرام میرا سو فرزند ہے
 جگر گوشہ ہے ہو رہا دلہند ہے
 منجے کوئی بیٹا جواں بخت نہیں
 کہ بعد از مرے صاحب تخت نہیں
 جگت میں رہتا نہیں کوئی برقرار
 بھلا ہے کہ یو تخت دیوؤں یادگار
 شاہ چین نے مزید کہا کہ سارا معاملہ اس کی دفتر کی مرضی پر موقوف ہے۔ اگر وہ راضی ہے
 تو اے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

و لے کام بیٹے کے ہے ہات میں
 منجے کام کھ نہیں ہے اس بات میں
 اگر او قبو لے تو راضی ہوں میں
 خبر جا کو بہرام سوں بول شینیں
 دانشور گنجور نے بہرام کو مزید جانفزا سنایا۔ بہرام نے صیغور کی بہن سمن بو اور جہاں افروز

پری کو اس کا رخیر کے لیے طلب کیا۔ دونوں پر یاں گل اندام کے پاس عنذ یہ لیے گئیں۔
گل اندام نے عفت مآب دختر کی طرح اپنی قسمت کا فیصلہ باپ کی مرضی پر چھوڑ دیا۔

سمن بو، ہوئی تنہائی سوں یار میں

نہیں باپ کی بات سے دور میں

قبولیا اچھنیکا توں قیصور آج

میں راضی ہوں میرا نہیں ہے علاج

سمن بوتیزی سے اڑی اور بہرام کو گل اندام کا مرزدہ سنایا۔

”گل اندام راضی ہے بہرام کوں“

شہنشاہ کے کان میں جاہلوں

منجوں نے بہرام و گل اندام کے عقد کا موزوں وقت ڈھونڈ نکالا۔ اور قاضی نے وقت

مقررہ پر دونوں کا عقد کر دیا۔

دیکھیا جو نکد قاضی (نے) تشریف نقد

بندیا مشتری سات زہر اکوں عقد

ہمانوں کی خاطر تواضع اور طعام و قیام کا نہایت اعلیٰ سپانے پر انتظام کیا گیا۔ رسم کے

مطابق ہندس نے ہزاروں بیل گاڑیاں روانہ کیں۔ اس کے علاوہ ہمہ اقسام کے میوہ جات

مخود و عنبر سات ہزار اونٹوں پر لاد کر بھیجے گئے۔

قیصور چین نے اپنی بیٹی کو جہیز کے علاوہ ملک چین بھی دے دیا۔

گل اندام کے جہیز میں چین دیا

ولایت تمام اور ماچین دیا

ایرانیوں کی رسم کے مطابق بہرام نے نوعروس کو گود میں اٹھایا۔ اور نگینہ محل کے حرم

نیک لے گیا۔

اد چا گود میں لے کو عاروس کوں

نگینے محل میں لے آئے ہلوں

شب عروسی کی خاطر مہم کام کا سورہ سنگھار کیا گیا۔ گنجور عاقل نے بارات کا اہتمام کیا یہ
 گیا بیگ گنجور بہرام پاس
 بڑے مول کا پیں کر یک باس

کیا شاہ بہرام سرگشت ہے
 نگینے محل میں چلو گشت ہے

بڑی رات ہے آج کی رات یو
 مٹھی جیونکہ ابلوچ بانا ت یو

چاروں طرف قواؤں اور کسبنوں کے گیتوں نے ماحول کو خوشگوار بنا دیا۔ آتش بازی
 سے آسمان روشن ہو گیا۔ شب گشت کے خاتمہ پر دلہن کی سہیلیوں نے جلوہ کی رسم ادا کی یہ
 مشاطہ کھڑا ہو کر پردا پکڑ
 ہوئے نین تلک دور، جلو ادے کر

ادعاشق اول دور پردا کیا
 ادبھولاں کی ڈیری اٹھا کر گیا

اس کے بعد شب زفاف کا تمثیل بیان ہے۔

اس میں استعارے اور کنایہ کا نہایت اچھوتا استعمال ہے۔ بالآخر بقول طبعی بہرام نے
 وصال یار کا گوہر مقصود حاصل کیا۔ ساری مخلوق نے اس کی شجاعت اور ثابت قدمی کی تعریف کی
 یا شاہ بہرام نے کوٹے تو
 سنیا سو کیا خلق شاہ باس ہو

بہرام نے غربت میں بادشاہت حاصل کی۔ اسے وطن چھوڑے عرصہ ہو چکا تھا۔ مقاصد
 کی حصول یابی کے بعد اسے ایک سچے وطن پرست کی طرح اپنے ملک و والدین کی یاد ستانے
 لگی۔ اس نے خواب میں اپنے ضعیف باپ کو بیمار دیکھا۔

دیکھا خواب میں باپ بیمار ہے
 ضعیف ہو رہا ایک جوں تار ہے

بہرام نے قیصو چین سے مراجعت کی اجازت طلب کی۔ اور گل اندام کو ساتھ لے کر
 باد صبا کے دوش پر وطن (ردم) پہنچا۔ اور والدین کی قدمبوسی کی سعادت حاصل کی۔

پڑیا ماں ہو رہا باپ کے پاؤں جا
 گل اندام کوں لاکو قدماں پو بھا
 دیکھے جیوں کہ ماں باپ فرزند کوں
 بنے سوں لگائے اُچا چوٹیوں تیوں
 شاہِ روم کا طویل علالت کے بعد انتقال ہوا۔ اور بہرام گور تاج اور ملک دار بنّا۔
 کتک دیس بعد از او کشور مورا
 ہوا شاہ بہرام نے بادشا
 خاتمہ کے طور پر طبعی نے سات اشعار نظم کیے ہیں۔ جن میں تاریخِ تصنیف، تعداد اشعار
 کے ذکر کے علاوہ اس بات کا اعلان ہے کہ اس نے یہ مثنوی فقط چالیس دنوں میں منظوم کی۔
 دعائیہ اشعار پر مثنوی کا اختتام ہوتا ہے۔ ۵
 یونامہ پڑیں گے تو بہر خدا
 پڑ و فاتحہ نام لے کر مرا
 یونامہ کوں طبعی کیا ہے تمام
 بحق محمد علیہ السلام

(نوٹ) ذرا صل بہرام کی کارگزاریاں اس کے باپ کی سات نصیحتوں کو منشرح کرتی ہیں۔ اس
 مثنوی میں کل ۱۳۳۹ اشعار ہیں۔

مثنوی بہرام و گل اندام کا تنقیدی مطالعہ

طبعی کی ”مثنوی بہرام و گل اندام“، کو دُنیا سے ادب سے پہلی بار متعارف کرانے کا سہرا کئی ادب کے بے لوث خادم ڈاکٹر محمد اکبر الدین صدیقی (حیدر آباد) کے سر ہے۔ مفصل مقدمے اور تقابلی متن کے ساتھ راقم اس مثنوی کو ناقدین ادب کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہے۔ کئی ادب کے نامور محققین نے اس قدر نشاندہی کی تھی کہ طبعی کا یہ شعری کارنامہ کسی فارسی مثنوی کے زیر اثر لکھا گیا ہے راقم نے تحقیق و تدقیق کے بعد اس فارسی مثنوی کا سراغ لگایا ہے۔ گذشتہ ابواب میں اس کے تعلق سے سیر حاصل بحث ہو چکی ہے۔ فی الوقت اس مثنوی کے دو قلمی نسخے دستیاب ہیں۔ ایک نسخہ برٹش میوزیم لائبریری لندن کی ملکیت ہے۔ اور دوسرا آندھرا پردیش گورنمنٹ اور نیٹل مینسکرپٹ لائبریری اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، عابد، حیدر آباد کا غزوہ ہے۔ راقم نے دونوں مخطوطات کی مدد سے مثنوی کا صحیح متن تیار کیا۔ مقدمہ کے ساتھ ضروری حاشیے تیار کیے۔ اور فرہنگ تیار کی۔ مثنوی کے اشعار کی تعداد متعین کی۔ طبعی کی مثنوی صرف ۱۳۴۰ اشعار پر مشتمل تھی۔ اس مثنوی کا ایک شعر کاتبوں کی لاپرواہی اور دست برد زمانہ کا شکار ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں مرتبہ متن کے چند اشعار کی صحیح قرأت نہ ہو پائی۔ ایسے اشعار کے نیچے ”گذا“ لکھ دیا گیا ہے۔ بعض جگہ غلط املا درست کر دیا گیا ہے۔ اور مخلوط الفاظ کو جدا کر دیا گیا ہے۔ (مثلاً نکھوٹ۔ نہ نکھوٹ وغیرہ)

طبعی کی مثنوی ”بہرام و گل اندام“، کئی مثنویوں میں سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے۔ کیونکہ اس مثنوی میں طبعی کی تخلیقی طبع کے تجدیدی عناصر جا بجا کار فرما ہیں۔ اجزائے مثنوی اور معیار تنقید کے اصولوں کے مطابق طبعی کی مثنوی ایک اہم کارنامہ سے کم نہیں ہے۔ تاریخی اعتبار سے یہ مثنوی قطب شاہی عہد کے آخری لمحات کی تعبیر ہے۔ اس مثنوی میں ہم عصر تہذیب کی بھور و مرقع کشی کی گئی ہے۔ چنانچہ مثنوی بہرام و گل اندام میں لوک ادب کے عناصر کے ساتھ ساتھ ابوالحسن تانا شاہ کے دور کی سچی تصویریں آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہیں۔ اسی بنا پر اس کی زبان عام فہم ہے۔ اس میں عوامی روزمرہ، اور محاوروں کا صاف ستھرا استعمال موجود ہے۔ جو اپنے وقت کے لحاظ سے صحیح اور قبول عام کی سند رکھتے ہیں۔

عصری، ادبی، ثقافتی، لسانی اور محاکاتی عناصر کی وجہ سے طبعی کا ادب پارہ ایک تاریخی دستاویز بن گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس مثنوی میں مواد کے اعتبار سے اظہار کا طریقہ بڑا مناسب، سنجیدہ اور معتبر ہے۔ اسی سے میل کھاتی ہوئی رداں رداں اور شستہ زبان طرز ادا کے جمالیاتی پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر استعمال کی گئی ہے۔ ساتھ ساتھ موضوع کے اعتبار سے بجز میں تبدیلی کا احساس موجود ہے۔ البتہ اس کا کردار پہلو مافوق الفطرت عنصر اور مبالغہ آرائی ہے۔ ڈاکٹر علی جوآذیری کے نزدیک اردو کی عام داستانی مثنویوں کا یہ اہم جزو ہے۔ چنانچہ وہ اپنے جوازیں رقمطراز ہیں۔

”اگر مزید غور کیا جائے تو اس مافوق الفطرت عنصر میں بھی گرد پیش کا ماحول، جیتا جاگتا

ساج، کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی شکل میں چھپا ہوا نظر آجائے گا۔ دیوؤں اور پریوں

کے روپ میں انسانی چہروں کی جھلک نظر آجائے گی۔“ لہ

ممکن ہے طبعی نے قطب شاہوں پر مغلوں کی پے درپے لیغاروں کے خلاف ہم جونی قسمت آزمائی اور بہادری کے جوہر دکھانے کی غرض سے ان غیر فطری عناصر اور مبالغہ آرائی کو مثنوی میں شامل کیا ہو۔ کیونکہ قطب شاہی سلطنت مغلوں کی باجگزار بن گئی تھی۔ اور پور دکن فعالیت سے محروم زوال آشتنا معاشرہ کی طرح بے حس و حرکت ہو کر آخر سانسیں ر ہا تھا۔ کیا بعید ہے کہ طبعی نے ابوالحسن تانا شاہ کو بہرام گور جیسی صفات سے مزین کرنا چاہا ہو۔ تاکہ وہ مغلوں کے امدتے ہوئے طوفان کو روک سکے تاکہ دکن کی غفلت برقرار نہ سکے۔ بہر کیف طبعی کا یہ شعری تجربہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے قبول عام کی سند رکھتا ہے۔ اس

میں ایک عظیم الشان معاشرے اور تہذیب کی جھلکیاں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس میں شادی بیاہ کی رسومات، ملبوسات اور روایات کی تفصیل سے متعلق توضیحی بیانات موجود ہیں۔ جزئیات نگاری کا محاکمہ کرتے ہوئے طبعی نے بارات، شہر گشت، ساز و سازندے، پاتراؤں کے قص اور جھلملاتی ہوئی مختلف روشنیوں کو اصلیت کا رنگ دے کر پیش کیا ہے۔ بزم کے ساتھ ساتھ رزم کے سارے واقعات یوں نظم کیے گئے ہیں جیسے ہماری آنکھوں کے سامنے دو دشمن بڑاڑنا ہوں۔ آلات حرب کی گھن گرج، یتردوں کی سنسناہٹ، تلواروں کی جھنکار اور گرزوں کی

گوخ طبعی کی مثنوی سے صدائے بازگشت بن کر قاری کے کانوں تک پہنچتی ہے۔ یہ خصوصیت اس بات کی دلیل ہیں کہ طبعی اپنے فن پر حاوی ہے۔ پرکشش طرزِ ادا اور رواں دواں اشعار قاری پر سحر طرازی اور طبعی کی فنی لیاقت کا سکھ بٹھادیتے ہیں

مثنوی کا تنقیدی مطالعہ ان حقائق کے ثبوت بہم پہنچاتا ہے کہ طبعی دربار اور سرکار کے تمام آداب و لوازمات سے آگاہ ہے۔ اس کا عینی مشاہدہ نہایت وسیع ہے۔ لہذا جب وہ ایک عاشق مزاج مند پوش شہزادے کو اس کی محبوبہ ”گل اندام“ کے قصر سے نکال کر چین کے بادشاہ کے سامنے پیش کرتا ہے تو اس بیان میں شاہی آداب کا پورا پورا خیال رکھتا ہے۔ شاہِ روم کے مشیرِ خاص ”ہندس“ بہرام کو گل اندام کے قصر سے شاہی مرکب پر سوار کر کے حمام لے جاتا ہے۔ یہ ایرانی حمام ہے۔ اس میں کیسہ مال بہرام کو مخصوص انداز میں غسل دیتے ہیں۔ خوشبودار اشیاء اور سامانِ آرائش سے بہرام کی مشاطگی کرتے ہیں۔ اس کے جسم پر عنبر، صندل، مشک، ارگبا، چکسا اور چوڑا ملا جاتا ہے۔ چین کے بادشاہ کی جانب سے شاہی پیش کش کے طور پر شہزادے لیے ملبوسات، جنگی آلات، شال، دوشالے، رومال اور شاہی مراتب کا غلام ردائے کیا جاتا ہے۔ طبعی کے اس بیان میں بیک وقت کئی چیزوں کا ذکر آگیا ہے۔ دراصل طبعی کے یہ اشعار اس کی شاعرانہ صلاحیت اور ایجری کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

ہندس ترنگ لاکو یک رہوار	شہنشاہ بہرام کوں کر سوار
وہاں تے لیجایا ادب نام کوں	چلیا دینخ بیگی دے حمام کوں
قدم جوں پڑیا شاہ بہرام کا	چھپیا نور حمام میں حمام کا
کھڑے ہو کو خدمت منے کیسہ مال	کیسے پاک سب حوض خانے کنجاں
ل انگ صندل لگا کر دھلائے	پچھیں مشک و عنبر کا چکسا لگائے
شہنشاہ قیصوری دھات تے	کھڑے کر کو بخور کے ہات تے
شوانے دیا بھیج تشریف لال	دوشالہ پھل زر زری ہو رومال
ترنگ ہو رزنگ ہو رجزت کا خنجر	نشاں ہو رزریا پان رنگین چھتر
چھتر کے تھے چوگرد موقی جہلم	بڑے مول کے سب نہ تھے کوئی کم
طبعی کے فنی کمال کی معراج اس وقت اپنے پورے شباب پر پہنچ جاتی ہے۔ جب	

وہ غریزی روح اشیا سے عشق مجازی کا اظہار کرتا ہے۔ بہرام جب گل اندام کے تخت سے اپنی حرام نصیبی کی شکایت کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اے تخت تیرا شرف اور سعادت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ اُسے محبوب کا وصال و قربت نصیب ہے۔ لہٰذا بہرام بیجان تخت کی خوش قسمتی پر حسد کرتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ شرف طوبیٰ، نخلِ خرما اور سرو کو بھی میسر نہیں ہے چنانچہ مندرجہ ذیل اشعار طبعی کے محاکاتی طرزِ ادا کا کرشمہ نہیں تو اور کیا ہیں۔

ارے تخت تیری بڑی بخت ہے	کہ میرے گل اندام کا تخت ہے
شرف ہے تجھے سو طوبیٰ کونیں	سرو ہو ر کوئی نخلِ حرام کونیں
بنجانوں سعادت یو کیوں پائیا	کہ بے رنج قدم ماں تلے آئیا
دیوانا، پریشان بد بخت میں	حسد تیری کہتا ہوں اے تخت میں
کہ دن رات بیٹھا ہے گڑ گئے سوتیوں	میں دروازے کے بھارجوں خاک ہوں
تجھ میرے دلدارتے ہے وصال	جلاتا ہے فانوس تیوں مجھ خیال
کیا شاہ بہرام جوں یوں خطاب	دیا تخت قدرت ستے یوں جواب

مندرجہ بالا اثر انگیز بیان کے بعد قدرتِ حق سے بے جان سخت کی زبان گویا ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے سینے میں پوشیدہ عشق کے راز ہائے سر بستہ کو درد انگیز پیرایہ میں ادا کرتا ہے۔ قلبی جذبات کا یہ خوبصورت فریم صحیح معنوں میں طبعی کے معراجِ فن کی دلیل ہے۔ گل اندام کا تخت اپنی آزادانہ زندگی سے لے کر عشق میں گرفتاری اور پامالی کا تذکرہ درد بھری لے میں کرتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ مثالی عاشق کا کردار ادا کر رہا ہو۔ تخت کی روند کا آخری شعر، عاشق صادق کی قربانی ہی کو وصالِ محبوب کی آخری منزل قرار دیتا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل اشعار، فنِ شعرِ طبعی کی دسترس کی داد دے رہے ہیں۔ اشعار ملاحظہ کیجئے۔

اگر درد اپنا تجھ میں کہوں	ہوئے گا سینا پھوٹ حیران توں
بڑا جھاڑ میں ایک فتمشاد تھا	کہ جوں سرو تیوں غم تے آزاد تھا
میری چھانوں تل بادشاہاں اتھے	خشم ہو ر گھوڑے ہتی تھے اوٹے
لگیا تھا میرا سر آسمان کو ر	قضا تے کیا عشق منج سر ہنگوں
اول مار میرے کمر میں تر	سٹیا بھینیں پو منج کوں مکر توڑ کر

لے آئے سوں دو پچانک سینا کیا میری کھال زبدن سوں سب چلیا
میرے بند کمر تیشے سوں شاخ شاخ کیا دل میں کیتک اس سوں سوراخ
جلایرے ہاڑاں کوں مطیع میں سخت کیا میرے سینے کے تختے کوں تخت
اسی پر ہوں دل شاد ہر سال منجہ گل اندام کرتی ہے پا مال منجہ
گل اندام کے پانوں پڑتا ہوں میں قدم کے تلے اس کے لڑتا ہوں میں
سر اپنا جھکوئی عاشقی میں گنواے اپس کے بغل میں دلا رام آئے

طبعی کی مثنوی میں قطب شاہوں کی رُویہ زرداں تہذیب و تمدن کے آثار نمایاں ہیں۔ درباروں کی شان و شوکت، شاہی خلوت و جلوت، شاہی مجالسوں کی جلوہ سامانیاں اور رقص و سرود کی جلوہ طرازیوں جو اپنے محبوب بادشاہ ابوالحسن تانا شاہ کے ساتھ دم توڑنے پر آمادہ تھیں۔ بجھتے چراغوں کی طرح آخری مرتبہ بھڑک کر سیاہ پوش اندھیروں میں گم ہونے جا رہی تھیں۔ طبعی نے ان شراروں کو ایک ایک کر کے اپنی مثنوی میں محفوظ کر لیا۔ مافوق الفطرت واقعات سے اس میں ابتر از پیدا کیا۔ تاکہ قارئین جدوجہد اور مہم پسندی کا سبق حاصل کر سکیں۔ اور ان میں تیزی سے بدلتے ہوئے حالات سے پیٹنے کا جذبہ پیدا ہو سکے۔ بہر کیف طبعی کی مثنوی قطب شاہی کلچر اور ثقافتی میلانات کا آئینہ ہے۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

دونوں یوں دیں تخت پر میل کر کہ جوں ایک انگوٹھی پر دو ہے کنکر
کیا شاہ قیصور گنجور اشارت سوں لا آب انگور کوں
گئے چار سو ترک خو ماہتاب کئے لاکو حاضر شراب ہو رکباب
بھریا لعل الماس کے جام میں دیا بیگ ساقی نیکو نام میں
دونوں شاہ پینے لگے جوں شراب گلے چاند رشکوں جلے آفتاب
بلا چاشنی گیر قیصور شاہ کیا بیگ دے لاکو سفر اچھا
جرئت کے لے مشت آفتادے فراش تلے اس کے زربفت کی دھر قماش
کھڑے ہو کوشاہاں کے ہاتان دھلائے کہ جوں بارغ رنگیں سفر اچھائے
چنے روغنی لاکو روٹیاں قطار مڑ مڑ کی چینیاں رکھے بے شمار
رکھے لنگریاں لاکو دم پخت کے تمام اس میں گل کو مرغیاں بچے

رکھے لاکے خشکے کے چنیاں بھرے
 سمو سے بھرے مشک ہو رقند کے
 گلاب ہو رکھسرتے حلوا پکا
 رکابیاں میں بھر کو رکھے جا بجا
 انتاس ہو رائے کھیلے میٹھے
 کہوں کیا کندوری میں سب کوچ تھا
 تاکھاں سب شہر کی خلق کھائی
 اپر قاض کے اس کے بریاں دھرے
 سہیلیاں اپر ساق عروساں رکھے
 تمام اس منے مغز بادام بھا
 کندوری میں کئی جنس کا ترمیوا
 شکر نیمبو ہو رخم کان تھے کھٹے
 کسی کوں دہاں کوئی نہیں پوچتا
 سنگات اپنے بند کو موٹاں بجائی ۱۱۳۶

مندرجہ بالا بیانات دیکھیے جس میں طبعی نے قیصر چین اور شاہ بہرام کی ملاقات کا نقشہ کھینچا ہے۔ طبعی دونوں بادشاہوں کی مسند (تخت) کو بیش بہا انگوتھی اور اس پر بیٹھ ہوئے حاکموں کو لا قیمت نگینوں (کنکروں) سے تشبیہ دیتا ہے۔ قیصر چین شاہی قاصد کو انگوری شراب حاضر کرنے کا اشارہ کرتا ہے۔ ان کی آن میں ترک خواہ تباہی حسینائیں ساغر و مینا کے طشت لیے ہوئے مجرا بجالاتی ہیں۔ گزک کے طور پر کباب بھی پیش کیے جاتے ہیں۔ پھر لعل و الماس کے ساغروں میں ساتی گلفام مشروب پیش کرتا ہے۔ دونوں سرتاج مے ناب ہونٹوں سے لگاتے ہیں تو رشک و حسد کے مارے چاند بگھلنے اور سورج جلنے لگتا ہے۔ شراب کا بخار اپنا رنگ دکھانے لگتا ہے۔ شاہ قیصر چاشنی گیروں سے شاہی دسترخوان بچھانے کا حکم دیتا ہے۔ قریش جڑوا کام کے طشت اور آفتابے لے کر دوڑتے ہیں۔ پہلے ہاتھ دھلائے جاتے ہیں۔ شاہی باغ میں سفرہ بچایا جاتا ہے۔ اس پر انواع و اقسام کے کھانے چتے جاتے ہیں۔ ان نعمتوں میں روٹیاں، مرغفر، دم بخت، خشک، قازکی بریانی، ساق عروساں طرح طرح کے ظروف میں زربفت اور قماش کے سرپوشوں میں ڈھانک کر رکھے جاتے ہیں۔ ان نعمتوں کے علاوہ مشک اور رقند کے سمو سے، گلاب اور زعفران سے بنا حلوا اور برتنوں میں ہمہ اقسام کے خشک میوے سجا کر رکھے جاتے ہیں۔ لذیذ اور عمدہ پکوانوں میں پھلوں کا اضافہ دیکھیے۔

انتاس، رائے کھیلے (کیلے) شکر لیو (موسمی) اور خرک کے ڈھیر کے ڈھیر مہانوں کی ضیافت کے لیے رکھے گئے ہیں۔ تمام لوگ نہ صرف دعوت کا لطف اٹھاتے ہیں۔ بلکہ جاتے جاتے اپنی تھیلیاں بھر کر لے جاتے ہیں۔ چنانچہ طبعی کی زبانی اس مغل خورد و نوش کے محاکاتی نظارے ہمارے لیے قدیم کلچر اور سوسائٹی کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ شاہی دعوت کے انتظام اور دہن کے سولہ سنگھار

کی جھلک دیکھیے۔

فراشاں کوں غایاں یجاؤ کیا
بندے دوڑ، آساں گیریاں فراش
رکھے گاؤ تکیے ہر یک ٹھار پر
جوڑے تھے کنکر تخت کوں یک ہزار
مڑے تھانہ بھل میں سارے تمام
ہر یک ٹھار قندیل روشن کیے
گوئیے خوش آواز گانے لگے
اوجا گود میں لے کو عاروس کوں
مشاط کھڑیاں بنیں ادھر پور ادھر
کرے ایک بالوں کوں سر کی کنگوئی
پٹیاں لے کو کین انگوٹیاں گندی
سفید اکیں موں کوں لاتی اتھی
یکن تپیل کھینچے پشانی اوپر
تھڈی میں یکن مشک کا خال لائی
یکن تیل لازلف پچیاں بھرائے
یکن لال پہنچیاں کوں مہندی لگائے
سنوارے گل اندام کوں جو تمام

نگینے محل میں بچھاؤ کیا
تو اسیاں بچھانے نمد خوش قماش
رکھے تخت لا کر سنوارے صدر
رتن ہو ر مانیک پاچ آبدار
ہر ایک طاق میں آر سی جیوں رغام
ہلا لال کھڑے کر لگائے دیوے
لے کر ساز ڈومیناں بجانے لگے
نگینے محل میں لے آئے ہلوں
گل اندام کوں بسیلا تخت پر
لے رومال پونچے یکن موں کی خوئی
یکن لے کو چوٹی میں منہ بند بندی
یکن بھوں کوں دسمہ لگاتی اتھی
کسی کا نظر نہ لگے تینوں مکر
سینے کوں یکن ارگمالے لگائی
جگت کے دلاں کوں دیوانہ کرے
کھڑے قد پوتے یک بلا دور جائے
کھڑیاں ہو مشاط کیاں سب سلام

محمد قلی قطب شاہ کے ضخیم کلیات کی طرح مثنوی بہرام و گل اندام، "سے بھی عہد پارینہ کی روزمرہ زندگی سے متعلق کئی تفصیلات کا علم ہوتا ہے۔ اس سے شاہی بود و باش اور عوام کے رہن سہن اور گھریلو ضروریات زندگی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ شاہی محلات کی سجاوٹ کا منظر پیش کرتے ہوئے طبعی کہتے ہیں کہ یہاں چاروں طرف صُفے (صوفے) بچھے ہوئے ہیں۔ ہر طرف لاقبت دبیز قالین ہی قالین ہیں۔ خوشنما آسمان گیریاں لگی ہوئی ہیں۔ فراش زریں مکر بند لگائے گھوم رہے ہیں۔ عمدہ اقسام کی نمد اور تواسیوں (طواسی- فارسی) سے رونق بڑھائی جا رہی ہے۔ جا بجا گاؤ تکیے (لوڑ) رکھے ہوئے ہیں۔ ہیرے جواہرات سے

جرٹے ہوئے تخت اور ایوانوں میں شہ نشین بسی ہوئی ہیں۔ شہیروں کو نخل سے گوندھا گیا ہے۔ رخام رنگ مرمر کی قسم کا پتھر سے طاق و محراب آئینوں کی طرح چمک رہے ہیں۔ چپہ چپہ پر قندیلیں آویزاں ہیں۔ ہالوں کے چراغوں سے روشیں جگمگا رہی ہیں۔ گویے، قوال اور ڈومنیال اپنا اپنا جوہر دکھا رہے ہیں۔ سازوں کی دھنوں پر پاترائیں ٹھٹھک ٹھٹھک کر رہی ہیں۔ دہن (محل اندام) کے سولہ سنگھار کی تصویر یوں پیش کی جاتی ہے۔ دکن کی رسم کے مطابق دہن کو گود میں اٹھا کر نگینہ محل میں لایا جاتا ہے۔ دیہاں پر طبقی نے نگینہ محل کا ذکر کرتے ہوئے ابوالحسن تانا شاہ کے اس نگینہ باغ کی یاد تازہ کر دی ہے جس میں دکنی سورما عبد الرزاق لاری قلعہ گوکنڈہ کی مدافعت میں زخموں سے چور پایا گیا تھا۔ اسی باغ میں ابوالحسن تانا شاہ نے اس کا آخری دیدار کیا تھا۔ غالباً اسی باغ سے متصل محل کا نام نگینہ محل ہوگا۔ اور اغلب ہے کہ شاہی دھوت کے پس منظر میں اسی باغ کی تعریف کی گئی ہو۔

طبعی کے بیان کے مطابق مشاطائیں دہن کا احاطہ کئے ہوئے سولہ سنگھار کی منظر ہیں فوراً دہن کو ایک خوبصورت تخت پر بٹھایا جاتا ہے۔ اس کے بالوں کی مشاطگی کی جا رہی ہے دہن کے چہرے سے پسینہ پوچھا جا رہا ہے۔ زلفوں کو گوندھا جا رہا ہے۔ مویاف باندھا جا رہا ہے۔ چہرے پر سفیدہ اور جھوڑوں کو قاتل بنانے کے لیے (روسہ) خضاب لگایا جا رہا ہے۔ ارنگبا چو، چندن، صندل مشک عنبر وغیرہ وغیرہ میں دہن کو بسایا جا رہا ہے۔ دہن کی ٹھڈی پر رشک قاتل لگایا جا رہا ہے تاکہ وہ نظر بد سے محفوظ رہے۔ ہندی سے ہاتھوں کو رشک جٹا بنایا جا رہا ہے۔ نگینہ محل کے باہر شہر گشت کی تیاری ہو رہی ہے۔ بہرام بیش قیمت ملبوسات میں پرستار کا شہزادہ معلوم ہو رہا ہے۔ اس کے سر پر زرتار کا تاج ہے۔ پیشانی پر جڑاؤ سہرا بندھا ہوا ہے سہرے کے بھول بہرام کے قدم چوم رہے ہیں۔ بہرام کے گھوڑے پر سوار ہوتے ہی خشک دعوہ کے غبار سے فضا معطر ہو گئی ہے۔ رعایا خوشی سے جھوم اٹھی ہے۔ داموں کی ڈھاڈھم میں قوالوں نے گانا شروع کر دیا ہے اور رنگ برنگے رومال فضا میں اڑانے لگے ہیں۔ پاترائیں ناچے گاتے بارات کے ساتھ ساتھ اٹھلا رہی ہیں۔ موم بتیاں جلائے ہوئے باراتی قطار در قطار پر یوں اڑ پریں ادوں کی بھر میں چل رہے ہیں۔

طبعی کی مندرجہ بالا دلائل و منظر کشی حکمران وقت کے عہد میں منائی جانے والی تقاریب کی جھلکیاں پیش کرتی ہیں۔

گیا بیگ گنجور بہرام پاس بڑے مول کا پین کریک لباس
 کیا شاہ بہرام سرگشت ہے نگینے محل میں چلو گشت ہے
 بڑی رات ہے آج کی رات یو مٹھی جیو کہ بلوچ ناباست یو
 شوانی قبائیں بہرام نر منڈا سے پوزر تار کا تاج دھر
 پشانی کوں سیرا جڑت کا بندیا پھل پھول کا گیند لے کر لونڈیا
 جہاں پائما پر ہوا جیوں سوار اٹھیا مشک ہو رعود کا دھند کار
 دملے بجانے لگے ہو ر قوال اڑانے لگے دو طرفتے رد مال
 چلیاں ناچتاں پاتراں جو کدن سینے سولگا کر جوا ہو ر چندن
 پھرے گھول ہو ر گیت گانے لگے ہریک تال منڈل بجانے لگے
 چلے شر کے سنگات لوگاں قطار جلاتے بقیان موم کے کئی ہزار
 ہر ایک ٹھار جلتے اتھے بھینے نلے پکڑاٹ کھن کی ہوا یاں چلے
 بہوت مونہ سنگات تھا آگ کا کروں کیا میں تعریف رنگ راگ کا
 نول شاہ بہرام پر جوں چھتر پریاں سر پو اڑتیاں اٹھیاں کھول پر
 نظر میں جڑت کے پریاں کے پڑاں معلق ہو دو سرا دسے آسمان

طبعی کی مصوری اور توضیحی شاعری اس کے مشاہدے کی عکاس ہے۔ اس کے رسومات کی مناسبت سے تمام جزئیات کو شعری جامہ پہنایا ہے۔ اس کی محاکاتی کاوشیں قابل ستائش ہیں۔ طبعی نے بارہا یہی کوشش کی ہے کہ وہ اپنے عہد کی بھرپور عکاسی میں کامیاب رہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ فطری طور پر ایک مصور اور اعلیٰ پائے کا نقاش تھا۔ ورنہ وہ محلوں، باغوں، رنگین محفلوں اور جنگی ہتھوں کے حقیقی نقوش کیونکر ابھار سکتا تھا۔

طبعی کے ادبی شاہکار کو منظر عام پر آئے ہوئے تین صدیاں گزر گئی ہیں۔ تاہم اس کے رنگ و روغن میں تروتازگی باقی ہے۔ مثنوی میں موجود تہذیبی اور ثقافتی رنگ اب تک ماند نہیں ہوئے ہیں۔ عود و غنبر، مشک و حنا، چندن اور مندل کی عطر بیزی اس کی مثنوی میں آج بھی رچی ہوئی ہے۔ نگینہ محل کے باغوں میں کھلے ہوئے پھولوں کی ٹہک اس کے رواں دواں اشعار میں سونگھی جاسکتی ہے۔ طبعی کا یہی طرز نگارش اس کا طرہ امتیاز ہے۔ اور اس کی ادبی کاوش کا ضامن و محافظ بھی۔ طبعی کی مثنوی کوئی اردو کی آئینہ نگاری

سہی تاہم اس کی ادبی حیثیت کو بقائے دوام حاصل ہے۔
چنانچہ بقول ڈاکٹر غلام عمر خاں:-

”طبعی گوئلکنڈہ کا آخری بڑا شاعر ہے۔ اس کے بعد مثنوی نگاروں میں اس
پایہ کا شاعر پیدا نہ ہو سکا،“ لہ



کردار نگاری

طبعی کی کردار نگاری کا آغاز، روم کے بادشاہ کے تعارف سے شروع ہوتا
ہے۔ (تاریخی اعتبار سے بہرام گور بنجم ایران کے بادشاہ یزدجرد ظالم کا بیٹا تھا، اس کے بعد
شاہ روم کے سعادتمند بیٹے ”بہرام گور“ کو قصہ کا ہیرو بنا کر پیش کرتا ہے۔ بہرام، اس داستان
کا مرکزی کردار ہے۔ داستان کے سارے واقعات اس کردار کے تابع ہیں۔ بہرام گور کی حرکت
و عمل سے واقعات رونما ہوتے ہیں، طبعی نے ماقبل ایرانی و ہندوستانی شعراء کے تتبع میں
مرکزی کردار پر زیادہ توجہ صرف کی ہے۔ اس کو *super human* بنا کر پیش کیا ہے۔
اس لیے یہ کردار ہماری دنیا کا نہیں معلوم ہوتا۔

دراصل کردار نگاری کی شان یہ ہے شاعر ایک چابکدست مصور کی طرح اپنے تخیل کے
کینوس پر کردار میں زندگی کے حقائق کی ایسی رنگ آمیزی کرے کہ پڑھنے والے کو اصل کا گمان ہو۔
طبعی نے بہرام گور کے کردار میں یہ التزام برتا ہے۔ گو کہ قصہ کی مناسبت سے اس میں
مبالغہ آرائی کا عنصر کارفرما ہے،

قدیم عشقیہ مثنویوں میں با عظمت کردار، شہزادے یا سوداگر زادے ہوتے ہیں۔ اور
بقول گیان چند جین۔ ”ہیرو کی ذات میں چند فلک بوس خوبیاں جمع ہوتی ہیں۔“
طبعی کی مثنوی کا ہیرو بہرام گور بھی، ایک شہزادہ ہے اور وہ گونا گوں خوبیوں کا مالک ہے۔

لہ دبستان گوئلکنڈہ (ادب اور کلچر) مرتبہ ڈاکٹر محمد علی آثر۔ ص ۷۱

لہ اردو کی نثری داستانیں۔ از گیان چند جین۔ ص ۳۷

وہ مردانہ حسن اور بہادری کا پیکر ہے۔ اس کا دل عشق کے جذبہ سے لبریز ہے۔ و
 بیک وقت کئی معرکے انجام دے سکتا ہے، اس کے سامنے دریا، پہاڑ، آسیب،
 دیو اور خونخوار جانور کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ساری کہانی عزم و استقلال و بہت
 دھرم کا نتیجہ ہوتی ہے۔ چنانچہ ساسانی عہد کا پانچواں بادشاہ ”بہرام گور“ ہندوستان
 کی فضا میں مثالی کردار ہونے کے کئی ثبوت فراہم کرتا ہے۔
 ذیل کے اشعار ”بہرام گور“ کے کردار کی متعدد خوبیوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ بہرام گور
 کا عزم و استقلال :-

کیا یوں کہ اے مرد دانا ہے توں
 منجے عشق میں آزما تا ہے توں
 بغل میں گل اندام کوں تان لیوں
 خدا جانتا پھر پانی نہ پیوں

۲۔ ہمت و جواں مردی کا اعلان :

سمن بو کی تنبیہ پر بہرام گور کا جواب ملاحظہ کیجئے :-
 میں نہنواد ہوں کر نکو دیک یاں
 یو چھے بھائی کوں مارتا ہوں جواں

۳۔ دستگیری کا جذبہ :

جہاں افروز پری کو افزع دیو کے شکنجوں سے چھڑانے کا عزم دیکھیے :-
 اچھے اُس کوں فولاد کا گر بدن
 کروں تیغ سیٹے جدا سر سوں تن

۴۔ خود اعتمادی :

دشمن پر غفلت میں نہیں بلکہ بیدار کر کے حملہ کرنا خود اعتمادی کا مظاہرہ ہے :-

چو با اس کے تلو یا نہیں اپنا خنجر
کیا دیو کوں شاہ اٹھ بے خبر

۵۔ فرائض کی ادائیگی:

بیرو کی شان ہے کہ فرائض کی ادائیگی کے لیے اپنی جان کی بازی لگا دے۔ بہرام گور بھی
چین کے بادشاہ کو دشمن، بہزاد کے ظلم سے نجات دلانے کے لیے جان پر کھیل جاتا ہے۔

کہا شاہ یہی پھر یو بہزاد ہے
اگر آدمی یا پری زاد ہے
یو تر دواتے مار ٹکڑے کروں
یو لشکر تے بہزاد کے ناڈروں

۶۔ عشق میں خود سپردگی اور انکساری۔

گل اندام کے عالیشان محل کے سامنے عاشقوں اور حسن پرستوں کا ہجوم تھا۔ ان میں عاشق
دلیگر بہرام گور کی فقیرانہ لباس میں بھی زلی شان تھی۔

اتھا ایک بہرام بے خانو ماں
دیوانا گل اندام کاہوں دہاں

دے شاہ بہرام جیوں بادشاہ
اُد عشاق سارے دے جیوں گدا

۷۔ معشوق سے سختی کی بجائے دوستداری:-

کیا شاہ نہیں عاشقی میں روا

کہ معشوق پر جا کو ماروں لہوا

عاشق ہمیشہ اپنے معشوق کے حق میں وفادار ہوتا ہے۔ بہرام بھی اپنے معشوق کے
تئیں وفادار ہے۔

یو بہتر ہے میں دوستداری کروں
گل اندام کی خواستگاری کروں

۸۔ وطن پرستی

اپنا وطن سب کو عزیز ہوتا ہے۔ اہل دل کی نظریں وطن کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔
بہرام بھی وطن پرستی کا ثبوت دیتا ہے۔

وطن سب کو دنیا میں پیارا ہے
سفر ہے جیوں باد باراں اے

۹۔ والدین کی محبت و خدمت گزاری

کہتے ہیں کہ عشق میں انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ اسے اپنا بھی ہوش نہیں رہتا۔ لیکن یہاں
بہرام کا کردار سب سے جدا ہے۔ وہ ایک سچا عاشق ہونے کے باوجود ذی ہوش اور سعادتمند
فرزند بھی ہے اور اپنے والدین کا اطاعت گزار ہے

دیکھیا خواب میں باپ بیمار ہے
ضعیف ہو رہا ایک جو تار ہے

پڑیا ماں ہو رہا باپ کے پاؤں جا
گل اندام کوں لاکو قدماں پو بھا

ہیر و تن :- ”گل اندام“

روایتی مثنویوں کی ہیر و تنوں کی طرح گل اندام بھی ایک خوبصورت
شہزادی ہے۔ جو اس مثنوی کی ہیر و تن ہے۔ وہ جشن نور روز کے موقع پر بھڑو کے میں آکر
اپنے قاتلانہ حسن کا جلوہ عوام کو دکھا جاتی ہے۔

جشن نور روز کے موقع پر اس کے حسن کے شیدائی سیکڑوں کی تعداد میں جمع ہو جاتے
ہیں اور اس کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں۔ ان میں بہرام بھی شامل

ہو جاتا ہے۔ البتہ وہ ”بہرام“ کی ہمت و جوانمردی کی گردیدہ ہو جاتی ہے۔ تاہم اپنی طرف سے وہ عشق کا اظہار نہیں کرتی اور نہ ہی عشق کا راز فاش کرتی ہے۔
سمن بو پری جب بہرام گور کا پیغام لے کر حاضر ہوتی ہے تو ”گل اندام“ شرم دیا کا پیکر بن جاتی ہے۔

۱۔ گل اندام ناری سنی بات جیوں
گلی لاج تے جوں کہ نابات جیوں
منڈی پھول ڈالی کی نمنے نوائی
شرم تے تن اپنا عرق میں ڈوبائی
اتھا۔ جیوئی شاہ بہرام پر
دلے چپ سوں نا کہی کھول کر

فرماں بردار دختر

”گل اندام“ بہرام گور کو دل سے چاہتی ہے۔ لیکن وہ خود اقرار نہیں کرتی۔ بلکہ کہتی ہے کہ جہاں اس کا باپ راضی ہے۔ وہیں وہ بھی رضامند ہے۔ گل اندام کے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔
کہی یوں گل اندام موں کھول کر
بچن ڈھال موتی نمں رول کر
سمن بو ہوں تنہائی سوں یار میں
نہیں باپ کی بات تے دور میں
قبولیا اچھیک گا تو قیصور آج
میں راضی ہوں میرا نہیں ہے علاج

دانی کا کردار

کہانی میں ہیر و اور ہیر وئن کے ساتھ دین کا ہونا ضروری ہے۔ جس طرح ہیر و خویوں سے مزین ہوتا ہے۔ اس کے برعکس دین برائیوں اور خرابیوں کا انبار ہوتا ہے۔ فارسی اور اردو کی رومانی مثنویوں میں اس قسم کے کردار ضروری ہیں۔ ان سے کہانیاں آگے بڑھتی ہیں۔

یہ کردار رخنہ پیدا کرتے ہیں اور ان کی پیدا کردہ رکاوٹوں کا ہیر وادیر روکن ازالہ کرتے ہیں۔
 بدکردار ویلن پوشیدہ راز والدین تک پہنچا دیتے ہیں۔ جادو ٹونے کے ذریعہ مشکلات
 پیدا کر دیتے ہیں۔ طبعی نے ”گل اندام“ کی دانی کو ایک بدطینت مکار عورت کے روپ
 میں پیش کیا ہے۔ جس سے دیو اور شیطان بھی عاجز آجاتے ہیں۔ ذیل میں بدکردار دایہ کا
 خاکہ ملاحظہ کیجئے:-

اودائی سنی بات جیوں کان تے
 گل اندام کے باپ کی بھان تے
 اتھی بھوت پُرفن اوبکراں بھری
 اتھی ادلکھن رائٹ بھوتیج بُری
 سبق مکر کا دیوے ابلیس کوں
 کرے مکر تے خون دس بیس کوں
 گل اندام کوں کئی آنکھیاں بھاڑ کر
 ابس کے دونوں ہات کوں بھاڑ کر
 نہیں شرم کچ تچ کوں اے بے شرم
 یکا یک سٹی بھاڑ اپنا بھرم
 توں عاشق ہوئی مرد او باش کی
 قلندر گدا ہے سو قلاش کی
 منجے ہے سون (تیرے) باپ کے سپر کی
 منجے سوں ہے خجڑ دشمن شیر کی
 دیوانے کوں میں بھاڑ بھاتی ہے یوں
 عیس جیوتے اپنے جاتی ہے توں
 کتی ہوں تیرے باپ کوں میں تال
 گھڑی میں تچے مارتا ہے چھنال
 گل اندام ڈرتے لگی کانپنے و او شیطان آئی گلا چا پنپے

منظر نگاری

اردو شاعری میں منظر نگاری کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے حالانکہ بعض ناقدین کے یہاں منظر نگاری کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ان کے یہاں منظر نگاری کی حیثیت منفی پہلو کی سی ہے۔ طبعی نے اس معاملے میں مثبت پہلو اختیار کیا ہے۔ اس کے یہاں تخیل کی بلند پروازی اور زور بیان کی چنگاریاں موجود ہیں جس کا وجہ سے منظر نگاری میں سحر آفریں جلوہ طرازیں پیدا ہو گئی ہیں۔ طبعی کی منظر نگاری چشم دید واقعات کی عکاسی معلوم ہوتی ہے۔ وہ مناظر قدرت اور شادی بیاہ کے مناظر کی ہو۔ بہو تصویر پیش کرتا ہے۔

منظر نگاری شاعر کے لیے نازک مرحلہ ہوتا ہے۔ اس موقع پر اسے شاعری کے تمام جوہر دکھانے ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر شاعر باغ کا منظر پیش کر رہا ہو تو اسے ایسا انداز بیان اختیار کرنا پڑے گا کہ پڑھنے والے کو گماں ہو کہ وہ خود باغ میں موجود ہے اور باغ کے منظر سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔

طبعی کو اس فن میں کمال حاصل ہے۔ وہ منظر نگاری عمدہ پیرایہ میں کر سکتا ہے۔ ذیل میں باغ کا منظر اردو دھڑلے کی جانب سے بھیجی جانے والی بری کا منظر پیش کیا گیا ہے۔ اس میں استعارات اور تشبیہات سے بھی کام لیا گیا ہے۔ ان کو پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ طبعی بذاتِ خود باغ میں حاضر تھا۔ گویا بری کا انتظام اس کی نگرانی میں کیا گیا تھا:

باغ کی منظر کشی ملاحظہ کیجئے۔

اتھا چین کے شہر میں باغ ایک
کہ فردوس تھا داغ اُسے دیک دیک
گل اندام نے عیدِ نور روز کوں
وہاں رات کرتی اچھیں روز کوں
اتھے سوا چین باغ میں ہر طرف

قطاراں کھڑے سرو کے باندھ صف
اتھے جھاڑ انگورو انجیر کے

بہتے کالوے (تھے) بہوت ہنر کے
ہر اک ٹھار پر پھول تھے سب کھلے

پکارے وہاں بلبلاں تل ملے
نچھل حوض خانے اتھے جاں تہاں

قوارے اُچھلتے تھے جوں شاطراں
عمارت اتھا باغ کے درمیاں

بلندی میں مشہور جیوں آسماں
جرٹ کا اتھا تختِ صُفے میں ایک

جرٹے تھے سورج نادکنکر ہر ایک
شہنشاہ بہرام جا تخت پر!

سورج ناد بیٹھا اد جوں بخت در

۲۔ بری کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے جو تیرہ ہزار اونٹوں پر شاہ قیصور چین کے محل میں بھیجی گئی تھی۔ ذیل کے اشعار منظر کشی کی عمدہ مثال پیش کرتے ہیں:-

ملاحظہ کیجئے:-

ہندس دیا بھیج بیگی بری	سنگات اپنے لا، سو یک بل گڑی
ہزار اونٹ کھیسر، گلاب ار گجا	ہزار اونٹ صندل اگر ہو ر چوا
ہزار اونٹ صندوق بھر کر قطار	تمام اس میں یا قوت لعل آبدار
ہزار اونٹ بستے سوز رلفت کے	ہزار اونٹ غالی، نمد تکت کے
ہزار اونٹ تکی قماش اور لال	ہزار اونٹ صندوق میں بھر کوشاں
ہزار اونٹ بادام پستے سوں بھر	ہزار اونٹ گونی بنگالی شکر
ہزار اونٹ الملوچ بانات کے	ہزار اونٹ کانڈے مٹھے شان کے

ہزار اونٹ اٹھ گے بچے پان کے ہزار اونٹ چکنی سپاری رکھے
 ۱۲ گل اندام کے گھریں یو سب لیجائے
 دلی دگ گنی پاتراں کو نہ بچائے

۱۳- ہزار اونٹوں پر بھی گئی بری۔

سراپا نگاری

سراپا نگاری خاص طور سے فارسی مثنویوں کی روایت رہی ہے۔ ہندوستان میں اس روایت کو امیر خسرو نے مقبول اور معروف کیا۔ حتیٰ کہ سراپا نگاری عشقیہ مثنویوں کا لازمی جزو بن گیا۔ طبعی نے فارسی مثنویوں کی پیروی میں گل اندام کے حسن و جمال کا گنگا جمنی سراپا لکھینچا ہے۔ طبعی نے اس موقع پر امین سبزداری کی روش سے ہٹ کر اشعار کہے ہیں۔ ان تخلیقی اشعار میں ہندوستانی حسن و جمال کی بھرپور عکاسی نمایاں ہے۔

مختلف صنائع و بدائع کے استعمال نے طبعی کے سراپے کو لاثانی بنا دیا ہے۔ وہجی نے بھی ”قطب مشتری“ کا سراپا قلمبند کیا ہے، لیکن طبعی کا سراپا انوکھی شان اور آب و تاب کا آئینہ دار ہے۔ اس وجہ سے ”گل اندام“ کی شخصیت ہر کس و نا کس کے لیے پرکشش بن گئی ہے۔ ذیل میں طبعی کی چابکدستی کے فنی جوہر ملاحظہ کیجئے:-

گل اندام کا سراپا:-

اے یک بیٹی تھی جیوں مشتری	نہیں آدمی زاد تھی او پری
ادمورت کوں مجنوں اگر پوجتا	تو لیلیٰ کی صورت کوں نا پوجتا
اگر دیکتا اس کوں فرہاد اتال	تو شیریں کا اوندہ ہر تاحیاں
جو خسرو اسے دیکتا انک کھول	نکر تا شکرتے کہ ہیں بات بول
گلن پر او صورت کے ہے آج سور	اسے دیک کر چاند ہوتا چکھو
اوز لفاں دلاں کے ہندو لے اہیں	غلط نہیں کیا دو سنبو لے اہیں
بہواں باگ نکر ہو ر انکھیاں ہرن	کہ ادمو نہی ہے عجب من ہرن

ادگالاں کی سُرخی سولا لے میں میں
 پھول دو سیوتی کی دوکاں
 ادھر دو میٹھے جو نہ جب انبیات
 جھمکتی ہیں جیوں بجلیاں ہو د سن
 عجائب اد چاہ زرخداں ہے
 اد گردن سو جیوں صاف شمشادسی
 اد جو بن سو چولی کے دو ہات میں
 دے پان نازوک پھل ڈال تے
 اتھا پیٹ جوں آرسی ناد صاف
 اد بونہی سومد کا پیالا دے
 کردوں کیا میں تعریف اندام کا
 اد دھکڑا روپے کا سوڈو گرہے جیوں
 دو کیلی کے کابی (کابے) سوڈو ران ہے
 چلے باٹ تو پنڈریاں یو بلیں
 کنوں تے بی نازک ہے اس کے چرن
 کردوں کیا میں تعریف اس سور کا
 کہ ہے اس پری کا ”گل اندام“ نام

طبعی نے نسوانی کرداروں کے علاوہ مافوق الفطرت کرداروں کے سراپے بھی کھینچے ہیں
 ان سراپوں میں اس نے موزوں الفاظ کے ذریعہ دہشت ناک دیوؤں کا مرقع کھینچا ہے۔ ذیل
 میں (افراع) دیو کا خوفناک حلیہ ملاحظہ کیجئے۔

افراع (دیو کا حلیہ):

سر اس کا سو جیوں ایک گنبد دے
 جو کوئی اس کو دیکھے سور کشس کہے
 اد جہڑا سو جھڑیاں بھریا سونٹ تھا

بڑا جوں منارے کے اد قد دے
 ہتی سوں بڑے دانت اس کے رہے
 چکی کا سو جیوں پاٹ ہر ہونٹ تھا

ڈلیا ہات انگلیاں سوچانے اٹھے بھواں اس کیکر کے کانٹے اٹھے
 اوبد شکل غول بیہا باں جیوں
 وبلگے ہر کیس کوں شیطان جیوں



ہندوستانی عناصر اور ماحول

طبعی نے جزوی ترجمہ میں جا بجا تخلیقی اشعار کی نمائندگی کے ساتھ ساتھ غیر ملکی عناصر کی بجائے ہندوستانی عناصر کو ترجیح دی ہے۔ قدیم فارسی مثنویوں میں قرآنی اور تاریخی تعلیمات کی بہتات ہے۔ ہندوستانی ماحول میں لکھی جانے والی مثنویوں میں ہندوستانی عناصر کے اضافوں نے ان ادبی کارناموں کی ادبیت اور جاذبیت میں کشش پیدا کر دی ہے۔

طبعی نے جس انداز سے ہندوستانی اثرات کو مثنوی میں سمویا ہے۔ وہ قابلِ ستائش ہے۔ ذیل میں چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں۔ ان مثالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے پس پردہ طبعی کا ہندوستانی ذہن کار فرما ہے۔ علاوہ ازیں یہ عناصر ہماری گنگا جمنی تہذیب کا نہ صرف بیش بہا سرمایہ ہیں بلکہ مرقع بھی :-

مثالیں: ۱: گرڈو :- گرڈ (گدھ کی طرح ایک پرندہ وشنو کی سواری ہے)۔ (۲) گردو :- محو + رو (اندھیرے سے روشنی میں لانے والا) سنسکرت

۲۔ ہرن کا اچانک غائب ہو جانا

یکایک پیدا ہوا ایک ہرن
 او جنگل میں مقبول ہو رہن ہرن
 ہوا غیب کیا رگی او ہرن
 رہا شاہ جنگل منے ایک تن

تلمیح :- (ہندو دیو مالا میں رادھ نے مارتھ نامی دیو کو سنہرا ہرن بنا کر سیتا جی کو رجھانے

بھیجا تھا۔ اور ان کا اغوا کر لیا تھا۔)

۳۔ ع کہ جیوں آگ میں آگ پڑتی ستی

ہندوستان میں ستی کی رسم کی طرف اشارہ۔

۴۔ پری شاد ہو کر کبھی بیگ مار

کہ اونیند تے ناگ ہووے ہیشار

(ہندو دیو مال میں کنجھ کرن نامی دیو کا حلیہ سیاہ دیو سے ملتا ہے۔ اس کی گہری

نیند اور خراٹے بھی مشہور ہیں۔ م (۱) مثال: ”ودیوں میں بہرام اتر کر ترنگ۔“

۵۔ بت خانہ اور دیوں کا ذکر۔ ع (۲) بندیا بیگ دیوں میں ادیا رنے۔

۶۔ سنسکرت کے مشہور زمانہ شاعر کالی داس نے اپنی محبوبہ کو ابر کے قاصد کے ذریعہ

محبت کا پیغام بھیجا تھا۔

طبعی نے ”باؤ“ کو اپنا پیغام بربنایا ہے..... اور.... گل اندام کو کس خوب صورتی سے

”موہن“ کہا ہے۔ یہ طبعی کے ہندوستانی ذہن کی لہجی شان کا نمونہ ہے۔ ۷

اری باؤ جاتوں گل اندام پاس

مرے پاس لا اس کے بالوں کی باس

اری باد کہہ یوں گل اندام کوں

ادموہن پیساری دلا رام کوں

صنم تیرے بدل ہو کر برہمن

گلے میں اپنے بھایا جالوا میں

(صنم۔ برہمن۔ جالوا: زنتار)

۸۔ ہندوستان میں کسی بھی اچھے کام کے آغاز سے قبل شگون نکالنے کی رسم ہے۔

اسے مہورت نکالنا بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ بہرام اور گل اندام کے عقد سے قبل نیک

ساعت کے لیے منجوں نے نیک ساعت کی جستجو کی۔ اور شادی کے وقت کا تعین کیا۔ ۹

۱۰۔ میگھ دوت از کالیداس۔

۱۱۔ قدیم ایرانی رسم۔

موافق ستارے سوں بہرام کا
پڑیا جیوں کہ تارا گل اندام کا

۹۔ ہندوستان میں شادی بیاہ کے رسومات میں شرب گشت (دیرات) کی بڑی اہمیت ہے۔ طبعی نے ہندوستانی عناصر و عوامل کے ساتھ یہ منظر کشی ذیل کے شعروں پیش کی ہے جو

چلیاں تا چتیاں پاتراں چو کدن
سے سوں لگا کر چوا ہو رچند ن

۱۰۔ ہندوستانی الفاظ کو استعمال کر کے طبعی نے شرب زفاف کی توضیح جس انداز میں کی ہے۔ وہ اس کے کمالِ فن پر دل ہے۔
ملاحظہ کیجئے۔ ۵

بیکایک ہتی مست بہرام کا
اچا سونڈو ڈیا سو ہو کر متا

ڈڈے کوٹ کے پھوڑ بھر کل گیا
ادھی رات اٹ کر جو سونندل کیا

طبعی کے کلام پر ہندوستانی کلچر کی گہری چھاپ دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنے ماحول میں پوری طرح جذب ہونے کی کوشش کی۔ ہندوستانیّت کو اپنے کلام میں سمونے میں کوشاں رہا۔ لہذا راقم کی نظر میں طبعی کی مثنوی پر خصوصاً جنوبی ہند کی معاثر کے اثرات زیادہ ہیں۔ چنانچہ بقول ڈاکٹر جمیل جالبی طبعی کی مثنوی شمال اور جنوب کے بدلتے ہوئے دھاروں کا سنگم ہی نہیں بلکہ :-

”طبعی کی مثنوی شمال کی زبان کے گہرے اثرات کے تحت بدلتی ہوئی زبان
کا ترجمان ہے۔“ ۱۵

۱۵ سونندل۔ جنگ۔ دنگل —

۱۵ تاریخ ادبِ اُردو: ڈاکٹر جمیل جالبی۔ ص ۵۵۔

لفظی و معنوی خوبیاں

طبعی نے مثنوی میں صنائع و بدائع کا استعمال بڑی پرکاری سے کیا ہے۔ یاری مثنوی لفظی اور معنوی خوبیوں سے سچی ہوئی ہے۔ ان خوبیوں سے مثنوی کی ادبی حیثیت میں بیش بہا اضافہ ہو گیا ہے۔ ذیل میں طبعی کی ادبی صنعت گری کی چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں۔

- ۱۔ تلمیح :- ۱۔ اشارت سیتی چاند کوں شق کیا
جکچ توں کیا ہے سو برحق کیا
- ۲۔ کہ اس شاہ کا نام بہنزد ہے
یو شیریں کی خاطر فرہاد ہے
- ۲۔ تشبیہ :- ۱۔ نہیں کوئی جوڑا تیرا توں ہے طاق
گیا آسماں کے ادپر جوں براق
- ۲۔ نمد میں دے شاہ بہرام یوں
کہ بادل میں اوجھل دے چاند جیوں
- ۳۔ اچھل کر چڑیا شاہ بہرام نور
چڑے جوں لگن کے جو نیلے پوسور
- اوزلفاں دلاں کے ہنڈولے اہیں
غلط نہیں کیا دوسنیو لے اہیں
- مندرجہ بالا شعر قافی کے شعر کی جھلک پیش کرتا ہے :-
دو زلف مشکبار اور بچشم مشکبار من
چو چشمہ کہ اندر دشنا کنند مار مار

۳۔ حسن التعلیل :- لگی مٹھ کی ٹھوکی سو سب جاں تہاں
اسی تی ہوا یلو کہود آسماں

سفر کیا ساز بے تاب ہو
لگیا کاٹنے برہ قصاب ہو
یونامہ میرا پڑ کو ادب شکر
کرے کج نبی رحم میرے اد پر

۴۔ ایہام:

۵۔ کنایہ:

۱۔ ہزاراں تے لاکھاں کروڑاں تے بھار

۶۔ سیاقۃ الاعداد:

نہنا ہو، بڑا ہو، بڑھا ہو، جو ان

۷۔ تضاد:

پھوٹ بات میں تو بتا دیک دیک

۸۔ تکرار لفظی:

۱۔ ۲۔ ڈکھن تھیں جیوں مارتے آہ آہ

۳۔ دکاناں میں بازار میں ٹھار ٹھار

۴۔ دیوانے ہوا کی؟ توں چپ بک بک

۵۔ جھمکتا سورج کے نمن جھل جھل

۱۔ گلے چاند رشکوں جلے آفتاب

۹۔ مبالغہ:

۲۔ جلاتا ہے فالوس تیوں مجھ خیال

۳۔ دیا شاہ کے ہات میں آفتاب

۴۔ گلن کا اسد تھر تھرا گر پڑ یا

۵۔ سورج نے اد تر دار دیکھے اگر

سراپا پرال کھینچے گلن کا سپر

کیا مست تینوں کو پیا لاپیلا

اڑیا جھاڑ پنکھاں سورج کا جو ہنس

پڑیا صبح جوں پھول ہنس ہنس

گلن پر اد صورت کہ ہے آج سور

اسے دیک کر چاند ہوتا چکور

یونخر میرا ہو ر شمشیر فزنگ

زرہ ہو ر گرز ہو ر زنگ

۱۰۔ تجنیس:

تجنیس تام:

۱۱۔ استعارہ:

۱۲۔ مراعات النظر:

سوال و جواب

طبعی کی مثنوی میں دو غزلیں ”سوال و جواب“ کی شکل میں ملتی ہیں۔ ان میں شاعر نے دو مسلسل مضامین شعر کے قالب میں ڈھالے ہیں۔
 بقول ڈاکٹر زور
 ”اس قسم کی غزلوں کی اردو میں قابلِ افسوس کمی ہے“ لے
 مثال کے طور پر

غزل

سوال بہرام :-

ہوا مجنوں برہ تے سُدہ گنوا میں
 پُرانا ہوں نہیں عاشق نوا میں

جواب گل اندام :-

تجھے حاصل نہیں ہے مجھ تے بن غم
 ہوا کو تاہ سخن والشہ اعلم

اچھوٹی ضرب الامثال

۱۔ جہاں کیوڑا پھول وہاں باس بھوت ہے

۲۔ کہ دائم ڈرے تجکوں کو لا ہوشیر۔

۳۔ جیوں امریت پھل چھپ رہے پات میں

۴۔ کہ بن نہرتے ماہی جیوں تلملے

۵۔ جو کوئی رنج کھینچے اسے گنج ہے
کہ دنیا میں کال گنج بے رنج ہے

متروک اور رائج الوقت ضرب الامثال اور محاورے



- ۱- کرے بادسوں بات تیرا ترنگ لے
 - ۲- ستاریاں کے بکریاں پارا باٹ کرنا۔
 - ۳- نکلودے تو مجلس میں ناکس کوں راہ
 - ۴- چلا جائے ڈونگر پوتے بادیتوں
 - ۵- فلک اپنے داتاں میں انگلی مڑیا
 - ۶- دیکھا دور تے ان کوں کوری نظر
 - ۷- { نہیں شرم کچھ جج کو اے بے شرم
یکایک سٹی بھار اپنا بھرم }
 - ۸- نہٹا منہ ہو ر بڑا نوالہ
- ہو اے باتیں کرنا
منتشر کرنا غیر ازہ بکھیرنا۔
راہ دنیا۔
ہوا کی طرح تیز جانا۔
دانستوں تلے انگلی دبانا۔
کنکھیوں سے دیکھنا
بھرم کھولنا
چھوٹا منہ بڑی بات

ثنوی بہرام و گل اندام اور ہندوستانی زبانیں

طبعی کی شاعری کی فضا سر تا سر ہندوستانی ہے۔ لہذا اس کی مثنوی میں ہندوستان کی بیشتر زبانوں کے خصوصاً شمالی اور جنوبی الفاظ، تراکیب، محاورے وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ لسانی نقطہ نظر سے طبعی کی مثنوی پر سنسکرت، برج بھاشا، پنجابی، گجراتی، تیلگو اور بالخصوص مراٹھی زبان کے گہرے اثرات پائے جاتے ہیں۔ عربی کے دو فقرے بھی ملتے ہیں۔

۱۔ قدم رکھ مجھ آنکھیاں پوئل اللہ

۲۔ (ہوا کوتاہ سخن واللہ اعلم

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ طبعی عربی سے نابلد تھا۔ اس نے مثنوی میں عربی الفاظ عربی معنوں ہی میں استعمال کیے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے عربی زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔ مثلاً۔

۱۔ ”بلا“ بمعنی امتحان، آزمائش (فارسی معنی آسیب مصیبت)

۲۔ مشاطہ (عربی معنی کنگھی چوٹی کرنے والی)۔

۳۔ طُرسہ (عربی معنی پیشانی) کلنی۔

۴۔ تشریف (عربی معنی۔ تعظیم، عزت)

۵۔ جہاز (عربی معنی جہز) (جہیز) رخت عروس)

۱۔ اشعار :- ۱۔ کھڑے قد پوتے یک بلا دور جائے

۲۔ مشاطہ کھڑیاں بھینٹ ادھر ہو ادھر

۳۔ شوانے دیا بھیج تشریف لال

۴۔ کمریں نوڈز ننگ نوڈز طرا

۵۔ تیرے پرتے شاہاں بلا دور ہے

۶۔ گل اندام کے جہز میں چین دیا۔

پنجابی: پنجابی میں فعل کے مستقبل کے لیے ”سی“ مختص ہے طبعی نے بھی ”زہسی“ اور

”نچلسی“ جیسے افعال کے استعمال سے مستقبل کا صیغہ بنایا ہے۔

۱۔ نچلسی تیرا کچھ رعیت پوہٹ

۲۔ نہ رہی سپاہی اگر نیں تو مال

امدادی طور پر فعل کا استعمال جو پنجابی زبان کی خاصیت ہے۔ طبعی کے یہاں پایا جاتا

ہے۔ مثلاً۔

سٹنا۔ رک سٹنا (سٹیا کئی طبق لعل موتی نکدر)

انپڑنا۔ بمعنی پہنچنا۔

سنسکرت :

طبعی کے یہاں سنسکرت الفاظ اور اس کے مادوں سے بنائے ہوئے الفاظ کی کمی

نہیں ہے۔

سنسکرت الاصل الفاظ :

مد (مدیرا۔ شراب)۔ کیت (کبت بگھوڑا)

بھار (دہتر) بمعنی باہر۔ اور کاٹا = سنسکرت کاٹا بمعنی گنا۔

باج بمعنی ”کے“، سنسکرت واج سے بنا ہے۔ کد۔ / کدھیں۔ جد / جد ہاں۔

سنسکرت الاصل الفاظ ”کدا“ اور ”یدا“ کی متبادل صورتیں ہیں۔

برج بھاشا :

افعال، ضمائر اور جمع بنانے کے قاعدوں سے برج بھاشا کی اثر پذیری ظاہر ہوتی

ہے۔ مثلاً کھیلن، بچارن، دیکھن، مارن، اور پوجن وغیرہ۔

(۱) گیا جو نکہ بہرام کھیلن شکار

گجراتی :

پچھیں (معنی۔ بعد میں) گجراتی زبان کا عام لفظ ہے۔ یہ کئی میں مستعمل ہے۔ طبعی کے

یہاں اس لفظ کے علاوہ ”انجو“ (آنسو) ناد (کی طرح) ہیر (دکھ + ہیر (دکھیر) جیسے گجراتی الاصل الفاظ کا استعمال پایا جاتا ہے۔

- ۱۔ ع پھیں مشک و عنبر کا چکسا لگائے
 - ۲۔ ع اے دولت پون ناد جا کرتیں
 - ۳۔ ع انجو کے سو موتیاں پرونے لگیا
- گجراتی کے حروفِ تشبیہ (جیم/تیم) سے ماخوذ کئی حروفِ ربط، یوں، تیوں، جوں، جیوں۔ بھی طبعی نے استعمال کیے ہیں۔

نلگو/کنسٹ:

کئی تنویوں میں لفظ ”کوٹ“ قلعہ یا حصار کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ تامل مادہ کٹ۔ کوٹ نے۔ کنسٹری، کوٹے اور نلگو کوٹ کی شکل ہے۔ طبعی نے ایک نیا لفظ ”انڈ گے“، بمعنی ”ڈالے“ (ٹوکرے) کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔

(۱) کوٹ :- کئے کوٹ کے بڑج تے نظر

(۲) انڈ گے :- ہزار اونٹ انڈ گے کپے پان کے

حرفِ تخصیص۔ ”ج“ یہ مراٹھی زبان کا مخصوص حرف ہے۔ جس کا تلفظ بھی آسان نہیں ہے۔ زبان کو اندرونی موڑوں سے رگڑتے ہوئے جھٹکے سے علیحدہ کرتے پر اس کا صحیح تلفظ ادا ہوتا ہے۔ کئی ادبیات اور بول چال میں اس کا استعمال کافی ہے۔ یہ لفظ کئی میں تخصیص یا تاکید کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بعض جگہ پر ”ج“ (ہی) کا استعمال مراٹھی کے مانند لفظوں میں بغیر کسی تغیر کے ہوتا ہے۔

بہو تیج، تیو تیج، دیج، مہج، ہوج، تیج

۱۔ ع چلیا دیج بیگی دے حمام کوں

۲۔ ع کہ تو کوں ہو رکی ہوا ہو تیج توں

۳۔ ع اٹھی اولکھن رانڈ بھو تیج بُری

مراٹھی میں استعمال ہونے والا لفظ ”ہور“ بمعنی ”ہاں“ بھی طبعی نے استعمال کیا

ہے۔ مثلاً ”ہو“ ”اے“ کے معنوں میں جیسے ”لوگ ہو“؛

(۱) کتا ہوں سنو کان دھرو لوگ ہو
 ”ہو“ اور کے معنوں میں مثلاً (۲) کہ دائم ڈرے سچ تے کو لے ہو شیر
 مراٹھی کا متعلق فعل (نفی کے معنوں میں) کہنی زبان کی خصوصیت ہے۔
 مثلاً نکو، نکوں۔ ان کی مثالیں طبعی کے یہاں ملاحظہ کیجئے :-
 نکو۔ ع نکو توں بسر شاہ حق نمک
 ع شہنشاہ کوں بولی نکو مار بانک
 ع میں نہنواد ہوں کر نکو دیک یاں



قدیم محاورے

شاعرانہ توضیحات اور بیانات کے لیے زبان پر قدرت لازمی ہے۔ طبعی اس معاملے میں کوتاہ دست نہیں ہے، اُسے زبانِ دیان پر کیساں گرفت حاصل ہے۔ طبعی چونکہ غواصی اور ابنِ نشاطی کے دبستان کی نمایندگی کرتا ہے لہذا اُس کے یہاں زبان و بیان کا بھرپور چاؤ ملتا ہے۔ اُس نے عام بول چال کی زبان، روزمرہ اور ضرب الامثال بلا جھجک استعمال کئے ہیں۔ جن سے طرزِ ادا میں بوقلمونی پیدا ہو گئی ہے۔ طبعی نے اپنے مطالب کی وضاحت اور اظہار میں محاوروں کا برجستہ استعمال کیا ہے۔ مثنوی ”بہرام و گل اندام“ کی یہ اہم خصوصیت ہے کہ اس میں محاوروں کی موزوں و مناسب پیوند کاری پائی جاتی ہے۔ طبعی کے نئے اور اچھوتے محاوروں سے مثنوی میں شاعرانہ دلکشی اور ندرت پیدا ہو گئی ہے۔ طبعی کے محاوروں میں ہندلمانی تہذیب کی ترجمانی بھی پائی جاتی ہے۔ ذیل کے چند محاورے ملاحظہ کیجئے جو طبعی کی مثنوی کو دکن کی دیگر مثنویوں پر امتیاز بخش رہے ہیں۔

(۳) پیالی جھیلنا (جام پھلکانا)

(۱) فرصت دیکھنا (فرصت پانا) (۵) گھیری آنا (چکر آنا)

(۲) جگ ہاتھ کرنا (دُنیا فتح کرنا) (۶) رک سٹنا (رکھنا)

(۳) طالع کھونا (دقمت کا حال معلوم کرنا) (۷) تھرتھری چھوٹنا (غصہ سے بے تاب ہونا)

(۸)	بانگ مارنا	(کٹیاد مارنا)
(۹)	چرن دیکھنا	(مطیع ہونا)
(۱۰)	بھرم بھاڑنا	(بھرم کھوٹنا)
(۱۱)	ترنگ ٹھیلنا	(اڑ لگانا)
(۱۲)	شبا پڑنا	(بخون مارنا)
(۱۳)	دل گرم ہونا	(عاشق ہونا)
(۱۴)	قدم دیکھنا	(حاضری دینا)
(۱۵)	لاج سے گلنا	(شرم سے پانی پانی ہونا)
(۱۶)	خوشی سے پھلنا	(خوشی سے پھولنا)
(۱۷)	مشک کا خال لانا	(نظر کا ٹیکہ لگانا)
(۱۸)	پھر کو آنا	(لوٹ کر آنا)
(۱۹)	اُنگٹنا	(پھاندنا)
(۲۰)	بھیس پھرانا	(لباس بدلتا)
(۲۱)	جھانپ سٹنا	(حملہ کرنا)
(۲۲)	سات آسمان میں سر ہونا	(سر بلند ہونا)
(۲۳)	بھید لینا	(راز معلوم کرنا)
(۲۴)	اجل کا پیا لاپلانا	(قتل کرنا)
(۲۵)	انگوڑھکانا	(آنسو بہانا)
(۲۶)	زہر پھرنا	(زہر اگلنا)
(۲۷)	آس دینا	(امید دلانا)

ردیف و قوافی

طبعی کی ثنوی میں کہیں کہیں ردیف و قوافی کی بے قاعدگی نظر آتی ہے۔ کئی شاعری میں ابتدا سے لے کر طبعی تک ردیف و قافیہ کے آزادانہ استعمال کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ شعراء صوفی و محدث کے مطابق ردیف و قوافی اشعار میں لاتے تھے۔ شعری قواعد کی رو سے

قریب النخرج الفاظ جن کا املا مختلف ہو قافیہ کے طور پر استعمال نہیں کیے جاسکتے۔ لیکن طبعی کے یہاں اس قاعدے کی پابندی نہیں ملتی۔ طبعی نے ”ر“، ”ڑ“، ”ت“ اور ”ٹ“ یا ئے معروف اور یا ئے مجهول کو ردیف و قافیہ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ دراصل یہ بے قاعدگی کئی شعراء کے کلام کی خصوصیت رہی ہے۔ یہ شعراء صوتی آہنگ پر زور دیتے تھے اور ان کے یہاں املا سے زیادہ تلفظ کو اہم سمجھا جاتا تھا۔ اس کلیہ کے تحت طبعی کے یہاں ردیف کی بے قاعدگی قدیم شعری روایت کے مطابق سمجھی جائے گی۔

ذیل کی مثالیں ملاحظہ کیجئے۔

میری چھانوں تل بادشاہاں تھے	خشم ہو رگھوڑے ہتی تھے اوٹے
سورج کا گیا بادشاہ تخت چھوڑ	لگیا چاند کا پھر نے کون رات چور
کیا گیاں تے قصہ را دی سگر	محل کے تلے شاہ کھڑا سال بھر
نول شاہ بہرام زانو پکڑ	گیا بوسہ دینے کون جوں بخت در
اتھائی بڑا ہو ر بیمار باپ	اتھا تھنڈی ہو ر اسے بہوت تاپ

لسانی و صرفی جائزہ

کسی مثنوی کے معیاری اور غیر معیاری ہونے کا دار مدار اُس کی زبان و بیان پر منحصر ہے۔ زبان و بیان کا صحیح استعمال مثنوی کے ظاہری و باطنی حسن کا ضامن ہوتا ہے مثنوی کے جمالیاتی حسن میں بھی زبان و بیان تازگی اور شگفتگی کا اضافہ کرتے ہیں۔ دکن کے مثنوی گو شعراء نے نئی اور ابھرتی ہوئی زبان (دکنی) میں زبان و بیان کے مخصوص استعمال سے اپنے اپنے کمال فن کا ثبوت دیا ہے۔ ان شعراء نے دکنی لہجے اور زبان و بیان کے مقامی رنگ کو نہایت خوش اسلوبی سے برتا ہے۔ البتہ جذبات نگاری کی ترجمانی میں ان شعراء نے فارسی مثنویوں کی تقلید کی ہے لیکن رنگینی اور بزم آرائی کی عکاسی میں دکنی روایات کے پابند رہے ہیں۔

در اصل طبعی کے عہد میں دکنی تشکیلی مراحل سے گزر رہی تھی۔ یہ کہنا صحیح ہو گا کہ طبعی کی زبان ریختہ (اردو) سے قریب تر ہوتی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اُس دور کی دکنی زبان

پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

”اس دور میں دکنی ”ریختہ“ بننے کے عمل سے گزر رہی ہے نہ اب وہ ویسی دکنی رہی ہے جس میں ہمیں محمد قلی قطب شاہ، غواصی اور ابن نشا طلی کے ہاں نظر آتی ہے اور نہ ویسی ریختہ جو ہمیں آئندہ دور میں دکنی، سراج، داؤد اور قاسم کے یہاں دکھائی دیتی ہے، زبان نئے تشکیلی دور سے گزر رہی ہے۔“

اس لحاظ سے طبعی کو دکنی اردو کا آخری نمائندہ شاعر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حالانکہ اس کی شنوی پر ایں سبزداری کی فارسی شنوی کی گہری چھاپ ہے۔ تاہم طبعی نے اپنی افتادِ طبع کے ذاتی جوہر اس شنوی میں ظاہر کئے ہیں حتیٰ کہ یہ شنوی ایک جزوی ترجمہ سے زیادہ اہمکی اور تخلیقی معلوم ہونے لگتی ہے۔ زبان و بیان کے نئے سانچوں کی شریخی اور بلند آہنگی میں طبعی نے کسی حد تک دکنی روایت سے انحراف کیا ہے۔ لہذا اس کے طرزِ ادا کی روانی اور سلاست ریختہ سے قریب تر ہو گئی ہے۔ اس اعتبار سے یہ طبعی کا طرہ امتیاز ہے۔ اس فوقیت کے باوجود فوقِ فطرت عناصر طبعی کی شنوی کے کمر و پر پہلو ہیں۔ طبعی نے ان کو تاہمیوں کے باوجود اپنی شنوی کو صاف، شفاف اور معیاری لب و لہجہ سے قدرے شوخ و تنگ بنانے کی کوشش کی ہے اور وہ بڑی حد تک کامیاب رہا ہے لہذا طبعی کو اپنے اچھوتے پیرایہ بیان کی وجہ سے دیگر دکنی شعرا پر فوقیت حاصل ہو گئی ہے۔ بقول ڈاکٹر محی الدین قادری زور:-

”طبعی کی یہ شنوی دکنی کے بہترین کارناموں میں سے ہے۔ زبان کی سلاست اور شاعرانہ نزاکتوں میں طبعی اپنے پیشرو اساتذہ و جہی اور غواصی اور ابن نشا طلی تینوں پر بھی سبقت لے گیا ہے۔“

طبعی نے عربی و فارسی الفاظ کی بندشوں اور ترکیبوں سے اپنی شنوی میں پرکشش رنگ بھرے ہیں۔ برج بھاشا، پنجابی، گجراتی، تلگو، سنسکرت اور مراٹھی زبان کے الفاظ اور ذولسانی تراکیب نے طبعی کی شنوی کو ہندوستانی تہذیب کا شاہکار بنا دیا ہے۔ بہ اعتبار

زبانِ دبیانِ یمنوی دیگر شہرہ آفاقِ مثنویوں کی طرح قابلِ توجہ ہے اور بقولِ قانزہ سے
کلتیک فارسی کوں بھی دگنی کرے
اولوگاں قیامت تلک نیں مرے

صرفی جائزہ:

طبعی کی بہرام وگل اندامِ صرفی اور لسانی اعتبار سے ایک اہم مثنوی ہے اس میں
طبعی نے دگنی زبان کے لفظوں کے جوڑ توڑ، اُن کے بولنے اور برتنے کے مختلف قاعدوں
کی نشان دہی کی ہے۔ ماہرینِ لسانیات کے لیے مثنوی بہرام وگل اندام کا صرفی تجزیہ
دلچسپی کا باعث ہو سکتا ہے۔ لسانی اور عامِ صرفی اصولوں کو طبعی نے بخوبی اپنایا ہے۔
دگنی کے عام اصولوں کے تحت ”ا“ اور ”ن“ کے اضافہ سے جمع بنائی جاتی ہے چنانچہ
طبعی کے یہاں بھی اسی اصول کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ ذیل کی مثالیں ملاحظہ کیجئے:-

- | | | | | | |
|-----|--------|----------|--------|---------------------|------------------|
| (۱) | باڑے ، | کی جمع ، | باڑاں | مکر کی جمع | مکراں |
| | ہاڑ | ” ” | ہاڑاں | بیت ” ” | بیتاں |
| | دُکھ | ” ” | دُکھاں | نبی ” ” | نبیاں |
| (۲) | کی | ” ” | کیاں | تھی ” ” | تھیاں |
| (۳) | گئی | ” ” | گئیاں | سکی (دکھی) کی جمع ، | سکھیاں / سکائیاں |

مثالیں: (۱) قراشاں کوں غالیاں یساؤ گیتا

(۲) گاللاں کھڑے کر لگائے دیوے

(۳) کھڑے ہو کوں شاہاں کے ہاتاں دُھلائی

(۴) چلیاں ناچتیاں، پاتراں جو کدُن

افعالِ ناقص:-

طبعی کی مثنوی میں ناقص افعال کی بیشتر مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً:

(اتھا، اتھے، اتھیاں، اتھیاں)

مثالیں :- (۱) پریاں سرپوڑتیاں اتھیاں کھول پر

(۲) سکائیاں گل اندام کیاں تھیاں چہار

(۳) اتھا نام ستار اُس پیر کا

تذکیر و تائید :-

طبعی کے یہاں تذکیر و تائید کی طرف کم توجہ دی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل مثالوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ ۵

(۱) مشاطہ کھڑیاں بھنس اُدھر اُدھر

(۲) مشاطہ کھڑا ہو کو پر دا پکڑ

(۳) وہاں ایک دوکان عالی اتھا

ماضی مطلق :-

کئی قواعد کی رو سے ”می“ اور ”مُ“ کے اضافہ سے ماضی مطلق کا صیغہ بنایا جاتا ہے۔ طبعی نے بھی ان حروف تہجی کو مصدر کے بعد لاکر ماضی مطلق کا صیغہ بنایا ہے۔ ذیل کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں :-

اوٹھیا۔ (اٹھنا سے) چلیا (چلنا سے) اُتریا (اُترنا سے) پوچھیا (پوچھا سے)۔

چلیا (چھیلنا سے)۔

مثالیں :- ۵ میری کھال زبدن سون سب چلیا

چلیان، ناچتیاں، پاتراں چوکدن

اٹھیا مشک ہو رعو دکا دھند کار

”۶“ اور ”می“ کے اضافہ سے بنائے گئے ماضی مطلق اور اُن کی مثالیں :-

آسیا، دھایا، دکھلایا، پآسیا

۵ جو تمام تے بھارشہ آسیا

نھنا ہو ر بڑا دیکھنے دھایا

نجانوں سعادت یوکیں پائیا
کرے رنج قدماں تلے آسنا

ضمائر:-

مثنوی بہرام وگل اندام میں ضمائر اشارہ کا استعمال نظر آتا ہے۔
مثالیں:-
یو۔ پتا۔ ایتا۔ ایتیاں۔ ہنا۔ تمن
اُنے۔ کن۔ اور اُنو، اونو.....،

ضمائر اشارہ بعید:-

مثالیں:-
و۔ وو (وہ) او، اوس، (اُس)
ضمیر استفہام کی بیشتر مثالیں ملتی ہیں:-
مثالیں:- کون، کیتا، کیتی، کتیک

اسم فاعل ”ہار“:-

طبعی نے ”ہار“ کو لاحقہ کے طور پر استعمال کر کے کوئی اسم فاعل نہیں بنایا۔ البتہ کئی کی
دیگر مثنویوں میں ”سرجنہار، کرنہار جیسے الفاظ ملتے ہیں۔ طبعی کی مثنوی کے ابتدائی شعریں
”نرنہار“ لفظ کو دیکھ کر شبہ ہوتا ہے۔ لیکن اس لفظ کا اصلی روپ ”نراکار“ ہے۔ لہذا اس میں
نون کی معنوں آواز اور ”ہ“ کی ہکاریت کا اضافہ ہے۔

افعال کی جمع:-

مثنوی ”بہرام وگل اندام“ میں کئی کے مروجہ اصولوں کے مطابق فعل کی جمع
بنائی گئی ہے۔ مثلاً۔ دیکھیاں، چلیاں، ہویاں، اٹھیاں، گیتاں۔
مثالیں:-
کھڑیاں ہو مشاطہ کیاں سب سلام
پریاں سرپو اڑتیاں اٹھیاں کھول پر
یو بیتاں لگیاں درد کے بولنے

حروفِ ربط

جملے میں کسی لفظ کا دوسرے لفظوں سے تعلق ظاہر کرنے کے لیے حروفِ جار کا استعمال علامت کی طرح ہوتا ہے۔ مثلاً ”منوی“ بہرام وگل اندام“ میں اس کی کئی مثالیں ذیل کی صورتوں میں ملتی ہیں۔ مثلاً

کن، تل، تلیں، تک، تلک، لگ، لگوں، سی، سوں۔ کئی حرفِ ربط ”سوں“ کے ماخذ پر تبصرہ کرتے ہوئے مرحوم عبدالقادر سروری رقمطراز ہیں کہ:-

”حروفِ ربط میں ”سے“ کے جتنے روپ دکھنی زبان میں ملتے ہیں وہ کسی اور زبان یا بولی میں نہیں ملتے۔ جیسے سوں، تھی یا تھے، تے، یعنی (سے)، سیتی، سیں وغیرہ۔ صرف و نحو کے ایسے ہی روپ کی وجہ سے دکھنی زبان ماہر لسانیات کے لیے جنت سمجھی جاسکتی ہے۔ یہ سارے روپ ہند آریائی ماخذوں سے آئے ہیں اور مختلف زبانوں اور بولیوں میں مروج تھے اور بعض اب بھی مروج ہیں۔ ”سوں“ کا ماخذ بعض لوگ برج بھاشا سمجھتے ہیں لیکن کئی میں یہ شاید براہِ راست پنجابی سے آیا ہے اور پنجابی میں براہِ راست سنسکرت سے ”تے“ برج بھاشا اور قدیم بیسواڑی بولی کی خصوصیت ہے جو پوربی ہندی کی ایک بولی بلکہ زبان جس میں ملک محمد جاسی کی ”پدماوت“ اور تلسی کی یادگار نظم ”رام چرترانس“ لکھی گئی ہے۔ ”تھے“ بمعنی ”سے“ اس کا ہ کاری روپ ہے۔

صیغہ مستقبل

طبعی نے صیغہ مستقبل بنانے میں جدت برقی ہے۔ طبعی نے لفظ کے درمیان سے ”ے“ اور ”ے“ نکال کر مستقبل کا صیغہ بنایا ہے۔ مثلاً
کھانگا برائے کھائے گا
نپائے گا ” نپائے گا

مثالیں :- ع کداں لگ غم توں کھانگا بول بارے
نپاگا اس چن میں تے توں میوا

دکنی کے خاص ماڈے :-

ذیل میں دکنی کے اُن خاص ماڈوں کی فہرست دی جا رہی ہے جو طبعی کے یہاں استعمال ہوئے ہیں۔

مثالیں :- ع قدم کے تلے اُس کے ٹوٹا ہوں میں = ٹُٹنا سے
تجانے کہاں پھر کو نہاٹے ہے اُد = نہاٹنا سے
یو دھنگر گیا چاند کا نہاٹ کر " " =

اعداد :

مثنوی بہرام دگل اندام میں مندرجہ ذیل اعداد و شمار پائے جاتے ہیں۔ قطب شاہی عہد میں اعداد و شمار بولنے اور لکھنے کے جو طریقے رائج تھے اُن کی طبعی نے نشاندہی کی ہے۔

مثالیں :- ع کیُن پیل کھینچے پستانی اور پر = کیُن
" " کیُن لال پہنچیاں کوں ہندی لگائے =
بنیاں جگ میں یک لاک اسی ہزار = یک (ایک) / لاک (لاکھ)
" " اسی ہزار

" ہزاراں تے لاکھاں کروڑاں تے بھار = ہزاراں
= کروڑاں = کروڑوں
" لاکھاں = لاکھوں

لفظوں کی تکرار :

دکنی میں معنی پر زور دینے کے لیے لفظ کو بغیر تغیر کے دہرایا جاتا ہے۔ ایسے تکراری الفاظ کی کئی مثالیں طبعی کی مثنوی میں موجود ہیں۔ یہ تکراری الفاظ دو طریقوں سے استعمال ہوئے ہیں۔

لفظ ”ہو“ اشارہ اور ربط کے معنوں میں: مثلاً (۱) (میں) دل کے کاناں سے لوگ ہو

لوگ ہو: — اے لوگو (۲) دکتا ہوں سُنو کان دھر لوگ ہو

کو لے ہو شیر — کو لا اور شیر دکر دائم ڈرے تج تے کو لے ہو شیر

لفظ ”سٹوں“ اور ”گھلوں“: — مراٹھی حالیہ معطوفہ کا استعمال: طبعی کے یہاں نظر آتا ہے۔

مثال: ط (۱) پھتر کے تلے ہات شہ کر سٹوں (سٹنا) सुटने

(۲) سٹیا سو قدم دور پھتر گا ہوں (گھالوں) उठाने (گھالوں)

لفظ ”دے“ (دینا کا ماضی مُطلق) کا انوکھا استعمال: —

لفظ ”دے“ پنجابی زبان کے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔ ڈاکٹر شری رام شرما کے مطابق

”دکنی کے کچھ مادوں کے ماضی کی شکلیں پنجابی سے متاثر ہیں۔“

مثالیں: — ہندس توں بیگی دے جا چپن کوں جلد کے معنوں میں

کیا بیگ دے جا کو سُفرا بچھا بچھا دے ”

اے شاطر توں بیگی دے جاواں لگوں فوراً کے معنوں میں

چلیا وینچ بیگی دے حُمام کوں ” ” ” ”

علامتِ فاعل ”نے“ کا استعمال: —

ابستہ طبعی کے یہاں اس کی مثالیں ملتی ہیں: —

مثالیں: ط ۱۔ یکیلار ہیا شاہ بہزاد نے

۲۔ چلیا شاہ بہرام نے بیٹ سوں

لفظ ”کو“ کا استعمال ”کے“ اور ”کر“ کے معنوں میں: —

ذیل کی مثالیں ملاحظہ کیجئے: —

(۱) کر کو دکر کے (۲) جا کو (جا کے)

(۳) دُکھی ہو کو (دُکھی ہو کر)

ط ہندس ترنگ لا کو یک رہوار

ع کھڑے کر کو گنجور کے ہات تے
 شعری رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے طبعی نے الفاظ کو مخفف بنا کر استعمال کیا ہے۔
 مرکب الفاظ کی حسب ضرورت تحریف کی گئی ہے مثلاً غلبلا بجائے غلفله
 مثال: ۱ ہوا شہر میں غلبلا ایک بار
 ۲ کر اُسے کی بجائے: کسے
 ۳ یوں کہ " " : یونکہ : یونک
 ۴ نہ کوئی " " : نئے
 ۵ تو بھی " " : بتی

- ۱۔ الف ممدودہ کے بغیر : اگ بجائے آگ
 الفاظ کا استعمال :- انگ " آنگ
 انک " آنکھ
- ۲۔ یائے معروف کی بجائے مہول : آگن بجائے آگنی
 " " کھیلن " کھیلنے
- ۳۔ ہائے مخفی " " سنا " سینہ
- ۴۔ نون اعلانیہ بڑھا کر یکن یک + ن = یکن
- ۵۔ آف اور واؤ یا صرف داؤ گھٹا کر : جرط بجائے جڑاؤ
- ۶۔ آف حذف کر کے کھان : کھانا
 نہی : تنہائی
- ۷۔ دال حذف کر کے بتر : بدتر
- ۸۔ الف اور عمزہ حذف کر کے غیب : غائب
- ۹۔ آف زاید کی مثالیں بھان : بہن
- ۱۰۔ عاروس : عروس
- ۱۱۔ واؤ زاید کی مثالیں روونے : رونے

ہوڑنا : ہوتا

۱۲ حمزہ کی جگہ واؤ کا استعمال آو : آؤ

فارسیّت کا اثر: طبعی کی مثنوی اتین سزواری کی مثنوی کا جزوی ترجمہ ہے۔ لہذا اس پر فارسیّت کی گہری چھاپ لازمی ہے۔ طبعی نے اسی اثر کے تحت فارسی کی خوبصورت تراکیب سے مثنوی میں مختلف رنگ بھرے ہیں۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں دی جا رہی ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:-

(۱) کھڑے ہو کو خدمت منے کیسہ مال

فارسی محاورہ، کیسہ کشیدن سے
(حمام میں مالش کرنے والے)

ایرانی حماموں کی خصوصیت ہے۔

(۲) کیا شاہ شیر افگن پیل تن

شیر افگندن سے شیر افگن
پیل تن ۷ داستان ۷ فیل تن ۷ داستان

(۳) سمن بوکھی نا نیاؤں جواب

تیرے موں تے اے پنجہ آفتاب

پنجہ آفتاب کنایہ : سورج کی کرنیں
(حسن آفتابی)

لسانی جائزہ :

دکن کی دیگر نمائندہ مثنویوں کی طرح طبعی کی مثنوی میں بے شمار متنفس صوتیہ پائے جاتے ہیں۔ متنفس صوتیوں (Phonemes) کا ترقی یافتہ اردو میں وجود نہیں رہا۔ ان کے وجود سے زبان کی قدامت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ذیل میں ان کی مثالیں پیش کی جا رہی ہیں۔

ا Lh - لھ : لھوا (بمعنی : تلوار)

لھوے (: لہوے)

مثالیں ۱۰ کہ معشوق پر جاگو ماروں لھوا

۲	بھوے مارا ایران طور ان کوں	
۲	مہور (بمعنی: مور)	Mh - مھ
	مہٹھی (: میٹھی)	
۱	نجل ہو چھیا مہور نے اپنی دم	۵
	تیری بات نابات سے ہیگی مہٹھی	

۳	دوہیں	Wh - وھ
۵	اٹھیا شاہ سو دوہیں کر باندھ کر	

۳	رہیا (رہا)	Rh - رھ
۱	یکیلہ رہیا شاہ بہزاد نے	۵

۵	نہی (نہائی)	Nh - نھ
۱	اد نو تہینے بھار ڈھو کر تہی	۵
۲	نمٹھا ہور بڑا دیکھتے دھائی	
۳	میں تھنوا دیوں کر نکو دیک یاں	
۳	سمن بو نکو ایک نہی بھاں تھی	

۶	چھتر	Ch - چھ
۱	تر تخت دے کر چھتر شاہ راجو	۵

۷	گھول : (گول) : آگ	Gh - گھ
۱	پھرے گھول اور گیت گانے لگے	۵

۸	کھتر : کھیلے (کیلے) تر نکھار (زنکار)	Kh - کھ
---	--------------------------------------	---------

ع ۱ : پیادے کھڑے ہو سپاہی کہتر

۹ Bh-بھ : : بھار (باہر یا وزن)

ع ۱ ہزاراں تے لاکھاں کرواراں تے بھار (باہر-پرے)

۲ اُو مہینے بھار ڈھو کر ہنہی (وزن)

۳ میں دروازے کے بھار جوں خاک ہوں (باہر)

۱۰ ڈاکٹر عصمت اللہ جاوید کا خیال ہے کہ طبعی نے غنائی صوتے ”ن“ اور ”م“ کے کثرت استعمال اور تکرار سے اکثر اشعار کو مترنم بنا دیا ہے۔

تخفیفِ صوت :-

زبان کا وہ ان عہد کا جرس ہوتی ہے۔ لسانیات کے ماہرین نے زبان کی خطہ بہ خطہ تبدیلیوں اور صوتی میلانات میں کمی اور زیادتی سے متعلق یہ رائے دی ہے کہ ہر زبان خواہ وہ بولی ہی کیوں نہ ہو، ہر پیشہ میں مل کے فاصلے کے بعد کسی نہ کسی سطح پر تبدیل ہو جاتی ہے۔ دکنی کی خصوصیات میں تخفیفِ صوت کا رجحان اس کے قدامت کی یادگار ہے۔ دکنی کے تمام شعراء کے یہاں تخفیفِ صوت کا عمل پایا جاتا ہے۔ دکنی کے متقدمین شعراء کی طرح طبعی کے یہاں بھی اس کی بیشتر مثالیں ملتی ہیں۔ دکنی زبان کا جرس ”کاروان گذشتہ کا نقیب بن کر ذیل کے الفاظ کی شکل میں ابھرتا ہے۔

مثالیں: ادھی - (آدھی) ادا - (آواز)

سار - (سوار) سلمان - (آسمان)

بزاں - (بعد از)

واؤصمہ کے بغیر:-

کھطور - (کوہ طور) مینم - (پونم)

سنا - (سونا)

دھنڈا۔ (ڈھونڈتا)

لمبے کے یہاں مصمتوں کی آواز کو طویل کرنے کا رجحان دکنی کے ماقبل شعرا کی طرح موجود ہے مصمتوں کی طویل آوازوں کے اظہار کے لیے حرفوں کے درمیان ”ی“ اور ”و“ کا اضافہ پایا جاتا ہے۔

مثالیں :-
 پہل : مل
 پہر : سر
 پھیر : پھر
 بجلی - بجلی
 گینا - گنا
 میٹھیاں - مٹھیاں

دو دنوں یوں دسیں تخت پر میل کر
 تہیں بجلی ہو رتوں ہے بدل
 منجے سون ہے اُس باپ کے سپر کی

کچھ حروف کی ابتدا سے یا پچ سے ”ی“ کی آوازیں تخفیف کر دی گئی ہے۔
 مثال کے طور پر :-

دتی - دیتی
 جہز - جہیز
 بھتر - بھتر
 بڑی - بڑی
 اہن - اہن

کچھ حروف کے بعد کی یا درمیانی طویل آوازوں کو مخفف بنا دیا جاتا ہے :

مثلاً : بدل = بادل
 گھن = گھنا
 بھال = بھالا
 پہڑ = پہاڑ

کہیں کہیں پر طویل آوازوں کو مزید طول دینے کا عمل ملتا ہے اس میں الف زائد استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً : گھایرا = گھبرا
 آور = اور

کچھ الفاظ میں واؤ ضمت کی طویل آواز کو واضح طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

مثلاً نودوح - نوح پھوٹا - پھڑا
 عذرا - عذرا مچون - چُن
 نازوک - نازک میہون - مینہ
 کھویا - کھلا

انفیانا Nazaliation

انفیانا دکنی کی اہم ترین خصوصیات میں سے ہے۔ انفیاناے کارجمان دکنی نظم و شریں عام ہے۔ طبعی کے یہاں اس رجحان کی نمایندگی کرنے والی مثالیں ملاحظہ کیجئے:-

مثالیں :- مٹلاں = برائے مُٹلا

خرماں = خرما

گواں = گوا

چشماں = چشم

ع : سرو ہو رکوئی نخل خرماں کوں نہیں

: مُٹلاں سات معنی میں لڑنے لگیا

ھ کاری الفاظ : ھ کاری الفاظ کو غیر ھ کاری الفاظ میں ڈھانے کا عمل دکنی زبان کا خاصہ ہے۔ ثنوی بہرام و گل اندام میں مندرجہ ذیل الفاظ کو غیر ھ کاری بنایا گیا ہے۔ ذیل کے الفاظ ہائے مخفی کے بغیر استعمال کئے گئے ہیں۔ نظم میں رعایت جائز قرار دی گئی ہے۔

ذیل کی مثالیں ملاحظہ کیجئے:-

ہات - ہاتھ - سیکھ

دودھ - دودھ - چڑھے - رک - رکھ

سات - ساتھ - دُکھا - ذرا - ذرہ

سوکے - سوکھے - ہتیار - ہتھیار - بیٹ - بیٹھ

دورا - دوہرا - بڑا - بوڑھا - کنے - کہنے

و - وہ - مٹ - مٹھ - بند - بند
 مڑنا - مڑھنا - .. - دیکھنا - دیکھلا

صوتی تغیرات :-

طبعی کے یہاں حسب ذیل صوتی تغیرات کی مثالیں ملتی ہیں۔

ع	-	دض	بجائے
ح	+	سلاح	"
ھ	+	گول	"
"		سہرا	"

"ہ" کی بجائے "ی"

— 6 —

امالے Diphthongs

(AU) اور (AI) ایسے دو امالے Diphthongs ہیں جو عام طور سے ہندی اور اردو میں پائے جاتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر سیدہ جعفر صاحبہ "امالہ دراصل دو متصل مصوتوں سے پیدا ہونے والی صوت ہے جو ان کے ادغام اور اشتراک کا نتیجہ ہوتی ہے۔"

کئی میں مروجہ پانچ امالوں کی تمام صوتی شکلیں "منوی بہرام وگل اندام" میں پائی جاتی ہیں۔ ذیل میں ان کی مثالیں دی جا رہی ہیں۔

ملاحظہ کیجئے :-

(۱) ا : اس امالہ کی مُتصلہ (a) اور (i) ہے لفظ "کئی" اور "گئی" اس کے صوتی آہنگ کی نشاندہی کرتے ہیں :-

مثلاً (۱) کُٹیا کئی طبق لعل موتی کنکر

(۲) کرے ایک بالوں کو سر کی کنگوئی

(۳) لے رمال پونچے کُن موں کی خونی

(۲) "u" اور (i) کے صوتی ٹکراؤ سے یہ امالہ وجود میں آتا ہے مثلاً، بھئیں۔ ہوئی

” (۱) سُٹیا بھئیں پوئج کوں کمر توڑ کر

(i o) :- (o) اور (i) کے متصلہ مصوتوں سے یہ امالہ تشکیل پاتا ہے۔

مثلاً : کوئی - گوئی - سوئی

(۱) کسی کوں وہاں کوئی نہیں پوچھا

(۲) سرو ہو کوئی نخل خراں کوں نہیں

(E o) یہ امالہ (o) اور (E) کے جوڑواں مصوتوں سے متشکل ہوتا ہے۔

مثلاً : (۱) ہوئے (۲) کھوئے

مندرجہ بالا لسانی خصوصیات اپنے دور کی لسانی و صوتی رجحانات کا اور معیاری

تلفظ کا سکھ رائج الوقت تھیں۔ طبعی کے یہاں ان کی بھرپور نمایندگی پائی جاتی ہے۔

مثنوی بہرام و گل اندام کے مخطوطے



الف :-

مثنوی بہرام و گل اندام کا پہلا نسخہ برٹش میوزیم لائبریری لندن سے حاصل کیا گیا ہے۔ دراصل اس مخطوطے کا مانگر و فلم اس وقت حاصل ہوا جب برٹش میوزیم کے کپرنے راقم کو مثنوی ”بہرام گورد بانوی حسن“ از ابن دودلٹ کے ساتھ اس سے مربوط دیگر داستانوں کی فلمیں بھی بھیج دیں۔ ان فلموں کے سارے اخراجات شاگرد عزیز رفیق کاسکر ساکن لندن نے برداشت کیے۔ راقم برٹش میوزیم کے عملہ اور اپنے شاگرد عزیز کاہیم قلب سے شکر گزار ہے۔

مثنوی بہرام و گل اندام از طبعی کے متن کی تصحیح کے لیے اس نسخہ کو ”نسخہ الف“ کہا گیا ہے۔ قدامت اور دیگر خصوصیات کے لحاظ سے اسے بنیادی نسخہ قرار دیا گیا ہے۔ تفصیلات لے۔ برٹش میوزیم کے ہندوستانی مخطوطات کا کیتلاگ۔ مرتبہ بلوم ہارٹ۔

۱۔ مخطوطہ کا نمبر ۱۰۵۹۰ ایڈیشنل

۲۔ ورق ۳۷، صفحات ۹۳

۳۔ سطر ۱۷

۴۔ سائز $۸\frac{1}{4} \times ۳\frac{1}{4}$

۵۔ خط نستعلیق

۶۔ کاتب :- سید مظفر

۷۔ سنہ تصنیف ۱۰۸۵ھ / مطابق ۱۶۷۷ء

۸۔ سنہ کتابت ۱۱۳۱ھ

۹۔ مخطوطہ کا آغاز ۷

۱۰۔ یورپ میں دھنی مخطوطات از۔ مولوی نصیر الدین ہاشمی اور مخزن۔ ونہ مانگر و فلم کی تفصیل۔

الہی یو طبعی تیرا د اس ہے
دے ایمان اس کوں تیرا آس ہے

۱۰۔ تعداد اشعار۔ ۱۳۴۰ (مخطوط میں کل ۱۳۱۳)

۱۱۔ ترقیمہ :

یو نامے کوں طبعی کیا ہے تمام
بحق محمد علیہ السلام
کاتب الحروف سعید مظفر

مخطوطہ ب :-

مثنوی بہرام وگل اندام کا دوسرا مخطوطہ آندھرا پردیش گورنمنٹ اڈریٹل مینسکریپٹ
لائبریری اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹیوٹ حیدر آباد سابق آصفیہ لائبریری کا مخزنہ ہے۔ اس
مخطوطہ کا زیر آکس راقم کو جناب میر کر امت علی، ریسرچ اسسٹنٹ کے توسط سے حاصل
ہوا ہے۔ راقم موصوف کا از حد شکر گزار ہے مثنوی کی تصحیح کے لیے اس مخطوطہ کو ”ب“
کا نام دیا گیا ہے۔

کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات کی جلد اول المربعہ مولوی نصیر الدین ہاشمی
نے اس مخطوطہ سے متعلق مندرجہ ذیل تفصیلات درج کی ہیں۔

۱۔ مخطوطہ کا نام۔ مثنوی بہرام وگل اندام ص ۹۹

۲۔ سائز۔ ۶×۹

۳۔ صفحات ۹۱

(۴) سطر فی صفحہ ۱۵

(۵) خط۔ نستعلیق

۴۔ مصنف۔ طبعی

۷۔ تاریخ تصنیف ۱۰۸۳ھ / ۱۶۶۲ء

۸۔ کتابت ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۱ء نسخہ الف ۷۳ سال بعد نقل ہوا۔

- ۹۔ تعداد اشعار = ۱۲۸۶ (نسخہ الف سے ۲۷ اشعار کم)
۱۰۔ آغاز کل ۵۴ اشعار کم ہیں۔

الہی تہیں ہو ر کرتار توں
نرنجن تہیں ہو ر نرنکھار توں

۱۱۔ ترقیمہ:

تمت الکتاب شد کار من نظام شد
در ماہ رجب بتاریخ چہار دہم شد
کرم خان پسر اعظم خان ساندوزے
از قلم تحریر یافت باشندہ قمرنگر

زیاد چہ یاد

ہر کہ خواند دعا طع دارم

ز آنکہ من بندہ گنہ گارم

ایں کتاب بہرام گل اندام غلام

مرتضیٰ علی خاں قمرزی جمعدار است

اگر دعا داکند ————— باطل و اطل است

زیاد چہ یاد

۱۲۔ قمرنگر: حالیہ کرنول (کرناٹک)۔ اسی کاتب کا لکھا ہوا ایک مخطوط شہنوی پنجرہ آفتاب از مرنب گورنمنٹ اوزنٹیل مینسکرپٹ لائبریری (سابق آصفیہ) عابد راجہ راجہ آباد دکن کی زینت ہے۔

شہنوی بہرام وگل اندام کے مخطوطات کی املائی خصوصیات

- ۱ دونوں نسخوں میں واؤ معدولہ کا کثرت سے استعمال ملتا ہے۔
مثلاً: او سے۔ وء اُسے۔ چو نے۔ و = چُنے۔
- ۲ دونوں نسخوں میں نون غنہ اور نونِ اعلانیہ کا فرق نہیں ہے۔
- ۳ یائے معروف اور یائے مجہول کو یکساں طور پر لکھا گیا ہے۔ کہیں کہیں اس کی وضاحت بھی ملتی ہے۔ مثلاً۔ ی / ی
قارئین کی سہولت کے لیے مخطوط الفاظ کو علیحدہ کر دیا گیا ہے۔
مثلاً نکھوٹ ے نہ نکھوٹ۔ ککر۔ ککر
- ۴ دونوں نسخوں میں ”ہور“ کثرت سے لکھا گیا ہے۔ دو جگہوں پر اس لفظ کی شکل مندرجہ ذیل صورتوں میں ملتی ہے۔ الف ممدودہ کے ساتھ۔
”آوڑ اور جدید طریقے پر“ اور“
- ۵ جُھ، جُھ کو منج، جُھ اور منج لکھا ہے۔
- ۶ منجے برائے جُھ اور تجے برائے جُھ لکھا ہے۔
- ۷ کُھ کے لیے کچہ / کج اور تو بھی کے لیے تہی لکھا ہے
- ۸ نہیں کے لیے نیں، نہی اور نہیں استعمال ہوا ہے
- ۹ بہت کو بہوت لکھا ہے۔ تو ہی کو تہیں لکھا ہے
- ۱۰ کیوں کے لیے کی (۹) لکھا ہے۔
- ۱۱ دکنی کے زیر اثر دو جگہ پر ”خ“ کو قاف (ق) اور قاف (ق) ”خ“ لکھا ہے۔ مثلاً (۱) قمال۔ قمتال۔ (۳) خرک۔ کرکھ۔ (۴) قندق، خندق۔
- ۱۲ دونوں مخطوطوں میں دکنی زبان کے کلیدی الفاظ ”ج“ تاکیدی اور

مراکھی زبان میں نفی کے لیے استعمال ہونے والا لفظ ”نکو“ استعمال ہوئے ہیں۔

حرف تہجی ”ٹ“ کی وضاحت کے لیے اس پر چار نقطے لگائے گئے ہیں۔
اسی طرح ”ڑ“ اور ”ڈ“ کے نیچے چار نقطے لگائے ہیں۔ راقم نے انہیں
راج الوقت طریقے پر لکھ دیا ہے۔ مثلاً = ٹ

ٹ = ی

ڈ = د

ک اور گ پر ایک ہی مرکز ہے۔ مُرتب نے انہیں واضح کر دیا ہے۔

۱۳

۱۵

بنیادی نسخہ کی خصوصیات

نسخہ الف :- برٹش میوزیم لائبریری لندن کے مخزنہ مخطوطہ کا کاتب باسواد شخص ہے۔ اس نے نہایت سلیقہ سے مخطوطہ کی نقل خط نستعلیق میں کی ہے۔ کاتب کا نام سید مظفر ہے۔ عنوانات سُرخ سیاہی میں ہیں لیکن یہ فلم میں واضح نہیں ہو پائے سُرخ رنگ کا عکس واضح نہیں آتا ہے۔ راقم نے نسخہ ”ب“ (حیدر آباد اور این سبزواری کی فارسی ثنوی کے عنوانات کے تقابل کے بعد عنوانات صحیح کر لیے ہیں۔ یہ نسخہ بہت کم کر کم خوردہ ہے۔ نسخہ ”الف“ میں نسخہ ”ب“ کے مقابلے ۲۵ اشعار کم ہیں۔ ابتدائی ۲۴ اشعار نسخہ ”ب“ میں پائے جاتے ہیں۔ لہذا دونوں دستیاب شدہ نسخوں کے تقابلی متن کے بعد جو متن تیار ہوا ہے وہ قابل اعتماد ہے۔ ترقیمہ کے مطابق نسخہ الف کی کتابت ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۵ء میں ہوئی ہے۔

نسخہ ”ب“ نسخہ الف اور نسخہ ”ب“ کے درمیان ۹۳ سال کا فرق ہے۔ نسخہ ”ب“ ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۸۲۱ء میں نقل ہوا ہے۔ متنی تنقید کی رُو سے قدیم ترین نسخہ اگر بہتر حالت میں ہو تو وہ بنیادی نسخہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ لہذا راقم نے برٹش میوزیم لندن والے نسخہ کو داخلی اور تاریخی شواہد کی بنا پر بنیادی نسخہ قرار دیا اور تصحیح کے دوران اُن تمام امور کا خیال رکھا جو ایک مرتب کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔

تصحیح کے دوران ثنوی کے خارج الوزن اشعار کو بڑی حد تک درست کیا گیا ہے۔ غیر واضح اشعار کے آگے ”کذا“ لکھ دیا گیا ہے۔ تقابلی متن کے ہر پہلو کو واضح کیا گیا ہے۔ حاشیے میں مشکل الفاظ کے معنی اور نوٹس دیئے گئے ہیں۔

عنوانات :

صفحہ نمبر ۱۲۶

۱۔ ابتدا (حمد)

۱۲۸

۲۔ مناجات

۱۳۰

۳۔ نعت

- ۳- منقبت
۱۳۱ صفحہ نمبر
- ۵- قصیدہ در مدح شاہ راجہ
۱۳۲
- ۶- قصیدہ در مدح پادشاہ
۱۳۴
- ۷- آغاز داستان
۱۳۶
- ۸- مثل ملا وجہی
۱۳۶
- ۹- حکایت بہرام و گل اندام
۱۳۸
- ۱۰- چرخیات ؟
۱۴۰
- ۱۱- غزل
۱۴۱
- ۱۲- پند گفتن شاہ کشور
۱۴۱
- ۱۳- اول پند
۱۴۲
- ۱۴- پند دوم
۱۴۲
- ۱۵- پند سوم
۱۴۳
- ۱۶- پند چہارم
۱۴۳
- ۱۷- پند پنجم
۱۴۴
- ۱۸- پند ششم
۱۴۴
- ۱۹- پند ہفتم
۱۴۵
- ۲۰- حکایت
۱۴۶
- ۲۱- رفتن شاہ بہرام بہ شکار گاہ در افتادن از لشکر
۱۴۹
- ۲۲- شیر کشتن بہرام گورد در شکار گاہ
۱۵۰
- ۲۳- افتادن شاہ بہرام
۱۵۱
- ۲۴- غزل
۱۵۴
- ۲۵- افتادن بہرام در بند پریاں و کشتی کردن باد یوسیاہ
۱۵۴
- ۲۶- کشتن شاہ بہرام دیوسیاہ را در چاہ
۱۶۵
- ۲۷- حکایت
۱۶۸
- ۲۸- رسیدن شاہ بہرام باب در یاد جنگ کردن بانہنگ
۱۷۰

- ۲۹- رسیدن شاه بهرام به شهر چین
 ۳۰- جنگ کردن شاه بهرام با لشکر بهزاد و بلغار کشته شدن بهزاد
 ۳۱- خبر یافتن شاه قیصور از کشته شدن بهزاد در بلغار
 ۳۲- بیرون آمدن شاه قیصور و شناختن سر بهزاد بر سر نیزه
 ۳۳- آمدن شاه بهرام بیانی قصر گل اندام
 ۳۴- آمدن دولت پیش بهرام و سوال کردن
 ۳۵- نامه نوشتن بهرام با گل اندام
 ۳۶- نامه اول از زبان عاشق به معشوق بدست دولت
 ۳۷- مثال
 ۳۸- غزل
 ۳۹- جواب نوشتن گل اندام با شاه بهرام
 ۴۰- مثال
 ۴۱- غزل
 ۴۲- رفتن وزیر پیش کشور و خبر دادن گم شدن بهرام
 ۴۳- فرستادن کشور روم هندس وزیر را
 ۴۴- نصیحت کردن هندس بهرام را
 ۴۵- خبر دادن شب رنگ عیار از شاه بهرام پیش هندس
 ۴۶- شکایت کردن شاه بهرام با تخت
 ۴۷- جواب دادن تخت به قدرت حق با بهرام
 ۴۸- آمدن قیصور بدین شاه بهرام
 ۴۹- مجلس نگاه داشتن بهرام
 ۵۰- فرستادن شاه بهرام بخوار پیش قیصور برای خواستگاری کردن
 ۵۱- رفتن همیشه صیغور سمنو پیش گل اندام به خواستگاری
 ۵۲- عقد بستن بهرام با گل اندام
 ۵۳- خواب دیدن شاه بهرام که پدر بیمار است
 .. خاتمه شعر ۱۳۳۳ - ترقیمه شعر ۱۳۳۹ تا ۱۳۳۳

متن

(بہرام وگل اندام)

ح

الہیٰ تہیں ہو کر سچا توں
 تہیں آساں ہو تہیں دہر ترستی
 تہیں جاندا تارے تہیں نور ہے
 تہیں عرش کرسی تہیں ہے قلم
 توں مسجد اپیں ہو توں ہے کنشت
 تہیں آگہ ہو آب ہو باد خاک
 آدم توں اپی ہو رخصوان توں
 توں موسیٰ اپی ہو کہطور توں
 تہیں نوح ہے ہو طوفان توں
 توں کعبہ اپی ہو زمزم ہے توں
 توں یوسف اپی ہو زینحہ ہے توں
 توں لیلیٰ اپی ہو مجنوں ہے توں
 توں خسرو اپی ہو کیسرت ہے توں
 توں شیریں اپی ہو فرسہاد توں
 زنج تہیں ہو زرنکھار توں
 تہیں قطب زہرہ تہیں مشتری
 تہیں رات دن ہو تہیں سور ہے
 تہیں لوح قلم ہو تہیں ہے صنم
 توں دوزخ اپی ہو توں ہے بہشت
 تہیں چار عناصر تہیں جان پاک
 محمد تہیں ہو فرسہاد توں
 توں سرمہ اپی ہو ہے نور توں
 توں داؤد اپی ہو الحسان توں
 توں عیسیٰ اپی ہو مریم ہے توں
 توں دامن اپی ہو غدورا ہے توں
 تہیں لفظ ہے ہو مضموں (ہے) توں
 توں سردار اپی ہو لشکر (ہے) توں
 توں صورت اپی ہو بہسزاد توں

[”الف“ اور ”ب“ سے مراد نسخہ ”الف“ اور نسخہ ”ب“ ہے۔]

لہ کرتار۔ خالق لہ زنجن = بے عیب لہ زرنکھار = زرنکار۔ پڑھئے
 لہ دہرتی = دھرتی۔ زمین لہ سور = سورج لہ کنشت = بت خانہ (کافروں کی عبادت گاہ)
 لہ آگ = ”و“ زائد۔ آگ لہ عناصر اربعہ لہ آدم۔ آدم لہ کہطور = کوہ طور۔
 لہ نوح = ”و“ زائد۔ نوح علیہ السلام لہ حضرت داؤد علیہ السلام۔ خوش الحانی کے لیے
 مشہور تھے۔ لہ غدورا = ”و“ زائد۔ غدرا لہ کیسرت = قیصر شاہ روم کا خطاب
 لہ نسخہ الف اور ب میں ”شکر“ درج ہے۔ سہو کاتب۔ ترجمہ متن (شکر)

توں سیف الملک ہو نہ بیچ الجہاں لہ
توں بہرام ہے توں گل اندام توں
توں محمود اپنی ہو رتوں ہے ایاز
توں بھنورا اپنی ہو رتوں ہے کنول
ہتیں فاختہ ہو رتوں ہے گرڈو
ہتیں شمع ہے ہو ر پر دانہ توں ۲۰
توں ساقی آپنی ہو رتوں ہے شراب
ہتیں بھول ہو ر تو بچہ بلبل اہے
ہتیں ہے پُرش ہو ر ہتیں استری
توں عاشق اپنی ہو ر معشوق توں
توں نیم کا ہے توں چاند توں ہے ہلال
توں جمشید اپنی ہو ر ہے جام توں
ہتیں ناز ہے ہو رتوں ہے نیاز
ہتیں بھلی ہے ہو رتوں ہے بھل
توں جیلا اپنی ہو رتوں ہے گرڈو
توں عاقل اپنی ہو ر دیوانہ توں
توں شعلہ اپنی ہو رتوں ہے کباب
توں ہے زلف ہو ر تو بچہ کا کل اہے
توں جو ہر آپنی ہو ر ہتیں جو ہری
توں آہیں فلک ہو ر عیثوق توں

الہی یو طبقی تر ادا اس ہے
دے ایمان اس کوں ترا آس ہے



لہ غواصی کی مشہور کئی عشقیہ مثنوی لہ بھیلی = بھلی لہ بہ تخفیف الف = بدل = بادل
لہ گرڈو = گرڈ = ایک پرندہ ہندو دیوالائیں دشنو کی سواری لہ گ = گڑ = گرڈو سنسکرت
اندر سے اجالے میں لانے والا = معنی = پروردگار = لہ پرش = آدمی لہ استری = عورت
لہ عیثوق = کہشتاں کے داہنے کنارے پر ایک شرخ اور روشن ستارے کا نام ہے۔ لہ نسخہ الف،
اس شعر سے شروع ہوتا ہے۔ مخدومہ (برٹش میوزیم۔ لندن)

مناجات

الہی بچن کا منجے ناب دے میرے جبب کی تیغ کوں آب دے
 الہی منجے توں ریٹھی بات دے طبیعت کے راویں کوں نابات دے
 الہی بچن کا پلا منجے شراب کہ بولوں ہر اک بیت جوں آفتاب
 الہی بچن کا دیو آنا ہوں میں کرم تی تیرے گرچہ دانا ہوں میں
 الہی بچن کا منجے دے عروس ۳۰ منجے کوں لگا کر اُدے دیوں بوس
 بچن کے گلن کا منجے ماہ کر رتن کر منجے توں کہ ہوں میں کنکر
 زباں آشنا کز صلابت سیستی فصاحت، بلاغت، ملاححت سیستی
 الہی توں میرے اد پر رحم کر کہ تانا چوٹنے عیب ہرے ہنر
 طمع ای ہے سارے عزیزاں سیستی جگت کے یو صاحب تمیزاں سیستی
 زباں طعن کی دور مجھ تے کریں مرے شعر پر نانوں چپ نادھریں

۱۰ ب = مئے
 ۲۰ منج = مجھ
 ۳۰ ب = دیوانہ: دوانہ پڑھئے۔
 ۴۰ ب = منجے۔ مجھے
 ۵۰ بوس دینا۔ بوسہ دینا
 ۶۰ صلاححت (صلابت) قوت بیان (نسخہ الف اور ب میں مخطوطوں میں) صلاححت لکھا ہے۔
 ۷۰ ب: فصاحت۔ ملاححت۔ بلاغت ۷۰ ب = پڑھیے۔
 ۸۰ ”ب“ طمع یو ہے سارے عزیزاں تے مجھ
 جگت کے یو صاحب تمیزاں تے مجھ
 ۹۰ ب طعن = الف: چپ: خواہ مخواہ

اگر کیں غلط یو حکایت ہے کہیں گے تو عین عنایت ہے
 الہی مرے پر توں ہو مہرباں توں نادان کے ہاتے دے امان
 اوّل ایک غلط خواہ بد آواز تھی دو جا عیب جو چور غمت از تھی
 الہی توں طبعی کوں گن گیان دے
 الہی او سے دین ایمان دے

در نعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محمد نبی توں خدا کا رسول ہم یو پیغیراں بارغ ہے توں سو بھول
 خدا نے کیا تجھ کوں اپنا حبیب یو منصب نہیں ہر کسی کوں نصیب
 سہاتا ہے مہر نبوت تجھے یو دولت ہو اے عنایت تجھے
 بنیاں جگ میں یک لاکھ اسی ہزار یو پیغیراں میں توں سردار ہے
 اشارت سیتی چاند کوں شق کیا بھج توں کیا ہے سو برحق کیا
 نہیں کوئی جوڑا ترا توں ہے طاق گیا آسماں کے ادیر جوں بُراق
 لگی سُم کی ٹھوکر سو سب جاں تہاں اُسی تے ہو ایوں کبُوڈ آسماں
 یو سب انبیا کا توں سر تاج ہے کہ تیرا قدم گاہ معراج ہے
 توں نزدیک جاعش کے ناز سوں ہو آشنا حق کی آواز سوں
 کہ یک تل نہیں توں خدا سے جدا ۵۰ اسی تی تجھے د دست دھرتا خدا
 نہنا ہو بڑا ہو بڑا بٹنھا ہو ر جواں کہ تیرا ہے اُمت یو سارا جہاں
 ہوا ہے میرے ہات تلی گناہ نہیں کوئی تج باج پشت و پناہ
 کہ تیری شفاعت کا دھرتا اُمید قیامت میں طبعی کوں کر دوسفید



۱۰ لاکھ ۱۰ الف: اسی پے ہزار ۱۰ ب تو ۱۰ جلودار: باگ پھر آگے آگے
 چلنے والا ۱۰ معجزہ شق القمر (تلیج) ۱۰ آسماں (دکھتا ہے) ۱۰ ٹھوکر- ہمیز (ٹھوکی درنہ ہے)
 ۱۰ ب: اسی دنتھا ۱۰ برا- بڑا ۱۰ بڈھا- (بوڑھا) ۱۰ لی: بہت ۱۰ تاج: تیرے ہوا۔

منتقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ

علی باولی توں ہے شیر خدا کہ تج پرتی ہے جیو میرا خدا
 غلطیں سچا توں علی باولی ہے تیری شان میں ہے یونا علی
 رسول خدا کا توں داماد ہے تجے رات ہو ر دن خدا یاد ہے
 دکھایا ہے پردے میں تئی بات توں نبی سو کیا سب تئی بات توں
 ولیاں سب دزیراں ہے تو بادشاہ یوشاہی ازل تئی دیا ج خدا
 گنوارے میں گردٹ ہو توں پھیر کر ٹٹیا سانپ کوں بات تئی چیر کر (کذا)
 اوسی تئی تجے لوگ حیدر کئے ۶۰ تجے صف شکن ہو ر صفدر کئے
 خدا بات میں تیرے دے ذوالفقار ولیاں میں کیا تج کوں دل دل سوار
 مدد ہو ہر یک کام میں توں مجھے کہ میں پھر کر جانتا ہوں تجے
 تیری مدح بن کچھ نہ دھرتا ہے کام
 یو طبعی ہے بن دام تیرا غلام

۱۔ نسخہ الف: عنوان ندارد ۲۔ الف: علی ولی دلی (علی باولی) ۳۔ ب: توں بات کوں
 ۴۔ بادشہ: پڑھیے ۵۔ الف: کرم خوردہ ۶۔ ب: اوسی دن تے
 ۷۔ الف: پسر سہو کتاب ۸۔ الف: ن دھرتا = نہ دھرتا پڑھیے۔

قصیدہ در مدح شاہ راجہ حسینی قدس اللہ سرہ

ولی توں بڑا ہے مگر شاہ راجہ چل آیا ہے شہ تیرے گھر شاہ راجہ
 اچھیں گاہ قیامت کے دن روسفید تیرا مونہ دیکھیا سو کہتر شاہ راجہ
 فلک پر توں اڑتا ہے شہباز من کرامت کی لاشاہ اپر شاہ راجہ (کنڈا)
 خبر تیری معلوم نہیں بے خبر کوں خبردار جلنے خبر شاہ راجہ
 مرید ایں سوتیرے کنول کے چھو لائے امن میں توں بھوگی بھور شاہ راجہ
 توں مخدوم سید محمد کے گھر کا بہت بے بدل ہے گھر شاہ راجہ
 کرامت ہوا سب کوں معلوم ظاہر تون یا بن میں کر یک نظر شاہ راجہ
 دکن کا کیا بادشاہ بوالحسن کوں تراخت دے کر چھتر شاہ راجہ
 کھڑا ہو کو خدمت میں تیرے سورج اڑاتا کرن کی چھوڑ شاہ راجہ
 تیری بات نابات سے ہیگی مہٹھی سمجھ کیوں کہوں میں شکر شاہ راجہ
 کسی کا نہیں عیب چنتا توں ہرگز بڑا تم میں ہے یو ہنر شاہ راجہ
 جلگت میں تیرا جوڑ نیں ہے مگر (۹) خبر کئے ہے نگری نگر شاہ راجہ
 بندہ ہو کو کرتا ہے قدرت تیری بندھے توں جس کی کر شاہ راجہ
 کرے پار گاڑے کوں یہ تل مئے تو نظر کر دیکھے توں اگر شاہ راجہ

لہ: الف: عنوان ندارد: ابوالحسن تانا شاہ کے پیرو مرشد متوفی ۹۲۰ھ یا ۹۶۰ھ
 ۱۰: اس لیے ۱۱: بے نفس نفیس آیا ہے (از خود) ۱۲: ب: ہو گا۔ ۱۳: مہنہ۔
 ۱۴: ادنیٰ / کم تر ۱۵: ب: اوڑنا۔ من کے بدلے من زیادہ درست لگتا ہے شہ پھلاں: پڑھیے۔
 ۱۶: ب: بھورا ۱۷: مخدوم سید گیسو دراز کی طرف اشارہ (تعلقات) لہ: ب: تیرا نام ہے سب کو
 معلوم ظاہر ۱۸: شعر: نسخہ "الف" ندارد ۱۹: سیگی مہٹھی = سیگی ہوگی الف چنور = چنری
 ۲۰: بندہ، بندہ ہے کرجس کی توں شاہ راجہ لہ: بندے = باندھے۔
 ۲۱: بڑی بیل گاڑی (کھارا)

میرادل ہے جیسوں چھانوں سنگات تیرے
 چدرہ توں چلیا تو اُدھر شاہ راجو
 تیرے عشق کا کیف کھایا پھر کر
 اُترنا نہیں ہے اثر شاہ راجو
 تیرا نام من کا پتا ہے جسے میں ۸۰
 کلیجا میرا تھر تھرائے شاہ راجو (کذا)
 تیرے دار کا ہو کہ پڑا اچھونگا
 کداں لگتے پھروں در بدر شاہ راجو
 قدم تیرے پڑیا ہوں اُمید لے کر
 میری بخت، تیری نظر شاہ راجو
 خدا پاس اُچا بات کرتا ہے طبعی
 دُعا سچ کوں شام و سحر شاہ راجو

درمدح پادشاہ سلطان ابوالحسن قطب شاہ

شہر بوالحسن سے تون شاہ دکن
 دیا ہے خدا پادشاہی تجھے
 شہنشاہ تون آج رن سور ہے
 ملاحت میں جوں سور چند رہے تون
 چھتر ماہ تیرے سر پہ اسمان ہے
 تیرے نام کا قطب تارا دے
 دل و جان تے اپنے اے پادشاہ ۹۰
 رتن ہے سخاوت کی تون کھال کا
 عدالت میں فاضل ہے تون شہ جواں
 تو مردی کے میدان کا باگ ہے
 دیکھے گرتے ہات میں ترکیاں
 شہنشاہ تون راجہ ہے پھرتے
 سورج چاند کے بندہ بل پلاٹ پرتے

مجھے شاہ راجہ مدد بوالحسن
 سہاتا ہے بلّ الہی تجھے
 تیرے پرتے شاہاں بلا دور ہے
 صلابت مئے جوں سکندر ہے تون
 یو سورج سو تیرا سر یا پان ہے
 تیرا پردہ ماہی پھرا دے
 یو عالم کئے تج کوں عالم پناہ
 بھکاری ہے حاتم ترے دان کا
 برابر نہیں تیرے نوشیر دال
 تیرے گھڑیں دن رات رنگتے راجے
 رکھے چاند بھین پر سورج کا نشان ۹۱
 لگن تیرے دربار کا ہے ہستی
 فشتے بجلتے ہیں شام و سحر

۱۔ ب: شیخ تون ۲۔ ب: دکن ہے ۳۔ ب: حسن ہے ۴۔ ب: سہانی ہے۔
 ۵۔ رن سور: رن + شور: مرد میدان ۶۔ الف: یہ جزم تیرے سر پر ۷۔ اعزاز کی برپان و نشان
 ۸۔ قطب شاہوں کے لقب کی مناسبت سے۔ ۹۔ ماہی مراتب ۱۰۔ انمول موتی ۱۱۔ کان
 ۱۲۔ سخاوت مراد ہے ۱۳۔ ایران کا مشہور عادل بادشاہ ۱۴۔ شجاعت: ب: مردوں۔
 ۱۵۔ شیر ۱۶۔ عیش و طرب۔ ۱۷۔ الف: تیرکماں (نسخر) کا متن زیادہ صحیح ہے۔
 ۱۸۔ زمین ۱۹۔ ب: گان ۲۰۔ پھرتی رکھنے والا (جہ و شمت کا مالک) ۲۱۔ ہاتھی ۲۲۔ بنا کر
 ۲۳۔ پاٹھ، دراصل پیٹھ

توں کا دُوس ہے اس زمانے میں شاہ کہ رستم ہے ہر ایک تیرا سپاہ
 تیرے ہات میں بجلی ہے (فرنگ) کرے بادسوں بات تیرا ترنگ
 غضب میں نکھادے توں شاہ تمہاں تری مار تر وارسا جہاں
 دے جگ کے شاہاں نے توں دلی ۱۰۰ مدد ہے ہر یک ٹھار تجکوں علی
 غلطی میں میری بات ہے سب نکوٹ جہاں کیوڑا پھول وہاں باس بھوت
 تیرے شہر کا شاہ ہوں زائید اے ولے بخت نہیں منج کون کیا فاید
 دکھا کر قدم اپنے دل شاد کر
 یو غم دل تے طبعی کے برباد کر

لے کا دُوس بن کیقباد، ایران کے کیانی خاندان کا بادشاہ
 لے بجلی لے ب: بیگی (فرنگ) (فرنگ)
 لے بندوق (بجوالہ اردو کی دکنی لغت، از مسعود حسین خاں)
 لے گھوڑا لے ب: شعر ندارد لے نہ کھوٹ (جھوٹی نہیں ہے) لے زائیدہ / فائدہ۔

آغازِ داستان

لگیا میں جو یو مثنوی بولنے
 یو دہی مرے خواب میں آ کر
 سراسر سنیا جو مری مثنوی
 ہو خوشحال مگر یو باتاں مرے
 پڑے پیار سولہ آپنا یو مثل
 یو موتیاں پھل ڈال یوں روئے
 مکھ اپنا سورج ناد دکھلا یو بحر
 کیا بات طبعی ہے تیری نوی
 اپس کے لے ہاتاں میں ہاتاں مرے
 سنیا سو پڑیا خواب تہی میں اچھل

مثل ملاں وجہی علیہ الرحمہ

کتا ہوں سنو کان دہر لوگے ہو
 اگر شعر کوئی خوب کہہ کر جو لائے
 یکس کوں سو یک دیک سکتے نہیں
 اگر کچھ کہے تو کدھر کا کدھر
 اڑانے میں اُس کوں چوں دھیر تہی
 اگر خوبے جو بولے تو اوں یوں آہے
 کہاوت نئے بات ہو آئی سو
 تو، خوبان کوں سُن رشک البتہ آئے
 یکس کوں سو یک مان رکھتے نہیں
 کہے تو کتے ہیں اُسے بیچ کر لے
 فضیحت کریں پانوں لگ سیر تہی
 اگر جو بڑا بولے تو اوں آہے

۱۔ ب: پھل گیاں کیاں روئے (پھل صاف ستھرے) ۲۔ ب: وجہی جو ۳۔ ب: آئیکو آئے کر۔ اگر
 ۴۔ ب: دکھلا کر ۵۔ ب: جیوں ۶۔ ب: آپنا ۷۔ لوگ ہو: ۸۔ لوگو ۹۔ ب: کر کر
 ۱۰۔ ب: تو خوب ان کو سُن ۱۱۔ ب: یکس کا یکس = ایک کا ایک ۱۲۔ قطب مشتری از دہی مرتبہ
 ڈاکٹر عبدالحی ۱۳۔ (بیچ کر) قطب مشتری، ۱۴۔
 ۱۵۔ ب: جو دھیر تے ۱۶۔ ب: پانوں ۱۷۔ ب: اگر خوب بولے تو اوں یوں آہے ۱۸۔ ب: بڑا
 بولے تو دوں آہے۔

طبعی توں یو کام کر اختیار
کر رہے تا قیامت تیرا یادگار

الف: طبعی نے اس شعر میں تضمین کی ہے۔ طبعی نے اپنا تخلص استعمال کیا ہے۔ اہل شعریں ہے۔
 ا تا قطب (شاہ) کی مدح کو اختیار ہے جو رہے یو قیامت تلک یادگار، قطب مشتری،
 از دجہی صا: نسخہ ”ب“ میں یہ شعریں درج ہے۔
 ”اما دجہی اد کام کر اختیار ہے کر رہے تا قیامت تیرا یادگار“

حکایت بہرام و گل اندام

روایت کیا^۱ راوی نیک نام
 اتھاروم کے شہر میں بادشاہ
 اوشاہ بہوت مقبول عاقل تھا
 جگت کے شہاں سارے اس ماہ کے
 کیا یک بدھا^۲ کچھ کون قصہ تمام ۱۲۰
 سوالاک^۳ پائے میں گھوڑے اتھے
 سوالاک تھے اس کون ترکی غلام
 جو حبشی غلاماں سوالاک تھے
 اگرچہ اوشاہ جہاں گیر تھا
 ایسی غم سوں دن رات روتا اچھے
 قضائی یکا یک جبار نے
 حرم میں دیا حمل یک نار کون
 اونیو^۴ مہنے جو بھار ڈھو کر نھی
 سنیا پادشہ سو منجم^۵ بلا
 دیا شاہ زادے کون دائی کے ہات ۱۳۰
 بہوت فکر سوں یو حکایت تمام
 کہ سردار اسے بہوت تھے ہر سپاہ
 سخی ہوور فاضل او کامل اتھا
 پڑے ناؤ مداح اتھے شاہ کے
 ہے کشور کچھ روم کے شاہ کا نام
 جرٹ کے غلے^۶ موں کون جوڑے اتھے
 جو الماس تھا رنگ اُن کا تمام
 او نیم کے تیوں حسن میں پاک تھے
 نہیں ہے کہ فرزند دل گیر تھا
 جنم اپنا دگ^۷ میں کھوتا اچھے
 نظر کھوں دیکھیا سو کرتار نے
 کیا شکر اوشاہ کرتار کون
 سورج چاند سایک بیٹا جنی
 رکھیا ناؤں بہرام طالع کھولا^۸
 کہ دیوے اسے دودھ^۹ لائے بات

۱ ب: کیاں ۲ ب: اوس ۳ ب: شہ ۴ ب: تعریف ۵ ب: بڑھا ۶ ب: قصہ مشہور
 ۷ لاکھ ۸ ب: اصطبل ۹ ب: پٹے (بڑھے)
 ۱۰ ب: جیوں ۱۱ ب: کہ رسم کے تیوں جنگ میں بے باک تھے ۱۲ ب: اپنا دگرہ میں
 ۱۳ ب: قضارا ۱۴ ب: رہیا حمل ۱۵ ب: کیا شاہ نے شکر ۱۶ ب: نون
 ۱۷ ب: جون بارہو کر جنی ۱۸ ب: شاہ سووین ۱۹ ب: بولا ۲۰ ب: نام
 ۲۱ ب: الف: طالع کھوں (سہکات) ۲۲ ب: سکھائے

او نہنواد کوں گودیس لے کوں دانی
 برس کا ہو بہرام چلنے لگیا
 اسے دیک ما باپ خوشحال اچھیں
 آپس تی او یک تل نکر تی جدا
 برس پانچ کا جو ہوا نیک نام
 شہر روم فرزند کا عشق دیک
 اول دیک دل چت مکتب بنائے
 ملاں نے پٹے پراف، ب لکھے
 کتک دیس بہرام پڑنے لگیا
 ۱۴۰ یتا علم بہرام کوں یاد تھا
 دیکھیا باپ بیٹے کوں عالم ہوا
 شہر روم مکتب تی بیگی بجائے
 اچا جیو کے تیوں سینے سوں لگانی
 اتر گود میں تی اچھلنے لگیا
 کہ جیوں چھاؤں کے نادر بنال اچھیں
 کہ تکتل کوں ہوتی تھی اُس پر خدا
 سورج چاند تھے اُن کے دونو غلام
 ملائے آپس گھر میں ملاں کوں یک
 ملاں پاس بہرام کوں بیلائے
 کہ تاشاہ بہرام پڑنے سکے
 ملاں سات معنی میں لڑنے لگیا
 کہ شاگرد تی عاجز استاد تھا
 کہ دور اس ملاں تی ظالم ہوا
 پکڑا ہات بہرام کا گھر میں لیاے

لے ب: لگا لے ب: اچھے لے نادہ مانند
 لے ب: نکر تے تھے یک تل لے ب: پانچ لے ب: دونوں اُس کے غلام لے ب: دل جبکہ
 لے ب: کہ بہرام شہ اس کوں پڑنے لگے لے ب: اوشا گرد تی استاد عاجز تھا لے ب: کہ دور
 اس تی ملان نے ظالم ہوا لے ب: مکتب تے دے اُچائے لے ب: گھر کوں۔

حیرت

سورج باگ یک دیس جاگے تے ہل
ستاریاں کے بکریاں بار اباٹ کر
شہ روم اس دیس دل شاد تھا
حرم میں تے دیوان خانے میں آ
اشارت کیا شاہ ساقی طرف
سٹیا شوچ مے خانے میں ساقی آ
بلوریں پیالے میں بھر کر شراب
شہنشاہ جو پٹیا لی پیالی پیا
دیکھا شاہ شہزادہ لہلی مست ہے
شہنشاہ کوں تسلیم کر کر آول
لگن کے گونے تے جو آیا نکل
یو دھنکر گیا چاند کا تھاٹھ کر
یو دھنیاں کے فکر اس تے آزاد تھا
نزدیک اپنے بہرام کوں بس لیا
صراحی کہاں عمر ہو تا تلف
اپس کے بغل میں صراحہ چھپا
دیا شاہ کے ہات میں آفتاب
یکا یک لے اپس کوں بسر کر کہا
عرق کی پٹے ڈھال جیوں ہت ہے
کیا شاہ بہرام نے یو غزل

لے کوئے = کوئیں (دگوہ - کچھار) لے ستاریاں کیا بکریاں بار اباٹ کرنا = ستاروں بکریوں کو بارہ
حصوں میں تقسیم کرنا۔ لے دھنکر: چرواہا لے تھاٹھ کر = بھاگ کر رہے دنیاں = دنیا۔ نرک پڑھنا ہوگا
لے ب: بیسلا، بٹھا کر لے تلف = ضائع لے ب: بنیادیں سو لے ب: مرصع کے لے ب: جو
دو چار پیالے پی یا (پیا) لے ب: اپس کوں یکا یک لے ب: دیکھیا شہ کوں شہزاد نے مست یہ ہے۔
لے ب: عرق کے پیٹی ڈھال جو ہت ہے لے ب: (کوں) ندارد [لے ہت = ہاتھی]

غزل گفتن شاہ بہرام

ترے ہاتھ میں شاہ جم جام اچھو
جگت کے شہاں میں توں اچھو کینام
چندر سور کے جام تے آسمان
اچھو سب سلامت عزیزاں تیرے
اچھے لگ لگن تھے ہو رزیں برقرار
ترے پگ پو قسربان بہرام اچھو
ہمیشہ بغل میں دل آرام اچھو
کہ دشمن تیرا ہے سو بدنام اچھو
تجے غسل کرنے کوں تمام اچھو
جہاں لگ عدو ہیں سو گم نام اچھو
ترے پگ پو قسربان بہرام اچھو

پند گفتن شاہ کشور

سُنیات شاہ بہرام سے یو غزل
پسند آئی شہر کے تیں یو کلام
زمین کوں ادب سات بوسہ دیا ۱۴۰
ادب جوئے دیکھیا شاہ فرزند کوئے
کیا یوں کہ اے نور دیدے میرے
اے فرزند توں میرے سات پند
ہر یک پند میرا سو یک گنج ہے
رکھے گرتوں موتی کے تیوں کان میں
کھولیا بہوت خوشحال ہو جیوں کنول
دیا ہات میںے باج دے بھرکوں جام
یزاں جام بہرام لے کر پیا
ہوا بہوت دلشاد دلبند سوں
کئے مج کوں خوشحال باآں تیرے
کتا ہوں کہ جگت میں کرے توں اند
سنے گا توج کوں کج رنج ہے
اچھے سر تیرا سات آسمان میں

۱۴۰ ب: بغل میں ہمیشہ ۱۴۱ ب: زمیں ہو رنگن ۱۴۲ ب: باج دے سرکوں جام ۱۴۳ ب: جو
۱۴۴ ب: فرزندوں ۱۴۵ ب: یو فرزند ۱۴۶ ب: جگ منے [کھلیا کھلا]
۱۴۷ ب: سات آسمان

اول پند

اول پند کہتا ہوں فرزندِ سن
میرے ناد اول رعیت کوں پال
اگر تجھ سوں پکڑے رعیت پکٹ
تیرے عدل تے گر رعیت ہے شاد
ہر یکس سستے توں ملیٹھی بات کر ۱۰
تو نو شیرواں کے منن داد دے
عدالت تے عالم کوں دشا دکر
محبت سیتے میرے دلبند سن
کہ تا گھر میں تیرے جمع ہوئے مال
نچلسی تیرا کچھ رعیت پوٹھٹ
جگت میں ہے توں آج جیوں کینقاد
توں شیریں زبانی تے جگت بات کر
توں انصاف شاہاں کے سنن یاد دے
کہ بعد از میرے توں مجھے یاد کر

پند دوم

دو جا پند کہتا ہوں رک کان میں
تو یوں مار توں آزار جگ میں دلیر
دیکھینگا تو دشمن کوں سٹ اس پوچھا
اگر کوئی پھیرے تیرے حکم کوں
وے کام فرماں فراست کے تیتیں
جو فرصت دیکھینگا تو دشمن کوں مار
خوشی اس تے دنیا میں نیں آئے سپر
کہ اس کے لہو سوں جہاں لالہ زار
کہ دشمن کے تن تے اچھہ دور سر

الف: عنوان ندارد ب: گھنا گھریں = بہت زیادہ گھریں دگھنا: گھنوں: بگراتی:
زیادہ ب: کھٹ دھرتا: کیند دھرتا بھٹ = ضد ص ب: توں ہے آج لہ جگ بات کرنا
= دنیا فتح کرنا عالمگیر بھ یاد دینا = یاد دلانا ص ب: کہاں = کان ب: تلوار تلہ ب:
کولاء گیدڑ۔ لہ ب: شعر ندارد۔ الف = پھرا دے لہ ب: پھیرے = حکم پھیرنا بھ حکم عدولی کرنا
لہ ب: دیکھ لہ ب: فرما لہ ب: بزا: بعد ازاں لہ ب: دیکھ لہ ب: نیں ہے سپر
ب: اسے در دسر

۱۵۔ پند سوم

کتابوں تجھے تیسرا پسند میں ۱۸۰ خوشی تے مٹنے کا توفیق زند میں
 خزینا جتن کر توں موتی و لال نہ رہی سپاہی اگر نہیں تو مال
 سخاوت ستے جگ میں توں لاف کر ولے مال اپنا نہ اسراف کر
 جہاں میں ہے مصرف جگ کوئی بادشاہ نہیں اس کو سردار نہیں ہے سپاہ
 اول مال پیدا توں کرہات میں یو عالم کوں انعام دے شہادت میں
 توں روٹی سپاہی کوں دے پیٹ بھر پڑے کام تج کوں تو باندے کمر
 لگن سے ترنگ پر توں ہو کر سوار سورج کے نمن جگ میں تر و دار مار

۱۶۔ پند چہارم

اے فرزند من چار کوں پسند توں دل اپنا توں اس پسند پر بند توں
 توں اندیشہ ہر کام میں بہوت کر کہ اندیشہ ہے بہوت عالی گوہر
 نگر کام ہرگز توں اندیشہ باج کہ اندیشہ ہے کام کے سر پو تاج
 کر اندیشہ ہر کام میں بے حساب ۱۹۰ کہ اندیشہ بن کام ہو تا خراب
 ہمیشہ توں بل بیٹ عاقل ستیے توں اندیشہ کر مرد کامل ستیے
 نگر توں اندیشی بغیر کام کج بن اندیشہ کرتا ہے کام کج
 یو اندیشہ کا ماں منے پیر ہے اُسے فکری ہو ر تدبیر ہے

۱۵ الف: عنوان ندارد ۱۶ ب: فرزند من ۱۷ ب: خزینہ ۱۸ ب: موتی اور مال

۱۹ ب: اسراف = اصراف بغير خرج ۲۰ ب: جو کوئی ۲۱ ب: ناگوئی سپاہ

۲۲ ب: سات = ساتھ ۲۳ ب: کوں: ندارد ۲۴ ب: گھوڑا ۲۵ ب: تلوار ۲۶ ب: کہ اندیشہ

ہر کام میں ہیگا بہتر ۲۷ ب: کہ اندیشہ ۲۸ ب: بیٹھ ۲۹ ب: اندیشہ ۳۰ ب: کچھ

پند پنجم

یو ہے پانچواں پند میرے عزیز
نکو دے توں مجلس میں ناکس کوں رُ
نہنے آدمی تے توں ہرگز نہ مل
ہمیشہ توں آج عاقلان کے حضور
توں مجلس تے نادان کوں دور کر
ہمیشہ ہر مند سوں یار ہو
جکوئی شاہ جاہل تے بیٹھے مدام ۲
سعدت نہیں ہرگز اس کا غلام

توں رک کان میں اپنے صاحب تیز
کہ سہل آدمی تے خدا دے پناہ
نہ ہنس ہر کسے دیکھ کر کھیل کھیل
تو صحبت سینے جاہلان کی ہو دور
گھر اپنا بزرگاں تے معور کر
تو کس صورت تے جاہل کی ہزار ہو
سعدت نہیں ہرگز اس کا غلام

پند ششم

اے فرزند سُن اُنچی چھاپند ہے
سخاوت تے کر نام اپنا بلند
ہر کس کوں توں بخش موتی ہزار
اگرچہ مسلمان حاتم نہیں
توں پرکا میٹھیاں بھر خزانے تے لے
دنیا میں کہوں گا کہ کیا خوب ہے
دنیا دین میں شوم ہے نا امید

کتا ہوں تجھے میں کہ فرزند ہے
بخیلی نکو کر کہ ہے ناپسند
کہ دریا تیری پاس اچھے شرمسار
سخاوت تے اس کوں جہنم نہیں
یو مسکین لوگاں کوں خیرات دے
کہ پیکا تیرے پاس ہرگز نہ رہے (کذا)
سُخی دونو عالم میں ہے روستفید

۱۷ ب: نکو دے توں مجلس ۱۷ ب: دیکھ (کھل کھل ہنسنا: کھل کھلانا)

۱۸ ب: توں جاہل کی محبت تے ۱۸ ب: جکوئی جاہلان میں مل بیٹھے۔

۱۹ ب: سُن توں چھٹا ۱۹ ب: کوں بخشش ہوتی ہزار ۱۹ ب: میٹھیاں بھر بھر کر

۲۰ ب: خزانے تے لے ۲۰ ب: کام کیا خوب ہے ۲۰ ب: شعر ندارد

پند ہفتم

شجے ساتواں پند اے نیک نام
 تیرے بند میں کوئی سپنر لے اگر
 نہ کر زیر دستاں اوپر قہر توں ۲۱
 ٹھنڈا کر غصے کی توں آج کوں
 تیرے قید میں آئے کوئی نامراد
 گنہ خلق کا کوئی چھپاتا ہے
 گنہگار پر رحم کر توں سدا
 اگر پند بولے تو یوں بولتا
 جیکے پند فرزند کوں شہ دیا
 مریض کا تاج اپنے سرتے وہ کاڑ
 کیت یک طیلے میں تھا کام کا
 چلیا جائے ڈونگر پڑتے بادتیوں
 اتھا پشت کو تاج لے ایاں ۲۲
 ہرن کا اتھا پیٹ نازوک دم
 دیکھے چوٹھی ہے تو اد باٹ پر
 کتا ہوں سنے گا تو یوں میں تمام
 نہ رکھ توں بند بچانہ میں رحم کر
 نہ ہونا مراد اں اوپر زہر توں
 بھو بے گناہ مار دس پانچ توں
 توں آزاد کر رکھ میسری بات یاد
 خدا کوں وہی شخص بھاتا ہے
 کہ تیرے رحم دایم خدا
 اگر کان کھولے توں یوں کھولتا
 سنیا سوچ بہرام کو رش کیا
 رکھیا سر پر بہرام کے شہر یار
 دیا شاہ بہرام کوں نام کا
 رکھے پانوں دریا اوپر ناؤ تیوں
 سفید یک پشانی کے اپراں خال ۲۳
 پھرتے نم ن سخت تھے اُس کے سُم
 ادھی رات کوں جائے اد گھاٹ پر

۱۔ سنید گائیں یو تمام ۲۔ بند میں سپنر ۳۔ قید ہونا (بندی: قیدی) ۴۔ ب: کر یو غصے کی آنچہ
 ۵۔ ب: آئے گز نامراد ۶۔ ب: کہہ ۷۔ ب: آہے ۸۔ بھاتا ۹۔ شعر ندارد: ب
 ۱۰۔ ب: سنن ہاریاں کے کان یوں کھولنا ۱۱۔ ب: سنیا دین سو بہرام ۱۲۔ ب: تاجدار
 ۱۳۔ ب: کیت: ایک خاص رنگ کا گھوڑا ۱۴۔ ب: طیلے: طویلا ۱۵۔ ب: پوتے
 ۱۶۔ ب: تانوں: ناؤ، کشتی ۱۷۔ اپراں: اوپر کی طرف ۱۸۔ نازوک ۱۹۔ ب: چوٹھی
 جیونٹی

اگر نعل اس کا پھتر پر گھنٹے لے
 اکہود اور زنگار ہو زرد لال
 اتھانائوں اس کا جہاں روپیا
 دیا بخش بہرام کوں شاہ نے
 دیا بھی منگا کر ترنگاں ہزار
 غلاماں دیا ترک رومی ہزار
 یو اسباب سب ہو رخصتی غلام
 نہ یک چاند ہو رچھے ستارے دے
 ہر یک جنس کا تھا اسے ایک خال
 کہ جلدی منے سخت تھا او بلا
 زمین کوں دیا بوشہ او مامنے
 کہ ترکی و تازی اتھے راہ دار
 مرصع کی شمشیر سوں نامدار
 شہ روم بیٹے کوں بخشیا تمام

۲۰ حکایت

ہو اجینو خوشحال بہرام کا
 کیا قصہ راوی نے صاحب سخن ۲۳
 ولایت منے چین کے شاہ تھا
 بڑا بادشاہ تھا او قیصر نام
 کیا عدل تے چین کوں بوستاں
 کہ سرحد بلغار تا روم تھا
 اسے یک تھی بیٹی جیوں مشتری
 او مورت کوں مجنوں اگر بوجتا
 حکایت سنا کر گل اندام کا
 ہر یک بول جیوں رول موتی رتن ۲۴
 او بھو بیج مقبول جیوں ماہ تھا
 کہ ڈرتے تھے اس کو شاہاں تمام
 لیا مار تر دار ترکستان
 بڑا تھا سخی او نہیں شوم تھا
 نہیں آدمی زاد تھی او پری
 توں لیلیٰ کی صورت کوں نا پوجتا

لے ب: دہے (دہننا: گرنا) لے الف: چھ: ب: ترجیحی متن لے ب: ہو رچھے ب:

جہاں روپیا لے ب: یو بلائے لے ب: دیا بخشش تے لے ب: بوس لے ب: ہے۔

لے ب: ترنگا لے ب: تیزی (عربی) تازی لے ب: بخشش لے نسخہ الف وب: سرخی ندارد

لے الف: شعور ندارد لے بھوتچہ

لے الف: تصور لے ب: ترکستان (ترکستان) لے الف: ندارد لے آدمی = آدمی۔

اگر دیکتا اس کوں فرما داتاں تو شیریں کا اوندھرتا خیال
 جو خسر و اُسے دیکتا اناک کھول نکرتا شکر کی کدہیں بات بول
 گلن پر اوصورت کے ہے آج سور ۲۴ ایسے دیک کر چاند ہوتا چکور
 اوزلفاں دلاں کے ہندو لے آہیں غلطیں کیا دوسپو لے آہیں
 بہواں باگ نکہ ہو رانگیاں ہرن کہ اوموتہنی ہے عجب من ہرن
 اودگالاں کی سُرخی سولا لے میں نہیں اوبالاں کی خوشبو سولے میں نہیں
 دے پھول دوسینوتی کی دوکان چنے کی کلی ناک ہے درمیاں
 اودھردو میٹھی جو نکہ چب اونبات پھرتا ہے اس میں تے آب حیات
 جھکتی ہیں جیوں بجلیاں ہودسن کہ جیوں پھول جھڑتے ہیں ملک تے بچن
 عجائب اودچاہ زرخداں ہے کہ غرق اُس نے دین دایمان ہے
 اودگردن سو جیوں صاف شمشادسی جکوئی اس کوں دیکھے سورفے ہنسی
 اودجون سوچولی کے دوہات میں جو امریت پھل چھپ رہے بات میں
 دے پان نازوک پھل ڈال تے ۲۵ مکر اس کی باریک ہے بال تے
 ایتھاپیٹ جوں اُرسی نادصاف کہوں کیا جھکتا اتھا جیوں شفاف
 اودبوتی سومد کا پیا لا دے کہ خوش رنگ جوں پھول لا لادے
 کروں کیا میں تعریف اندام کا گوہرتے ہے نادر اُنکل اندام کا
 اودھکرا رپے کا سوڈو ٹکڑے جیوں سفید اور گھٹا سنگ مرمر ہے جیوں

۱۔ آنکھ ۲۔ نہ کرنا ۳۔ الف + ب: شکر کی = مراد شیریں کی ۴۔ ب: کھری = پچی ۵۔ سوچ
 ۶۔ ب لے آہیں (الف: ہندو لے = بھولے) ۷۔ باگ نک: شیرکاناخن ۸۔ گل لار:
 ۹۔ بالاسنب: خوشے مرغولے ۱۰۔ ب: میٹھی جو نکہ چب اودلہ پھرتا = پھرتا۔ ٹپکتا۔
 ۱۱۔ دسن = دانت ۱۲۔ ب: شیشہ دے ۱۳۔ ب: جیو امرت کے پھل ۱۴۔ ب: دے بازو
 ۱۵۔ نازک جو ۱۶۔ ناف (ٹھیٹ کئی) ۱۷۔ جیو ۱۸۔ ب: شعر نادر ۱۹۔ دھکرا = جسم دکرا: رپے کا چوتھا
 حصہ ۲۰۔ ب: ڈونگر دے = پہاڑ نظر آئے ۲۱۔ گھٹ = سخت ۲۲۔ ب: سنگ سرور

دو کیلی کے کا بی طعسودوران ہے
چلے باٹ تو پندر یاں یو ہلیں
کنول تے بی نازک ہے اس کے چرن
کروں کیا میں تعریف اُس سور
کہ (ہے) اس پری کا گل اندام نام
محل ایک میدان میں تھا بلند ۲۶۰
اڈ کھڑکی میں ہر عید کے دیس آئے
جلکونی اُس کون دیکھے سو عاشق ہوئے
دیوانی ہو بیٹھی عمارت تلے
اتھے اس دضاکے بہوت عاشقان
میسر نہ تھا اُس پری کا دصال
جلکونی بہوت عاشق ہوا ہے سواد
گل اندام کی صورت اس میں لکھے
ہوئے شہر میں بہوت یو گنبد اں
سُنیا شاہ بہرام جیوں یو خبر
جد اچو ہوا تن تے بہرام کا ۲۷۰
کہ عشاق اس پر تے قربان ہے
کہ بن پرتے ہیں جوں تلے
اُسے عاشقاں دیکھ کر تے شرن
کیا میں ہے تعریف کوئی حور کا
خدا محسن اس کون دیا تھا تمام
اُسے یک دریچہ آتھا دل پسند
مکھ اپنا یو عالم کون دکھلا کو جائے
گنوا عقل حیران مطلق ہوئے
انکھیاں تے اُہو کے شرابے چلے
کہ اُن کا نہ تھا نام ہو رنج نشاں
کہ ہر کوئی دھرتے اتھے چپ خیال
بندے ایک گنبد جو آسمان اُد
اسے دیک جنوں کے نمنے جھکے
دیوانا ہوا دیک کر آسماں
ہو بیتاب تھیں پر پڑیا بے خبر
کیا شہر کاں ہے گل اندام کا

لہ کا بی = کیلے کے درخت کا تناٹہ باٹ : راستہ ۲۵ ب : پلے ۲۶ ہیں = پھلی
۲۵ ب : بی = بھی ۲۶ چرن = پیر ۲۷ ب : دیکھ ۲۸ شرن = قدم
۲۹ ب : حور ۳۰ ب : سور ۳۱ الف : ندارد ۳۲ ب : اڈ کھڑکی میں ہر عید کے دیس آئے
۳۳ ب : محل کے تلے ۳۴ ب : شرارے جھڑے ۳۵ ب : کوئی کرتے چپ اس کا خیال
۳۶ نمنے : کی طرح۔

نوٹ : شعر نمبر ۲۳ تا ۲۵ کسی تسماع کے باعث ہاشمی کی مثنوی میں پائے جاتے ہیں۔
دیکھئے : دکنی کی تین مثنویاں، از محمد علی اثر ۲۱ تا ۲۴

رفتن شاہ بہرام بشکار گاہ و در افتادن از لشکر

سورج کا اُڑیا باز جیوں پنک مار
مُبدل ہوا مشک کا فور سوں
صلابت سے کشور بخت ور
سلاطین سارے بندھے صف تمام
کہایوں کہ شاہ جہاں نگیر توں
جے سر کی سوئے ہے جہاں گیر کا
رضامنج کوں دیدے تو کھیلوں شکار
سُنیا شاہ سو بہوت دلگیر ہو
کیا یونکے بہرام سُن یو بچن تے
”جلوئی جا کو جنگل میں کھیلے شکار۔ ۲۸“
نصیحت اُول بول کر اس دُضا
جہاں رو پٹیا پر ہوا شہ سوار
نفیریاں و بر غم سو بجنے لگے
دیا شاہ بہرام کے تئیں رضا
جلو میں پیادے چلے ستو ہزار
دما میں لگن تیں گر جنے لگے

۱۔ الف: عنوان ندارد ۲۔ اُڑا ۳۔ پنک: پنکھ (پیر) ۴۔ رین: اندھیری رات
۵۔ ب: بھرے صف تمام ۶۔ ب: جہانگیر کا / پنخیر کا ۷۔ سر کی سوں = سر کی سوگند (قسم)
۸۔ شکار ۹۔ ب: دیوے تو ۱۰۔ ب: ہرن یا گ مار ۱۱۔ ب: پنخ ۱۲۔ ب: یونکے
۱۳۔ ب: سہو کا تب (بچن) ۱۴۔ نظامی گنجی ۱۵۔ ۲۸ (غالباً نظامی گنجی کی مثنوی ”ہفت پیکر“
کی طرف اشارہ ہے جس میں ”بہرام گور“، ہیر و ہے، ۱۶۔ ب: جا کو کھیلے گا پھر شکار۔
۱۷۔ ب: ہووے گا شہریار۔ ۱۸۔ ب: پیما ۱۹۔ سامنے ۲۰۔ ب: نفیراں و باغوم (نفیری) بر غم۔
دما: ب: باجوں کے نام) دما = نقارے۔

او چودا برس کا اٹھانیک نام
 لگن پر ترنگ کے دے چاند جیوں
 ہوئے پیت سوں نہ کے ترکی سوار
 روانہ ہوا او شبہ نوجوان
 یکا یک جنگل میں جو بار اٹھیا
 کہ یک باگ پیدا ہوا سہم ناک
 دیکھا شاہ بہرام جیوں باگ کوں ۲۹۰
 پکڑ حلق یک ہات تے داب کر
 چیم کا اٹھا چاند اُس کا غلام
 سپاہی اٹھ گردتاریاں کے تیوں
 ترنگاں پوجشی چڑے یک ہزار
 چھتر سر ہور موں بودے کرناں
 بڑے زور سیے دھلا را اٹھیا
 دینجیاں تے سٹا اٹھا گن شوفاک
 اتر کر ترنگ پرتے ہو آگ شہ تیوں
 کہ جیو شیر ہونٹ اپنا چاب کر

شیر کشتن بہرام گور در شکار گاہ

دیا کھینچ سینے میں بہرام یا نکٹ
 ہوز خم تے اُس کے بھرنے لگیا
 جون او باگ ادڑا زمین پر پڑیا
 یکا ایک پیدا ہوا ایک ہرن
 جہاں روپما کوں او بہرام گور
 ہو اغیب یکبارگی او ہرن
 دیکھیا کھول کر آنکٹ بہرام شاہ
 کلیجا ہو باگ کا پھانک پھانک
 دل اس کا ہو پانی پجرنے لگیا
 گنگن کا اسد تھر تھرا گر پڑیا
 او جنگل میں مقبول ہو من ہرن
 کیا دب پڑیا بہوت لشکر تے دور
 رہیا شاہ جنگل نے ایک تن
 نہ لشکر نظر تل پڑیا ناسپاہ

۱۔ پ: اٹھا چوداں چاند اس کا غلام ۲۔ ب: یوں ۳۔ پیٹ ۴۔ صبح سویرے -
 ۵۔ بار: تیز آندھی ۶۔ دھلا را = دھول اور مٹی کا طوفان (بھکڑ) ۷۔ خوفناک ۸۔ گنگن =
 گنگن ۹۔ آگ: ب: کلیجا گیا باگ کا پھاٹ کر۔ ۱۰۔ خجریا کٹار = جس کا پھل خمدار
 ہوتا ہے ۱۱۔ ٹکڑے ٹکڑے ۱۲۔ الف: جیوں ۱۳۔ ادڑانا = غصہ میں چلانا ۱۴۔ گنگن کا
 اسد = ایک آسمانی برج (اسد) ۱۵۔ ب: جنگل میں وحشت کے ہونے ہرن ۱۶۔ پ: پامانکوں
 ۱۷۔ یک تن = تنہا

و صحرا میں چھ دیس پھرتا تھا ۳۰۰ دیس ایک صحرا میں ڈونگر سیاہ
 چھٹے دیس بعد از دیس ایک راہ ۳۰۰ دیس ایک صحرا میں ڈونگر سیاہ
 شہنشاہ کیادل میں ڈونگر پوجاؤں ۳۰۰ دیس ایک صحرا میں ڈونگر سیاہ
 چلیا شاہ بہرام ڈونگر اُدپر ۳۰۰ دیس ایک صحرا میں ڈونگر سیاہ
 فلک اپنے داتاں میں انگلی لڑیا ۳۰۰ دیس ایک صحرا میں ڈونگر سیاہ
 شہنشاہ نے صبح تا شام لگ ۳۰۰ دیس ایک صحرا میں ڈونگر سیاہ
 دیکھا ایک گنبد پہنٹر کے اُدپر ۳۰۰ دیس ایک صحرا میں ڈونگر سیاہ
 گنگن کے من تھا او گنبد بلند ۳۰۰ دیس ایک صحرا میں ڈونگر سیاہ
 او گنبد کے نزدیک بہرام آ ۳۰۰ دیس ایک صحرا میں ڈونگر سیاہ
 نول شاہ دروازہ کھولیا دلیر ۳۰۰ دیس ایک صحرا میں ڈونگر سیاہ
 او گنبد نے ایک مورت اتھی ۳۰۰ دیس ایک صحرا میں ڈونگر سیاہ
 اُسے شاہ بہرام نے دیک کر ۳۰۰ دیس ایک صحرا میں ڈونگر سیاہ
 دیکھا پیر ہمدرد ہے نوجواں ۳۰۰ دیس ایک صحرا میں ڈونگر سیاہ

افتادن شاہ بہرام

بزاں اٹھ کھڑا ہو کر نزدیک آ ۱۸ لگیا دیکھنے شاہ کا مہوں بھا
 اُچا سرزمین پر تے بہرام کا ۱۸ لگیا اپنے زانو پو بڈ نام کا
 انجو کا کلاب اُس کے مہوں پُرسٹیا ۱۸ لگیا کھول اُنکھ بہرام اٹھیا

۱۸ ب: اد جنگل میں ۱۸ ب: یک تا تھا و پکٹا تھا

۱۸ ب: چھٹے روز بعد دسی ایک راہ ۱۸ ب: جنگل ۱۸ ب: کہا ۱۸ ب: تہی تہی (تو بھی)
 ۱۸ ب: انگلی لڑنا = انگلی ڈاتا ۱۸ ب: نے ۱۸ ب: باب نے دکیں دک (پر = پار) ۱۸ ب: پہنٹر
 ۱۸ ب: بہار ۱۸ ب: اشعار مقدم و مؤخر ۱۸ ب: چاروں کوں = چاروں سمت ۱۸ ب: بیٹھیا ہے گنبد
 ۱۸ ب: پیر ۱۸ ب: کہ مقبول ہو پاک صورت اتھی ۱۸ ب: اُٹھ ۱۸ ب: اُپرال = اوپر
 ۱۸ ب: اوٹھ ۱۸ ب: بھا ۱۸ ب: پر ۱۸ ب: بڈ نام: نامور ۱۸ ب: کنول اُنکھ بہرام اٹھیا

کیا یوں بڑھا شاہ بہرام کوں خرابے میں آیا ہے توں سود کیسے
 خرابے میں آیا ہے توں سود کیسے برساتے ہوں ڈونگر میں آزادیں
 کہ دیکھیا نہیں آدمیں زاد کیسے دیا یوں بڑے کوں یو عاشق جواب
 توں گنبد تے آتا نہیں بھاری کسے اول شاہ بہرام روئے حساب
 ۳۲۰ انجو ڈھال کر اس نیکو نام کوں یو قصہ کہوں کیا کہ لے ہے دراز
 حکایت منے میری ہے بہوت راز اول یک بڑھا بہوت مطلق ہوں میں
 اُپر تے بلایو کہ عاشق ہوں میں وطن ہے میرا اصل ترکستان
 یو ڈونگر بولا یا خدا ناگہاں وطن میں آپس کے میں تجارت تھا
 بھریا مال تے میرے بلغار تھا اتھے مال تے بھر کوشتی ہزار
 میں سوداگراں میں اتھا مالدار میرا مال ٹوٹے تو کچھ ناسرے
 کروں کیا کہ طالع مرے تھے بڑے جیوں آیا میں قیصر کے شہر میں
 کہ ویسا نہ تھا شہر کیں دہریں عمارت دیکھیا ایک آسمان جیوں
 اُسے ایک دریا سربایاں جیوں گل اندام تمام ایک ہے استری
 نہ جانو کہ میں کون ہے او پری کہ ہر عید گھر میں تے آتی ہے او
 جواں مار عالم کوں جاتی ہے او دیکھیا اس کوں یک روز ناگاہ میں
 دواتا ہوا دینچ اے شاہ میں

۱۔ بڑھا ۲۔ سود کیا ۳۔ کیا فائدہ (ب: جو دیکھا) ۴۔ ب: پو ۵۔ ب: ہو بے حجاب
 ۶۔ ب: او ۷۔ کیوں ۸۔ ب: کرنی ہے دراز ۹۔ ب: حکایات میں ہے ۱۰۔ ب: بہوت
 ۱۱۔ ب: ترکستان ۱۲۔ ب: مال تے بلغار میرے بلغار تھا (سہو کا تب) ۱۳۔ ب: اتھے مال لی بھر کو
 ۱۴۔ ب: کشتیاں ہزار ۱۵۔ ب: نامدار ۱۶۔ ب: ختم ہونا ۱۷۔ ب: میری تھی بُری
 ۱۸۔ ب: نہ تھا ۱۹۔ ب: میں ۲۰۔ ب: سربایاں ۲۱۔ ب: آفتابی چھری ۲۲۔ ب: ایک ہے جو استری
 ۲۳۔ ب: گھر ۲۴۔ ب: ہر عید کے (دن میں) ۲۵۔ ب: دینچ

یو گنبد بند یا خرچ کر لی رتن
 خیالی کیا مج کوں اس کا خیال
 پس دل میں تے کھینچ کر ایک آہ
 مجھے عشق میں آزمانا ہے توں
 خدا جانتا ہمیشہ پانی نہ پیوے
 مجھے دے خبر پیر ادھاٹ کا
 کہ توں ہے بڑا دھاٹا دکھلا مجھے
 گوناں بادشاہی ہوا ہوں فقیر
 ہوا باپ کا ملک منج پر حرام
 پھر کر دیا ادب دھایوں جواب
 نہ دسریاں کے تیوں گونگی جاہل ہے توں
 کہ اُن کا کہیں بات انبر یا نہیں
 ننگے پاتوں سوں پھر کے تلوے پھلے
 وہ قصور کے بات سیسے ترے
 توں نزدیک جا یا پ کے پھر کر
 گل اندام کے باپ کوں بے جواب
 لگیا پیچ کھلنے کوں زنجیر ہو
 کہ لشکر میرا بیچ ہے رنگ زرد
 مجھے سوں ہے اُس باغ کے سیر کی ۳۰

یو دو نگر ہو آکر کیا میں وطن
 میسر نہیں کج شہنشاہ وصال
 حکایت بڑے تے سنیا جوں اوشاہ
 کیا یوں کہ اے مرد دانا ہے توں
 بغل میں گل اندام کوں تانا لیوں
 گل اندام کے شہر کی باٹ شمع
 توں ہادی ہے باٹ دکھلا مجھے
 دونا ہوں میں اس پری کا لے پیر
 گل اندام کے عشق بن نہیں ہے کام
 کیا شاہ بہرام جیوں یو خطاب
 کہ اے شاہ بہرام عاقل ہے توں
 بہوت شاہزادے کوں دکھیا ہو میں
 دوانے ہو پھرتے محل کے تلے
 جگہ کی آرزو اُس پری کا کرے
 اے بہرام کہ رحم اپنے اُد پر
 سنگات اپنے لشکرتوں لے بے حسا
 سنیا سوچ بہرام دلگیر ہو
 میں عاشق ہوں سنتا ہے اے پیر مرد
 مجھے سوں ہے اُس باغ کے سیر کی

۱۵ ب: کہ ڈونگر ۱۵ ب: خرید کر

۱۶ ب: پیچ کوں اس کا وصال ۱۷ خیالی = مجھوں ۱۸ ب: پیر دانا ۱۹ اڑاٹھ ب: پیر

۲۰ ب: کاں = کہاں ۲۱ ب: کاں ۲۲ ب: گنوا ۲۳ ب: ہوا میں فقیر

۲۴ ب: مجھ ۲۵ ب: گونگہ = گونگا ۲۶ ب: شاہزادوں ۲۷ ب: اُن کے نہیں بات

۲۸ ب: شہر ۲۹ ب: اس پاک کے

میرے ہات میں اوپری آئے باج
 منجے باٹ دکھلا ارے پیر توں
 بدھا شاہ کے تئیں دیا یوں جواب
 چھہ ہینے کی ہے باٹ دریا تلک
 ہوئے واں تے کشتی اتر تے توں سوار
 تری ہو خشکی پوکوئی یوں چلے
 بڈے پاس اس رات تڑہ دس دس
 روانہ ہوا پیر کوں کرو داغ
 شہنشاہ بہرام نے یک غزل
 رکھوں نا میں اپنے سر ابراج تاج
 نہ کر ج کوں اے پیر دلیگر توں
 لگن پر ہے توں عشق کے آفتاب
 اگر یاں تے جا دے کھیں نا ہلگ تے
 چھہ ہینے کوں انپر طے ادکشتی کنار
 تو قصور شہ سات شہبکی طے
 گل اندام کے غم سوں بدلا کو بھیس
 لگن پر جو دیکھیا سورج کا شعاع
 کیا اپنے احوال کا بے بدل

غزل گفتن شاہ بہرام

میرے شہرتے یا رخسار گیا۔ ۳۶ برہمن ہو زمار خا طر گیا
 پیالے تی دل کا ہو گھوٹ کر میں ویا رخوں خوار خا طر گیا
 یو دریا منے غم کے اے دوستان میں اُس دُر شہو اُڑ خا طر گیا
 گل اندام بن کوئی غم خوار نیں میں او یا ر غم خوار خا طر گیا
 میرے باپ کوں بول اے باؤ توں کہ بہرام دیدار خا طر گیا

اقبادین بہرام در بند پریاں دشتی کردن یاد یوسیاہ

کیا کھوں راوی شمع کر۔ یو راز کیا جیوں کہ نوعی (ہے) "سوز و گداز"

لے ب: بوڑھا لے ہلکا = دل لگاتا۔ لے الف: پر لے ب: پوگریوں چلے لے فوراً
 لے دوسرے دن لے ب: یو۔ لے ب: شاہوار لے مخطوطہ "ب" میں یہ عنوان شعری
 درج درج ہے لے ب: سمجھ کر یو بات لے نوعی خبوشانی کی مثنوی "سوز و گداز" دیکھیے
 تعلیقات) مرتبہ امیر حسن عابدی، دہلی۔ -

”جکوی رنج کھینچے اُسے رنج ہے کہ دیاں میں کال گنج بے رنج ہے
 بلاسیں جکوی صبر دہرتا ہے کہ او عاقبت کام کرینا ہے“
 کہ جیوں ایک مہینا چلیا بادشاہ دسٹی شاہ بہرام کوں ایک راہ
 یکا یک نظر تل پڑیا ایک باغ کہ فردوس تھا اس کے رشکاں تے داغ
 رزگارنگ پھولاں ہے چمنے چمن ۳۷۰ چنبیلی و چپا شینوتی یا سمن
 اتھے سرو چارو چمن میں بلند چنبیلی و موزدر ہو ر دل پسند
 و گلشن میں لی حوض خانے اتھے کہوں کیا کر لی کالوے اتھے بہتے
 ہر یک حوض تے اشک گلستان میں قوتارے اچھلتے تھے آسمان میں
 اتھا باغ میں یک سُنے کا محل جھکتا سورج کے نمن جہل اجہل
 محل کوں تنہا یک در چیم اتھا کھلا گاہ ہو ر گاہ موخچا اتھا
 جرت کا اسے ایک دروازہ تھا کہ جنت کوں شداد کے وانہ تھا
 اتھے بھائی اُس گھر مئے چھے بڑے جکوی ان کو دیکھے تو دیں بھل مرے
 سمن بو لکر ایک نہنی بھان تھی کہ او بھان نین جیوں چندر بھان تھی
 بڑے بھائی کا نام صیفور تھا جگت کے پریاں میں او فغفور تھا
 دو جے بھائی کا نام شماس تھا ۳۸۰ کہ تلوار اس کا سو الماس تھا
 اتھاناؤں صیفور یک بھائی کا کیجا اتھا او جی ملے مانی کا
 اتھا چارواں بھائی قسطل نام اتھا پانچواں بھائی کانام سام
 جیٹا چھٹے بھائی کانام تھا سپاہی بڑا او نیکو نام تھا
 او مردی میں ہر ایک رستم اتھے نہ تھے کس کس کے میں او تھے آپ سے (کذا)

لے کاں = کہاں لے ب: دہرتا ہے لے ب: باٹ شاہ لے دسی = نظر آئی وہ شکا تری (ر)
 ندارد = ہو کتابت لے ب: سینوتی (شینوتی) لے ب: اتھے سرو کے بھاڑ لے ب: دموگرا
 ہو ر دل پسند لے ب: بہتے اتھے لے ب: ادس لے موخچا = بند (موچنا = بند کرنا)
 لے ب: سونے کا لے ب: بھل مرے = حسد سے مرجائے لے بھلی پڑھے لے سورج لے نا
 لے ب: اسامس (سہو کتابت: الماس) لے ب: قیطور لے جن = جی لے ب: قتال لے ب: شام
 لے ب: کئی میں اتھے آپ سے۔

کہتر کھیلے جاویں ہر دم شکار
 سمور ایک دروازہ کے بھاڑ تھا
 وہاں ایک دوکان عالی تھا
 او دوکان میں شاہ بہرام نر
 اول بھاڑ کوں باند اپنا ترنگ
 سمن بود ریچے میں تے کھول کھیا
 شاہے او دوکان میں بے خبر
 دلار اکردانی کا ناؤں تھا
 کہی مائی توں بھاڑ تک جا کو دیک
 اسے پوچ توں کون ہے اے جواں
 پریاں کے توں اس باغ میں کی پریا
 کہ توں بہوت مقبول ہے اے چندر
 جنگل تے اوچھے بھائی جیوں آئینگے
 اول دانی سوں کر پری بات بول
 گلاب اول غبر ملا سات میں
 چلی بات میں دانی لے جام کوں
 شہنشاہ کے نزدیک بیگ دانی آ
 ادب سوں کری دانی شہ کوں سلام
 ہرن ہو رچیل مار لاویں ہزار
 اوچھے بھائی کوں بیٹھے ٹھار تھا
 او اغیار تے بہوت خالی اتھا
 اتھا بہوت ساٹھا گھڑی بیٹھ کر
 سٹارٹ اپس کے سرانے فرنگ
 ۳۹۰ بھاڑ دیکتی ہے تو یک شہ جواں
 بلادانی کوں بھیج دی اد سندر
 جھکتا مکھ اس کا جیوں جام تھا
 شاہے سود دوکان میں مرد یک
 دیا کون اس ٹھار تچ کوں نشاں
 دیوٹے توں اس ٹھار کی سپڑ یا
 مئے رحم آتا ہے ترے او پر
 تچے ایک ایک بھاڑ کر کھا ئینگے
 براں ایک گانے میں ابو تچ گھول
 دیئے ایک دانی کرے بات میں
 کہ جیوں بھاڑ جاتی ہے کوئی کام کوں
 اُسے نیند میں تے اھلوں دی جگا
 کیا شاد بہرام علیک السلام

۱۔ کہتر: ب: کھتر؟ ۲۔ سمور: سامنے ۳۔ ب: سمینو کے دروازے پر بھاڑ تھا ۴۔ تھکا
 ہوا ۵۔ گھوڑا ۶۔ رک سٹنا ۷۔ رکھ چھوڑنا ۸۔ فرنگ ۹۔ ب: سوتا ہے شہ: ب: بولا
 ۱۰۔ ب: نام ۱۱۔ چاند ۱۲۔ ب: دانی توں بھاڑ (باہر) ملے جا کہ دیک (دیکھ) ۱۳۔ ب: او
 (اس) ۱۴۔ ب: پوچھ ۱۵۔ کی ۱۶۔ کیوں؟ ۱۷۔ ب: جواں لے ۱۸۔ ب: جیوں چندر ۱۹۔ کا نسہ:
 = برتن (ب: کاشے میں) ۲۰۔ ابو تچ = مصری ۲۱۔ ب: ہو ر ۲۲۔ ب: کری کے ۲۳۔ ”کئی“
 پڑھے ۲۴۔ ب: جیوں ۲۵۔ ب: ہلوں دین جگا رو ہیں پر دھیرے سے ہوشیار کر کے ۲۶۔ ب:
 شہ کوں دانی سلام

تواضع دیا دانی کوں شہ جواں
 سمن بوجھ کئی سو لو ماہ کوں
 پھر کر دیا یوں شہنشاہ جواب
 اگر جن کا لشکر جو آوے ہزار
 میرے ڈرتے سنتی دلارا دلیر
 میں نہنواد ہوں کر نکو دیک یاں
 دلاراسویوں بول شربت پیا
 یکا یک نظر تل محمداراد سیاہ
 بھانے لگیا شہ جواں اُس طرف
 اتھے او بڑے سرو کے تیوں بلند
 سپاہی کر رن میں اور ستم اتھے
 شہنشاہ بہرام صاحب جگر
 ہلینیں او جاگے ستم شہر دل
 جواں ایک دیکھے بڑے دُور تے
 حیطاکوں صیفور اشارت کیا
 اول پوچھ آدم ہے توں یا پری
 اُسے بول اس بھار آیا ہے کی؟

دلارا رکھی شہ کے نزدیک خواں
 دلارا زباں کھول کئی شاہ کوں
 دلاراکوں غصے سوں او آفتاب
 سٹونگا مونڈیاں کاٹ کر میں قطار
 گوئے میں تے نیں بھار آتا ہے شیر
 پوچھے بھائی کوں مارتا ہوں جواں
 بزاں شاہ بہرام چپ کر رہیا
 وجھل منے باؤ باراد سیاہ
 اوچھے بھائی پیدا ہوئے باندھ صف
 اتھے بہوت مقبول ہو ردل پسند
 کیس اتھے دیک کوئی نیں کم اتھے
 دیکھیا دُور تے ان کوں کوری نظر
 بجر کا کلیجا، بجر کا ہے دل
 کہ مقبول ہے چاند ہو سور تے
 شکار آج کا بھائی تیج کوں دیا
 غصے تے چھوٹے ہے منجے تھر تھری
 دیوانے ارے سُد گنوا یا ہے کی؟

۱۔ ب تو وضع ۲۔ الف: شاہ جواں ۳۔ ب: دلارارکھی شہ کے نزدیک۔
 خواں۔ الف: کرم خوردہ ۴۔ الف: شہنشاہ ۵۔ سٹونگا = چھوٹا سٹونگا ۶۔ مونڈیاں = منڈی،
 جمع منڈیاں ۷۔ گوئے = گواہ: پکھار، شہنشاہ ۸۔ بہار = باہر ۹۔ نہنواد = پست قد ۱۰۔ بول
 الف: ندارد ۱۱۔ دھول اور مٹی کا طوفان ۱۲۔ باو بار = تیرا ندھی ۱۳۔ ب: شاہ جواں
 ۱۴۔ ب: سپاہی منے او ۱۵۔ الف: کرن میں: کہ: رن میں = جنگ کے میدان میں ۱۶۔ ب:
 او، ندارد ۱۷۔ صاف طور سے ۱۸۔ نمہ "ب" = شہر ندارد ۱۹۔ جگہ ۲۰۔ بجر = پتھر ۲۱۔ سورج
 ۲۲۔ ب: اُدے۔ ۲۳۔ کی کیوں

دو نوہات ہو رہیوں کوں باند کر ۴۴ اُچا لجا بھائی گھر کے بھیتر
 حیطا کوں صیفوریوں بول کر ۴۵ سٹیا گھر میں جا کر کمر کھول کر
 حیطائی نزدیک آشاہ کوں ۴۶ لگیا پوچھنے یوں اوجم جاہ کوں
 توں اس ٹھار آیا سوچے کیا سبب؟ ۴۷ تیرا نام کیا ہے ہو کر کیا نسب؟
 کیا شاہ بہرام عاشق ہوں میں ۴۸ نہیں عقل مجذوب مطلق ہوں میں
 بڑا آگ ہو کر بھکیٹ لیا ترنگ ۴۹ بیاہات میں شاہ عالم فرنگ
 بڑا گزیک شہ کے سر پر دیا ۵۰ شہنشاہ اچا اپنے سر پر لیا
 سٹیا اوزیک گز قوت سے ۵۱ سپر شہنشاہ کے ادا دیتے
 ہوا ضرب سے تے دہ سپر جوڑ چور ۵۲ پری کی طرف شاہ بہرام گھوڑ
 کمر بند میں دھربات دم سیند کر ۵۳ بچھاڑیا زین کے اوپر گیند کر
 کمند اپنے بازو تے بہرام کا ۴۴ حیطا کوں باندیا ملا وینج بھاڑ
 کھڑا ہو رہا شاہ بہرام شیر ۵۴ فرنگ اپنے باتوں میں لے کر دیر
 چلے سوں ہر یک بھائی شہ سوں لڑے ۵۵ ولے بہوت عاجز ہو گئیں پر پڑے
 شہنشاہ نے کاڑ اپنا کمند ۵۶ اتو کوں اسی چھاڑتے بند بند
 پوقصہ جو دیکھیا سو صیفور نے ۵۷ ایس دل تے کھینچ آہ مغور نے
 اُچھل پڑ کو جا گے تے اپنا پڑیا ۵۸ لگیا شہ کوں ہو دیکھنے گھاہرا
 دیکھے کیا کی بیٹھا ہے خون جگر ۵۹ او بھایان کو بھاڑتے باند کر
 پڑیا آکو بہرام پر ۱۹۰ ہتی ۶۰ کہ جیوں آگ میں آکو پڑتی سستی

۱۹۰ نسخہ الف: شعر ندارد ۱۹۱ ب: ناؤں ۱۹۲ ب: پڑیا آگ ہو کر ڈھکلیا ترنگ ۱۹۳ بھکیلیہ
 : ا ۱۹۴ بھکلیا ۱۹۵ ترنگ: گھوڑا ۱۹۶ ب: شاہ عالی ۱۹۷ ب: شہنشاہ اپنی سپر پر لیا ۱۹۸ ب:
 کے ڈھال تھے ۱۹۹ ہتے حیطا کو ہاتھی سے تشبیہ دی ہے ۲۰۰ ب: سے لے گھوڑ =
 گھوڑا سے (غصہ سے دیکھا) (نسخہ: پری کی طرف دیکھ بہرام گور) ۲۰۱ الف: کمر بند میں
 ہات سٹ سیند کر ۲۰۲ دم سیندنا = ساری قوت یکجا کرنا ۲۰۳ وینج = وہیں۔
 ۲۰۴ نسخہ الف ندارد ۲۰۵ ب: نے کھینچ اپنا ۲۰۶ ب: کہے جھاڑ سوں بند بند ۲۰۷ کو جگہ سے۔
 ۱۹۱ ہتی: ہتی: ہاتھی ۱۹۲ سستی: شوہر کی چتا پر جلنے والی ۱۹۳ ب: اگر بہرتی سستی۔

نود گز پری کا اتھا قد بلند
کھنڈی کا بڑا گرز فولاد کا
اول گرز سر برتے اپنے پھر ۱۵
جو او گرز دیکھیا سو بہرام شیر
مقابل ہو بہرام دُش کر ترنگ
سورج نے او تر وار دیکھے اگر
کیا بات پر بات یوں دم بدم
زمین پر تے پھر اُٹھ کو حملہ کیا
پڑیا چونکہ دیکھیا مٹی میں بُرج
دوانا ہو قوت سے ایک جھاڑ
پسر پر یا شاہ نے جھاڑ کوں
کئے بہوت حملے ایس میں آپے
کیا بہوت صیفور نے جمنہ بند ۱۵
سرگ لہ جیوں کہ کھینچا او بہرام شاہ
اسی جھاڑ سیٹے پھوٹے بندیا
خدا کا اول ناؤں لے بے دریغ
او چھ بھائی کا سر منگیا کاٹنے

اتھا ایک ڈونگر کے غنے سمت
کہ ہتھیار تھا اس پری زاد کا
شہنشاہ کے سر پو مار یا بڑا
پسر پر لیا ضرب اپنے دلیر
پری کے سر پرال مار یا فرنگ
سر پرال کھینچے لگن کا سپر
پڑیا بھٹیں پر صیفور ہو کر بندم
او میدان میں گرز ٹٹ لہ کر پڑیا
زمین کے اوپر ٹٹ کو اونا سنج
سٹیا شاہ کے سر پو بھٹیں تے اپاڑ
جو رستم اٹھایا ہے جو لے پاڑ کوں
یکس کوں یکس زیر کرنے چے
چکا کر لگے میں سٹیا شہ کند
پڑیا بھٹیں پو صیفور نے مار آہ
سینا چھوٹ صیفور نے لہو چندیا
کر میں تے کھینچ اپنے بہرام تیغ
کہ داتاں ڈھونٹاں لگے چائے

لہ نود گز (۲۴۰ فٹ) لہ سمت: گھوڑا (ب: کندہ ہو کتابت) لہ کھنڈی = سادی میں من
(ایک من برابر ۴۰ سیر) لہ ب: شہنشاہ مقابل ہو د ب کر ترنگ لہ د ب کرنا = اڑھ لگانا۔
لہ ب: کھینچے۔ لہ بات پر بات مارتا = وار پر وار کرنا شہ بندم = بے دم لہ اٹ کو = اٹھ کر لہ
ٹٹ کر = ٹوٹ کر لہ پر یا = پر یاں لہ چھوٹ کر لہ سٹیا = دے مارا لہ اپاڑنا = کھسٹنا (دور بہ
میں "اُپٹنا" آج بھی بولا جاتا ہے) لہ ب: جیوں بہاڑ کوں = جیسے بہاڑ کو لہ ب: اسی تے آپے
لہ کیس کوں یکس زیر کر میں چھ لہ چو کا کر = نشانہ خطا کرنا لہ برگ = ترسی لہ ب: کھینچ آہ لہ
ب: پھوٹے بندیا = ہاتھ پیچے کی طرف باندھ دینا لہ ب: سینا چھوٹ کر صیفور نے لہو چندیا (لہو بھینچ لگا)
لہ الف: دراں تے (دھو کتابت) لہ ب: لگیا چائے۔

سمن بو بھرو کے منے مار ہانک
 اگر باپ کا پند بسریا نہ شک
 تجھے یاد نہیں کچھ شہ سر بلند
 میں اس وقت پر شاہ حاضر تھی
 کیا رحم کر زیر دستاں اوپر
 کری بات جو شہ سوں او جو نے
 اگر چہ ہمیں سب گنہ گار ہیں
 ہمارا سنا اے یاد شہ بات توں
 ہوئی گئے چھ او بھائی تیرے غلام
 اُسی وقت دے شاہ سو گند پند
 دعا کر پڑے پانوں پر شاہ کے
 ہو دل شاد صفور بولیا پکار
 طلب کر پر یاں ساتو آسمان تے
 عمارت کے اُپر ال ہو کر سوار
 پر یاں غلبا جوں سُنیا کان تے
 نیکیں کے نعل میں صراحی شراب ۴۰
 تینو را بجاتی اتھی یک پری
 کھڑی یک پری ہات میں لے کو چنگ
 شہنشاہ کوں بولی نکو مار بانک
 نکو توں پسر شاہ حق نمک
 دیا تھا سودیوان خانے میں پند
 غلطی میں میری بات چھتر پتی
 نصیحت تجھے باپ کی یاد کر
 کیا یوں زباں کھول صیغور نے
 تیرے رحم کے شہ امیدوار ہیں
 کر اس بند تے شاہ آزاد توں
 کرینگے تجھے ہات بند کر سلام
 دیا چھوڑ کر ہات تے کھول بند
 چھ او بھائی اس شاہ حجاہ کے
 اے قمطال جا شہر سار سنوار
 پڑے پانوں آکر سلیمان کے
 کہ جوں باگ قمطال مار یا ہنکار
 اتر آئے کھنٹی لاک آسمان تے
 یکس کے دُور ہاتاں میں ناب رباب ۴۰
 غزل ایک پڑتی اتھی سرسری
 خوش آواز تھی یک پری جیوں زنگ

لے ب: ہانک مار / ہانک مار دہانک مارنا = آواز دینا) شہ بانک = خنجر گولائی دار، خنجر
 کٹار شہ پسرنا = بھولنا (مراٹھی) شہ ب: حق ہم نمک شہ ب: یاد کچھ ہے شہ ب: شاہ۔
 شہ ب: داد توں شہ ب: ہوئی گئے او چھ بھائی شہ ب: ساتوں شہ ہنکار = شہری دھاڑ۔
 لے الف: غلبا؛ سہو کتابت لے ب: اتر آئے سب سات آسمان تے لے لاک = لاکھ
 (نک پڑھے) شہ ب: دہات میں یک یک رباب شہ ظنبور (ایک ساز) لے الف: پری
 جیوں نہنگ (زنگ، گھنٹی)۔

جلاوے کینے برکھی ہے ہو رعود
 ہواتے پریاں آئے کئی لکے اتر
 سمن بو کھڑے ہو سکھیاں سنگات
 بڑے مول کے خوب نخل منگانی
 فراشاں کو بولے بھانا بھناؤ
 سنے جوں سمن بوتے فراش بات
 صدر پر رکھے تخت لا پانچ کا
 صراحی مڑے کی لابیقیاس - ۴۸
 سنے کے رکھے مجراں بے شمار
 محل میں اتھا حوض خانہ پھل
 بھرے تھے تمام اس میں کسر گلاب
 کروں کیا میں تعریف اس باغ کا
 اوجھاڑاں کے ڈالیاں اد پر پات
 اد باغ ارم کے نن باغ تھا
 کھڑا ہو کو صیفور نے نیک نام
 کیا یوں میرے گھر میں آباد شاہ
 میرے گھر کے سارے سنے ہو ر بڑے

کھڑے ہو کو یک بھیجی تھی درود
 جگت پر سٹے بھانپے پر کھول کر
 سنوارے محل بیگ نے ہات ہات
 عمارت کوں آسمان گیریاں بندانی
 پریاں کے شہنشاہ کا تخت لاؤ
 بھانا بھنا کر اٹھے ہات ہات
 اکھنڈ ہو ر ناز دک یک کاچ کا
 جرٹ کے پیالے چنے آس پاس
 بھرے برکھی ہو ر مشک تار
 فوارے لگن سوں کرے بات اچھل
 بھکتا اتھا حوض جیوں آفتاب
 کر آواز اد پنچا نہ تھا زاغ کا
 رنگا رنگ میوے اتھے سب نبات
 کہ فردوس اُس تے جم داغ تھا
 ادب سون اول شاہ کوں کر سلام
 قدم رکھ منج آنکھیاں پوئل اللہ
 کہ تیرے چرن دیکھنے کوں کھڑے

لے کین = ایک لے برکھی = غیر غیر لے ب: کہ لے لاکھ
 صہ بھانپ = ڈھانپ لے الف = سہیلیاں لے سب ہاتی ہات (ہاتوں ہات) لے آسمان
 گیریاں = ڈیرے دار شایانے لے بھانا = قالین و دریاں لے ب بھانا بھانے سیمی باقی ہات
 لے پاچ = زمررد لے اکھنڈ = سالم لے کاچ = شیشہ۔

لے مجراں = انکھیاں لے خانہ لے زعفران لے ب: اد پنچا لے اتھے جیوں لے جم داغ
 = دانہ رشک لے خلل اللہ = خدا کا سایہ لے چھوٹے لے قدم چرن دیکھنا = قدم بوسی کرنا

سنیا جیوں کہ بہرام صاحبِ جگر ۴۰۰ جہاں روپہا کے چڑھایا پیٹ پر
 روانہ ہوا شہ محل کی طرف سپاہی، پری سب چلے بانہ صف
 قدم بر قدم شہ جو آنے لگے پریاں سب یلا دور جانے لگے
 کے کوئی زمین پر چند رہبان ہے کھے کوئی ہمارا سلیمان ہے
 نزدیک آگودر دوازے کے شاہ نے ترنگ پر تے اُتریا اور جم جاہ نے
 دُعا پڑ لگیاں پھونکنے کوں پریاں خوشیاں سات پھرنے لگیاں چند بھریاں
 بڑے دبدبے سات بہرام شاہ چلیا جا عمارت میں اور کج کلاہ
 صلابت سے بیٹھیا تخت پر انگولی مٹے جیوں کہ تلے بیٹھے کنکر
 پری ایک ساتی ہو جیوں آفتاب پیالے میں بھر کر انگوری شراب
 ادب سوں اُدل شاہ کوں کر سلام پیالے لگیا شاہ نے جھیلنے
 کتی مست ہو راگ گانے لگے ۵۰۰ رومالاں لگیاں و دو پریاں مٹینے
 گھڑی مست اچھے شاہ ہشیار ہوئے منڈل ہو زنبور سے بجانے لگے
 کہے شاہ مستی میں پی کر شراب گھڑی میں پھر ارنگ بیمار ہوئے
 شہنشاہ کوں مست صیفور دیکھے گل اندام کاں تلے ہے ہوادل کباب
 کہ اگر انکر ایک تلے یہاں دیو ہے کیا عرض دھرتا ہوں شہ سوں ایک
 ہمارا اُد دشمن ا ہے نابکار کہ رستم وہی ہو را دیو ہے
 کیا شاہ کوئی جانتا ہے اُورا شہنشاہ کتا ہوں میں تیج سوں پچار
 اچھے اس کوں فولاد کا گر بدن کر رہتا تلے کاں پر دیوے سیاہ
 کیا شہ کوں صیفور ہے ایک چاہ کروں تیج سینے جدا سوں تن
 کہ اس میں رہتا ہے اُودیوے سیاہ کہ اس میں رہتا ہے اُودیوے سیاہ

۱۰۰ سنالہ چڑھایا پیٹ پر (پیٹھ) ۱۰۰ ب: جب چلے ۱۰۰ چاند اور سورج شہ حضرت سلیمان
 علیہ السلام - ۱۰۰ نزدیک شہ پڑھنے لگیں ۱۰۰ ب: باغ و جاہ ۱۰۰ ب: تے شاہ بیٹھا
 ۱۰۰ بیٹھے گوہر ۱۰۰ دیئے ۱۰۰ مٹے ۱۰۰ ڈھولک ۱۰۰ الف: ہوا میں کباب ۱۰۰ دیکھ / ایک
 ۱۰۰ صحیح اطلاع از رع - ۱۰۰ ب: دیو یہاں ایک ہے ۱۰۰ ب: رہتا ابی کاں

مٹیا سو، منگا کر انگوری شراب ۵۱۔ پیاتین دن بیٹھ عالی جناب
 اٹھیا شاہ سودیں کمر باند کر جہاں رو پایا کی چڑیا پیٹ پر
 کیا توں کہ صیفور کاں ہے او چاہ کہ معلوم نہیں مع کون دھلا توں راہ
 جلو میں چلیا شہ کے صیفور نے ولے تاب تیں دیو کوں گھور نے
 چلیا شاہ بہرام دس کوٹس باٹ گھٹا کر اول باٹ اتر ایک گھاٹ
 دیاد در سیتی دھنواں شاہ کوں یکا یک جنگل میں جو اس ماہ کوں
 کیا شاہ بہرام کیا ہے دھنواں اے صیفور دے بائے مع کوں نشا
 دیا شہ کوں صیفور نے یوں جواب سنا ہے سیاہ دیو خانہ خراب
 وودم ہے نکلتا ہے اُس ناگ کا کہ ہشیار نہیں ہے ادنا پاک کا (لڈا)
 جو اس دیو کا شاہ پایا ناں اتر کر ترنگ پرتے اوشہ جواں
 کیا یوں کر اے میرے بھایاں بڑے ۵۲۔ پکڑ کر چھینو بھائی ہو کر کھڑے
 اگر دیو کا یاس پاوے ترنگ چھوڑا لے کو ہاتاں تے جا دے رنگ
 کہا ہو چلیا جلد بہرام شاہ دیا دیو کے سر اُپر کچھ رنگا
 اند ہارادیا باٹ میں بید رنگ اتھاڑا نکلتا اس کوں یک تخت سنگ
 پھر کے تلے ہات شہ کرسٹوں سیاتو قدم دور پھتر گا بلوں
 دیا چھوڑا یں میں شہ کند ہراس کا پھر کے کنارے سو بند
 پکڑ کر کند اپنے ہاتاں میں شاہ سر کتا چلیا بائیں میں کج کلاہ
 رکھیا بھیں پوجیوں بائیں کے پاؤں شاہ گھڑی بیٹھ ایس ٹھار کیتا نگاہ

۱۔ جب اس نے سنا ۲۔ شاہ نے دین ۳۔ کیا اونچے ۴۔ دکھلا ۵۔ ایک کوس ۶۔ تین ہزار پانچ سو
 بیس لڑکی لمبائی (۳۵۲۰) ۷۔ چور راستہ ۸۔ چیل علاقہ ۹۔ سوتا ہے ۱۰۔ بے کرم ہے۔
 ۱۱۔ بے یو ۱۲۔ نسخہ الف ۱۳۔ چھ اشعار ندارد ۱۴۔ ڈھکنا ۱۵۔ ڈھکنا پھتر کے کنارے سو بند۔
 ۱۶۔ بے ۱۷۔ آہنی ہمت ۱۸۔ شاہ ۱۹۔ بے ۲۰۔ باولی ۲۱۔ کنواں (بارو: بڑا: درگہر کنواں = درجہ
 میں آج بھی مستعمل ہے)

نظر تل پڑے چار صفے عجب تراشے اکھنڈ ایک پھترے کے سب
 سنے کار کھے ایک صفہ پر تخت مسامہ ہے اس اُپر ال اود بخت
 بڑا جوں منائے کے اود قد دے ۳۰ ہ سر اُس کا سوجیوں ایک گنبد دے
 ہتی سوں بڑے دانت اس کے اچھے جو کوئی دیکھ اس کوں سورا کشس کہے (کذا)
 بچی کا سوجیوں پاٹ ہر ہونٹ تھا اوجھڑا سو جھڑیاں بھر یا سونٹ تھا
 ڈیاں بات انگلیاں سو بھانٹے اٹھے بھواں اُس کے کیکرے کاٹے اٹھے
 اولہ شکل غول بیہا باں جیوں دیکھے ہر کیس کوں شیطان جیوں
 کہ پائے تے تخت کے یک پری بھونڈے بند یاد یو کر ساری
 کہ مقبول جیوں سور چند ر اٹھی جگت کے پریاں میں اوسند ر اٹھی
 پری جیوں دیکھی شاہ بہرام کوں کہی پیار سوں اُس نیکیوں نام کوں
 کیوں آیا ہے رے مر داس راہ میں؟ اے یوسف پڑیا کیوں توں راہ میں؟
 کیا شہ میرا نام بہرام ہے منجے آج اس دیو سوں کام ہے
 پری شاد ہود کر کہی بیگ مار ۵۵ کہ او نیند تے ناگہ ہووے ہشیار
 کیا شاہ توں کون ہے؟ اٹھے پری کہ اس دیو کے بات میں سن پڑی
 توں کیا پوچا شاہ میرا حوالہ بھونڈے منجے بند کیا ہے نڈھال
 پریاں کا میرا پاپ ہے بادشاہ میرا ملک ہے شام اے قبلہ گاہ
 پڑی ہوں میں کی سال تے بندیں آپس گھڑیں تھی گر چہ آسند میں
 میرا نام ہے شہ جہاں آفرور خلاص اُس کے ہاتھ تے نہیں ہوئی ہوز

لہ الف: صوفی (صوفی) ب: صفحہ: صحیح: املا: صفحہ بمعنی چوترا۔

لہ سالم لہ ب: کے ادسب لہ ب: (اولی) پر قدم (ثانی) بد قسم لہ سوتا ہے لہ ب:
 سوتارے کے تیوں؟ لہ ب: ایسا ہے (سہو کاتب) لہ ب: دیکھے سواس کو راکش کہے۔
 لہ نسخ ب: مؤخر لہ ب: اوجھڑیاں بھریاں موں سوجیوں سونٹ تھا (سونٹ: سونٹھ)
 (دھڑیاں: رتکین) لہ ب: ڈھایاں لہ ب: دے لہ ب: بھنواں لہ کیکرے بیوں۔
 مخیلاں لہ دے۔ لہ اوپر لہ بیاں لہ شیطان بلگنا، آسیب زدہ ہونا لہ ب: پائیں
 (باقی اگلے صفحہ پر)

کیا دل میں شہ جیت نا ہا ر نا
توکل خدا کے اوپر کر او شیر
بڑا عیب ہے نیند میں مار نا
بڑے زور سے مار نغرا دلیر
چبا اس کے تلویاں میں اپنا خنجر
کیا دیو کوں شاہ اٹھ بے خبر
دیکھیا شاہ کوں دیو سو ہانک مار
کیا گھور کر یوں غصے تے پکار
کر آنے کو نین ٹھانیاں باد کا
ڈٹا کر کیا شاہ بہرام شیر
اٹھیا دیو ہیبت سے تھر تھرا
لگیا دیکھنے جو کدش گھا برا

کشتن شاہ بہرام دیو سیاہ را در چاہ

اٹھا کر بڑا پر تر م کا پھتر
سپہر شاہ بہرام سر پر لیا
کیا شاہ کوں دیو نے کر غور
غصے تے کیا شاہ نے دیو کوں
خنجریں تجھے دیو اس کام کا
کے دیکھیا نہیں تیغ بہرام کا

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

الف نسخہ الف: بند دیو کی ساحری الف: میں سمندر اٹھی (سہو کا تب) الف: آئے یوسف
الف "کر" ندارد الف: آئے الف ہاتھ سپڑی، ہاتھ لگی الف: بکھی کیا مجھے پوجنا۔
الف حوال، پڑھے الف: یک سال سو الف کرتی اٹھی الف: شاہ (جہاں آفرز پڑھے)
الف: ہاتوں سے ہیں ہنوز (خلاصی ہونا۔ خلاصی پانا)

الف: ججھا۔ ب: چوبا الف: ب: کہا الف: ب: اے بے خبر الف ہانک بارنا۔ آواز دینا الف: ب:
ٹھاؤں الف: ب: جھٹ سیٹے (خوراے) الف چاروں طرف الف نسخہ الف: عنوان ندارد
الف: ب: اود دیوے سیاہ، ایک پھتر الف: بڑا پر تر م کا پھتر: بڑی نوعیت کا پھتر الف: ب: اس پر
الف: ب: آجے۔

جوینے مارتا ہوں تجھے اے پلید
 دل اس وضاعت کو کون بول کر
 حامل میں تے کھینچ بہرام تیغ
 ۵۰ کر میں دریاد یو کے بے دریغ
 دودھ دھوئے کر دیو بھین پر پڑیا
 بزاں کچکا شہ جیب اپنی لڑیا
 سر اُپر ال تے بال یک کھینچ کر
 کند میں نشانی بند یا بیچ کر
 پھونڈے اول کھول شہ اس پاس
 کیا بند میں تے پری کون خلاص
 پکڑ کر کند اپنے پنچے منے
 کھڑا رکھ بدن کو شکنجے منے
 پس کون سوں بہرام دغم سیند کر
 جیوں اس ٹھارتے شہ روانا ہوا
 چھینو بھائی نے دیک کر شہ کون دور
 شہنشاہ تے صیفور ہو کر خوش حال
 چلے دیکھیا سو کیا سر بسر
 چلے بائیں کے سر یو بھی پھر کر
 حیطا کون بولیا شہ با خبر
 اچھے بھائی قحطال تے ترے سنگات
 کہ اس بائیں میں ہے بہوت گنج مال
 ہے صندوق سنگین اس میں ہزار
 ہے تے رنگیں شال کے یک ہزار
 سنائے نگ بند کر ہوا ہے خراب
 پری ہو ر اس دیو کا سب خبر
 ۵۰ چھپے یو، بھائی بہرام سوں شیل کر
 نڈر کر ہوں بائیں میں توں اتر
 پکڑ کر توں جاہات میں اُس کے ہات
 زمر د الماس یا قوت لٹل
 بھرے سب رتن ہو ر در شا ہوار
 اوڑھتے پڑے ہر طرف بے شمار
 پتل شہ کا تو میں ہے دہاں کج حساب

الف: جون (ب: جوین: جہاں کا دیں) شہ: ب: اول اس وضاعت دیو شہ: ب: دیاویں
 شہ: گرا شہ جیب کچکا نا: غصہ میں زبان کا چبانا شہ لڑیا = لڑھک گیا شہ: ب: کھول بہرام خاص
 شہ خلاص کرنا = آزاد کرنا شہ: ب: رک میری کون شہ دم سیندنا = دم روکنا شہ: ب: شہرتے -
 شہ: ب: موٹھی میں شہ: ب: از دہا (از دہا) شہ: ب: جو کچھ شہ میل: ب: بل کر
 شہ قحطال کو قحطال (دکنی اثر) شہ: ب: دُز مرد شہ: ب: لال شہ: ب: بھر یا شہ: ب: کئی ہزار
 شہ: ب: سونا شہ زنگ بند یا = زنگ لگنا شہ پتل

زرہ ہور تیر ہور شمشیر ہے سپر ہور خنجر کماں تہر ہے
 پری ایک بیٹی ہے واں تخت پر اٹھا کر یو سب لیا توں لے بختور
 محیطا و محیطاں تسلیم کر اتر بائیں میں دونو صاحب جگر
 پری ہور اسباب ہور مال سب لے کر بھار آئے ادنی الحال سب
 اشارت کیا شاہ صیغور کوں توں لیا عقد میں اپنے اس حور کوں
 ہے فرصت تجھی توں آبِ حیات تیرا دوست ہوں میں توں میں میری بات
 کیا عشق بے تاب صیغور کوں قبولیاد وانا ہو اُس حور کوں
 دیا شاہ صیغور کوں سر بسر پری ہور مال ہور ادکنسر
 سفر کا کیا ساز بے تاب ہو لگیا کاٹنے برہ قصاب ہو
 زہر تنگ ہور زین تنگ کھینچ کر جہاں روپیہا کے چڑیا پیٹ پر
 بلا کر کیا شاہ صیغور کوں میں پیسا ہوں جاتا ہوں سمندر کوں
 میرا دل پھنسا برہ تے بھائی آہ کہ جیوں باؤں میں جاؤں گا جلد راہ
 سنیاؤں سو صیغور نے روتے کر بلا دور بہرام پر ہوئے کر
 کیا یوں ہمیں ہے تیرے چھ غلام ۵۹۰ رکھے تو کرے کام بیچے تو دام
 کیا شاہ تنہائی میں کام ہے کہ عاشق کوں تنہائی آرام ہے
 کتک بال صیغور دے نیک نام پڑے کام تج کوں تو آدے آو کام
 کیا شہ کوں صیغور کیا ہے قصور میرا پنا کر دں گر کہے تو حضور
 ہو خوش حال بہرام اس بات تے نزدیک آ پس (ر) کے دونو ہات تے
 ہر کیس کے سر پرستے دل بال کھینچ بندیا اپنے رومال میں شاہ و پنج

لے الف: زرہ لے ب: آئے بے خبر

لے "ق" کی جگہ "خ" (دکنی اثر) لے ب: سب مال زرہ لے ب: دیوانہ لے ہور مال -
 اور اوکنکر - لے ساز و سامان لے برہ: بزغالہ لے زہر: لحاف لے سمندر - سمندر -
 لے ب: پھوٹیا لے الف: جلوراء لے دہیں لے ب: رکھیں توں کرے کام بیچے تو دام
 لے نسخہ "ب"، شعر نثار دہلے ب: یو لے ب: آوے قصور لے ب: نزدیک آ پس کے
 لے ب: نیک بال ہنچہ لے ب: شاہ نے د پنج

کیا شہ کے نزدیک صیفور ۱ تیرایار ہر ٹھار اچھو شہ خدا
 اچھے بچے اگر حج کوں ہمناتے کام جلا آگ میں بال اونیگ نام
 ہمیں آئیں گے غیب تے تیرے پاس تیرا ہوت دھرتے اپیں شاہ آس
 پڑیا پانوں پر شہ کے یوں بول کر جوں موتی آنکھیاں تے انجور ول کر
 بنے سوں لگا شاہ صیفور کوں ۲۰۰ کیتک مہج دے کر ملا تھیں کوں موں
 جدائی تے روئے ۳۰۰ اوشاہ شجاع چلیا باٹ صیفور کوں کر و داغ

حکایت

حکایت سنو شوق تے دوستاں کہ ہے یو گلستان ہو رہوستان
 فراقی ہو بہرام جنگل پکڑا لگیا باٹ چلنے کوں شام و سحر
 جرج مند ہر بھوک ہو رہا پس کا خبر حج نہ ہر سال ہو رہا ماس کا
 لگیا روٹنے شاہ نے زار زار گل اندام (کوں) یاد کر کر پکار
 چلاوے جہاں پایا ہر طرف ددائیاں کتے توں موں نے بھوکوں کف
 کہتا اس و نساہات ہو رہا گات کوں ادھی رات کوں آئی باٹ کوں
 دیکھیا باٹ پر ایک چشمہ پھسل کہ آتا تھا پیر اُس تے اُبل
 اتھ جھاڑ چنے کے چشمیں اوپر کلیاں ٹٹ کو پڑتے اتھی اُس پر

۱۔ نسخہ "ب"، شعر ندارد ۲۔ ب: شاہ بکوں

۳۔ ب: آہیں ۴۔ الف: تو یوں: ندارد ۵۔ ماچ = بوسہ ۶۔ مہ ۷۔ رو داد = وہ رو کر۔
 ۸۔ ب: عنوان ندارد الف: عنوان کی جگہ ہے لیکن عنوان ندارد ۹۔ گلستان دہستان شیخ سہی
 ۱۰۔ شہ فراقی ہو = جدا ہو کر ۱۱۔ جنگل پکڑنا: جنگل کا راستہ اختیار کرنا ۱۲۔ کچھ ۱۳۔ ہینہ
 ۱۴۔ ب: رونے کوں شاہ نے ۱۵۔ نسخہ الف: کون: ندارد ۱۶۔ دیوانوں کی طرح ۱۷۔ نین لاکہ
 ۱۸۔ نسخہ "ب" شعر ندارد۔ ۱۹۔ پیر: پانی ۲۰۔ چشمے ۲۱۔ الف: کرم خوردہ دب: اتھ ہر طرف:
 غلط قافیہ)

۱۰۱ چشمتیں کوں ہو رہا دکھوں دیک کر ۱۰
 شہنشاہ انکھیاں کھول کر جوں کھول
 یو جھاڑ ہو چمپہ ہے آرام کا
 دیوانہ ہو بہرام واں حال کر
 یو بیتاں لگیاں درد کے بولنے
 یو کیا زخم ہے اس کوں مرہم نہیں
 یو کیا ہے سمندر جسے تہہ نہیں
 اٹھی یو عشاق جو شاہ ہیں
 یو زنداں جو پی شوق کا مئے مدام
 یو پیراں جو روتے آئے دین رات
 یو مجنوں جو لیلیٰ سے عشق کے ۱۰۲
 یو تیریں (مے) عشق تے ہو زبوں
 یو بلبل جوں فرہاد ز آرمی کرے
 الہی یو صدقے تے سب کے منجے
 خدا سوں ادھی رات یوں بول کر
 روانہ ہوا دواں تے بہرام شاہ
 ۱۰۳ پڑیا جھیں پوجیوں چھانوں ہو بے خبر
 ندیم یک گھڑی ہو گیا جیوں ملول
 کہ جاگا ہے خالی گل اندام کا
 برہ کی اگن سے جگر جہاں کر
 انکھیاں میں تے موتی لگیا رو لنے
 یو کیا مرگ ہے اس کوں ماتم نہیں
 یو کیا بخت میری آئے ہے یار نہیں
 تیرے سر پہ نہاں تے آگاہ ہیں
 اچھل تے کر خلعے مست ہو کر سلام
 ۱۰۴ اپس کا گنہ یاد کر ہو ر حیات
 کیا دل کوں سوراخ اپنے اچھے
 ترا شاہے فرہاد نے بے ستوں
 اگر پھول کوں نادیکھے تو مرے
 مناجات میں کہ گل اندام دے
 جہاں روپیا کی سوچ پڑیٹ پر
 شب و روز چلنے لگیا ایک ماہ

۱۰۱ ب: چھانوں ۱۰۲ ندیم = اسی وقت ۱۰۳ ب: اور چشمہ ہے کیا کام کا۔
 ۱۰۴ اگن = آگ ۱۰۵ جلا کر ۱۰۶ ب: باتاں ۱۰۷ ب: درد کی ادبولنے ۱۰۸ ب: موتیاں
 ۱۰۹ نہیں = دکنی طرز ۱۱۰ الف: سمندر ۱۱۱ الف: یو کیا سم ہے اس کوں کیں ٹھان میں (مصرعہ)
 غیر واضح (نسخہ الف میں "ہیں" کا املا "نیں" اور "ہیں" دونوں ہیں) ۱۱۲ آجے = ہے۔
 ۱۱۳ ب: ہے ۱۱۴ سر پہ نہاں = بھید ۱۱۵ ب: پیے ۱۱۶ ب: مد: شراب (مدیرا) ۱۱۷ ب: کرتے
 ۱۱۸ ب: ۱۰۹ پے دیس رات ۱۱۹ ب: گنہ یاد کر حیات ۱۲۰ ب: کرے ۱۲۱ ب: اپنے آپ کے
 ۱۲۲ ب: یو تیریں کرے عشق تے ہو زبوں ۱۲۳ ب: تیرا شاہ فرہاد نے بے ستوں ۱۲۴ ب: اپنی کرے
 ۱۲۵ ب: کے چڑیا پیٹ پر ۱۲۶ ب: لگیا ایک سات

رسیدن شاہ بہرام باب دریا و جنگِ دُنِ یانہنگ

اُڑیا جھاڑ پیکھاں جو سورج کا ہنسٹہ
جھل ہو چھپا مہور نے اپنی دُم
یکایک دریا پوجو شاہ آتیا
دیکھیا ایک کشتی ہے دریا اوپر
ہوا شاہ بہرام کشتی سوار ۳۰
ادکشتی مے ایک تتار تھا
اتھا نام مفتاح اس شخص کا
کتیکٹہ جھوڑ تتار ماچیں کوں
چرے سب کشتی یو سودا گراں
شہنشاہ کے پانوٹہ پڑ پڑاوسب
جہاں روپا کوں بندے ناؤں میں
وے نہاد کشتی میں روتا اچھے
چلی جائے دن رات کشتی رواں
یکایک دسا ایک ڈونگر سیاہ
دیکھتے کیا کہ ڈونگر نہیں بنے ہنگ ۴۰
پڑیا صبح جوں پھول کر ہنس ہنسٹہ
ہو ایک پڑاں گھنٹے جنگل میں گم
اپس کا سو منزل وہاں پانیا
کنارے تے دریا کے بیگی اوتر
اپس دل مے یاد کر کر مپکار
اوسودا گراں کا سو سردار تھا
ادکشتی مے اس کوں جھوڑا نہ تھا
ادجائے کوں آئے اچھے چیں کوں
بھرا سب سارا ادمل سیکراں
کھڑے ہو رہے ہات بند کر اوتب
تدم کا ڈکر کر کھڑا ٹھاؤں میں
اد دریا میں موتی پروتا اچھے
تلے پانی ہو سر اُپر آسماں
لیگیا شاہ دریا میں کرنے نگاہ
اودر یاسوں حملہ کرتے جیوں پلنگ

۱۰ ب: اُڑیا جھاڑ پیکھیاں سوں

۲۰ قاز: راج ہنس ۳۰ ہنسٹہ سے مہور: مور (طاؤس) ۴۰ پریک: پراں (اڑ گیا)

۵۰ گمن: گھنا (گنجان یا بادل)

۶۰ فوراً ۷۰ ب: کر کردگار ۸۰ ب: ناؤں ۹۰ ب: جھوڑا اتھا ۱۰۰ کتیکٹہ: کتیکٹہ ۱۱۰ ماچیں

۱۲۰ ب: اوجاتے اتھے ۱۳۰ ب: چیں مہ چیں کوں ۱۴۰ ب: چرے تھے ۱۵۰ ب: مال

(شعری رعایت) ۱۶۰ ب: پاؤں پو پڑ پڑاوسب ۱۷۰ ب: ہات بندا ادب ۱۸۰ ب: پایا (باقی اگلے صفحہ)

کماں میں بھی یک بہتر، شہ جوڑ کر
 مگر جیوں اکھیاں پھٹ ہوا آند لا
 کیا شاہ ملاج کوں یوں بلا
 او ملاج نے ڈرتے بہرام کے
 نتھا او مگر تھا عجائب بلا
 دی حلق میں شاہ بر بھی اچھا
 نیک کھینچ کشتی میں لے کے خنجر
 مگر مار دریا میں بہرام شیر ۶۶۰
 بڑے تھے سو سوداگراں ناؤ کے
 کشتی میں سب تھے سو تمام
 جوں اس ٹھار سیٹے او کشتی ہلی
 او دریا میں شہ تین چینیے اٹھا
 او دوسری آنکھی کوں سنیا پھوڑ کر
 لگیا چو کھنے کوں او ہو تلمسلا
 مگر کا پکڑ سر توں نزدیک گیا
 سر اس کا پکڑ کر پھرایا پرے
 پساریا اٹھا موش او جوں اڑدا
 پھٹا ایک گز بیٹ میں تے اس کے بھال
 پکڑ کر سر اس کا سیٹا کاٹ کر
 حلق میں تے کھینچا او بر بھی دلیر
 پڑے پانوں پر شاہ بہرام کے
 ہوئے شاہ بہرام کے سب غلام
 چھٹیا باؤ سو پتر کے تیوں چلی
 ولے یار کی فکر دے، جیو نتھا

لے ب: کماں سے بھی یک بہتر پھوڑ کر لے دوسری تے سنیا = رہا تے پھٹ = پھوٹ۔
 شہ اندلا: اندھا لے چو کھن = چاروں طرف لے ب: لا لے ب: جیوں کرا او اڑدا لے ب:
 پھوٹیا لے ب: میں تے او بھال (بھالے کا مخفف) لے ب: لکھنجر (سہو کتابت) لے ب:
 او س لے ب: کھینچا او بر بھی لے ب: جو لے ب: تام لے ب: چھٹیا لے ب: پھلی۔
 شہ الف: ندارد۔

لگی چار ہننے کوں کشتی کنار
 کنارے پر آیا شو اُس ناؤ تے
 جہاں پایا کوں اُو تار یک غلام
 اچھل کر چڑیا شاہ بہرام گور
 او کشتی کے سب یار کوں کرو دارع
 دعا کر اوسو اگر اُس نے تمام
 جہاں پایا شاہ چلانے لگیا
 کنگ دیس بعد از گیا چین کوں
 کیا شکر بہرام نے لک ہزار
 ہو آزاد اس پیر ہو ر باؤ تے
 کیا شاہ بہرام کوں آسلام
 چڑے جوں مگن کے جو نیلے پوسور
 لگیا باٹ چلنے او شاہ شجاع
 ۶۰۰ کے شاہ بہرام کوں سب سلام
 پکڑ چین کی باٹ جانے لگیا
 پشانی کی سب کھول کر چین کوں

رسیدن شاہ بہرام بشہر چین

نظر تل پڑیا لشکر یک بے حساب
 سپاہی زر زہ پوش تھے سات لاک
 دکھیا چین کوں شاہ بھگت یا پڑیا
 بہوت درد شکر سستے یک جواں
 بلا شاہ بہرام پوچھا خبر
 کہ اس شہر کا شاہ فیصور ہے
 یونہی کوں بلغار کا بادشاہ
 کہ منگتا تھا او چین کرنے خراب
 ہوا گھوڑا اچھے تو کریں او ہلاک
 ہو دلیکیر داتاں میں اُنکلی کڑیا
 تماشے کی خاطر کھسکیا تھا وہاں
 کیا یوں جواں کھول کر سر بسر
 اُسے ایک بیٹی سو جوں سوز ہے
 منگیا عقد میں اپنے لائے کوں شاہ

۱۔ ب: بہرام کا صدر ہزار ۱۰ ب: او ترانوں تے ۲۔ ب: اُسے ۳۔ ب: اتھا یک
 ۴۔ ب: کتے ۵۔ نیلے: آسمان (استعارہ بگھوڑا) ۶۔ ب: سب ۷۔ ب: پانما۔
 ۸۔ ب: چینی ۹۔ چین جیں = پشانی کی سلوٹیں ۱۰۔ ب: یہ عنوان ایسے سبزواری کی شہنوی
 ”بہرام دگل اندام“ سے اخذ کیا گیا ہے (نسخہ الف دب = ندارد) ۱۱۔ الف: ذرہ ۱۲۔ ب:
 کہ لاکھوں اچھے تو الف: ہلاک (سفاک تا تاری بادشاہ) صحیح لفظ ہولا کو ہے (ہر دو تہن درستی ہیں۔
 ۱۳۔ بھریا پڑیا = خوشحال و آباد ۱۴۔ ب: بکھڑیا۔ ۱۵۔ سورج ۱۶۔ الف: یلانے۔

کہ اس شاہ کا نام بہزاد ہے ۶۸۰ یو شیریں کی خاطر افرہا د ہے
 کیا چین کے شہ کوں بہزادیوں کہ کرتا نہیں مج کوں داماد توں
 ولی چین کا شاہ راضی نہیں کہے باٹ تیری نمازی نہیں
 اسی دشمنی بیچ بہزاد شاہ اتر پڑ کو تا نیا ہے یاں بارگاہ
 یو لشکر اتریا سو بہزاد کا فرنگیاں سوں بند کوٹ فولاد کا
 سنیا اتے بہرام جوں یو خبر ہو بیتاب سارا سدا اپنا بسر
 کیا یوں کہیں بہوت بد بخت ہوں کہ مرتا نہیں غم تے، کیا سخت ہوں
 نجاتو کہ کسی ہے طالع میری کہ دشمن ہو کیا رنج تے پھر ہی
 کہا شاہ بھی پھر یو بہزاد ہے اگر آدمی یا پری زاد ہے
 یو تر دوار تے مار ٹکڑے کروں یو لشکر تے بہزاد کے ناڈروں
 اتھا شہر کے بھارت خانہ ایک ۶۹۰ بچارا بدھا مرد تھا اس میں نیک
 اتھا نام ستار اس پیر کا آو دیوں کی بستی میں کے شیر کا
 ادویوں میں بہرام اتر کر ترنگ گیا دنگ میں دنگ ہات لے کر فرنگ
 دیکھیا اس ستار نے نیک نام کیا شاہ بہرام کوں اسلام
 جہاں پایا لا کو ستار نے بندیایگ دیوں میں ادیار نے
 جو خوشحال جاگھیں آئے ستار محل چین کی صورتاں تے سنوار
 بڑے مول کے کئی تو اسٹیاں منگا صفے میں سراسر بھجنا بھجھا
 کہ جیوں سوز زلفٹ کے کھول کر شہنشاہ (کی) خاطر بھجھایا صدر
 نزیک آکو بہرام کے یوں ستار کیا گھریں آئے مرے شہر یا ر

لہ ب: ناؤں لہ ب: داماد کیوں لہ ب: بیچ سم ب: تانیا یہاں = یہاں لگایا۔
 شہ بختر لہ نے شہ ہوش شہ پھرنا، پلٹنا لہ ب: پھر یو شہ تلوار لہ ب:
 بہرام ہوں ناڈروں۔ لہ ب: پوجاری بڑا مرد تھا اس میں ایک لہ ب: ادویوں کے پیشے ہی تھے
 لہ ب: پٹیا لہ کہ دیکھیا سو ستار لہ ب: اپنے لہ ب: صورتوں سے لہ ب: طوا سیاں =
 چادریں (غالیچے)، لہ ب: صفہ (غلط املا) صفہ = چو ترہ لہ ب: یک کھول کر لہ شہنشاہ
 پڑھے۔

شہنشاہ بہرام ہنسے جنوں کنوں کیا خوب اے بھائی آتا ہوس چل
 مند ہر میں گیا شاہ ستار کے .. کہ جیوں گھڑیں جاتے ہیں کوئی یار کے
 صدر کے اوپر بیٹ بہرام گور اول کہ فکر بہوت صاحب شعور
 کیا شاہ ستار کوں یوں بکلا میری بات سن توں نکو کر گلا
 یوجر میرا ہو رشمشیر زنگ زرہ ہو ریوگرز ہو ریو ترنگ
 کہاں ہو رکنند او تیر دتر چھڑی ہو رنجر ہو ر برچی رپر
 چھپا کر رک اے یار یک ٹھار توں کتا ہوں میں سچ کوں کہے یار توں
 بڈا شاہ کی بات سن کر تمام قبول اپنی انکھیاں توں کیتا سلام
 کر کھول کر شہ ترنگ ہو ربتیار حوالے کیا، سو رکھیا، سب ستار
 نمد اوڑ کر سر پو بہرام شیر نکل بھار دیوں کے آیا دلیر
 نمد میں دے شاہ بہرام یوں کہ بادل تے او بھل دے چاند جیوں
 چلیا شاہ بہرام لشکر طرف انکھیاں کھول کر دیکھا دونوں صف
 بھڑ بیٹ ڈرے میں ہزار دے انگ سارے بارواں اوسقلا دے
 کھڑا ہو کو ہزار دے سامنے بچھانے لگیا شاہ بہرام نے
 دیکھیا کیا کہ ہزار داپس کو بسر مریع کے یک تخت پر بیٹ کر
 کھنڈی پانچ فولاد کا گز یک پکڑ ہات میں تولتا دیک دیک
 سنے ہو روپے کے ہے کرسیاں ہزار ذکر شیاں پو میٹھ ہیں سب نامدار

۱۔ ب: کھویا جیوں، کنوں = کنوں کی طرح کھل اٹھا ۲۔ ب: آتا ۳۔ بیٹھ ۴۔ ب: بولا
 ۵۔ گلا = شکایت۔ ۶۔ ب: ہو ر زنگ۔ ۷۔ ب: چھڑی (چھری) ۸۔ الف: برچی: برچی
 ۹۔ ب: ہو رھا ۱۰۔ ب: تے ۱۱۔ ب: بکل (کیل)، اوڑ کر (نمد = ادنی کپڑا) ۱۲۔ ب: کل ۱۳۔ بھڑ =
 بھیترا، اندر ۱۴۔ ب: بیٹھ ۱۵۔ انگنا = کوڈ کر جانا ۱۶۔ ب: پالاں ستر ا کے ۱۷۔ پالاں = بھول، سقلا دینا
 سقلا ۱۸۔ باناٹ یا پشیمین [بارے، مکانات، بجے (واڑے، مراٹھی) زرہ، ذرا = دکنی میں عام طور
 ”ز“، کو ”ذ“ سے لکھنے کا رواج ہے۔ ۱۹۔ ب: بیٹھ ۲۰۔ کھنڈی = تلون ۲۱۔ ب: وہ کرسیاں

۱۔ بھڑاد کا بھٹید بہرام شیر
 بلا شاہ بہرام ستار کوں
 لے آ بھارے بھائی میرا ترنگ
 گیا بیگ ستار گھر کے بھیت
 مکر بند کر شاہ بہرام ادل ۲۰
 نکل بھار دیوں کے آیا دلیر
 چلیا شاہ بہرام شکر طرف
 اتر کر ترنگ پر تے بہرام شیر
 چند شے کا اول چور لے چون کر
 ہوئی جوں کی یا قوت انگار لال
 جو او بال سارے انگو میں جلے
 نظر جیوں پڑی شاہ بہرام پر
 اچا کر سر اُن کا سو بہرام نے
 کیا شاہ بہرام صیفور کوں
 دیا شے کوں صیفور نے یو جواب ۲۰
 رضا ہے تو اے شاہ شکر میں جاؤں
 ترنگاں پوچھ کر چلے سنا تو یار
 ہے لشکر یو بہزاد کا سات لاکھ

پھر یاد اٹھ سوں دیوں میں آیا دلیر
 کیا یوں آپس جیو کے یار کوں
 سپر ہو ربرجی، خنجر ہو ر فرنگ
 لے آیا ترنگ ہو ر فرنگ ہو ر خنجر
 چڑیا اُس جہاں پائما پر اُچھل
 گوتے میں تے جیوں بھار آتا ہے شیر
 دے نو گزی دور تے ہو مند فٹے
 پھتر ہو ر جقاق کاڑیا دلیر
 لگیا پھونکنے روئی سٹا اُس بھڑ
 سی شاہ بہرام اس میں چھٹے بال
 چھو بھائی بہرام سوں آٹے
 پڑے پاؤں پر سب ترنگاں اتر
 سنے سوں لگا کر اوٹھ بڈ نام نے
 و بہزاد کا حال اس دھوڑ کوں
 کیا ہے یو بہزاد سب بے حساب ۲۰
 میں سر کاٹ بہزاد کالے کر آؤں شے
 کیا شاہ صیفور کوں یوں بچار
 ایس میں اپے بہوت دھرتے تپاٹ

۱۔ راز شے وہاں سوں شے ب: یار شے گوہ = غار (یکھار) شے نسخہ ب: شعر ندارد -
 ۲۔ ہو مند فٹے = وہ منڈپ شے چندے کاڑ (سہو کاتب) چندن = خوشبودار لکڑی (چور بڑاہ)
 ۳۔ روئی ڈال کر بادشاہ جقاق جلانے لگا شے اندر شے ب: ہو ر ترنگ یا قوت شے ب: کہ جیوں
 آگ میں بال سارے جلے آگ شے گھوڑے شے ب: سر اس کا شے ب: بہرام نے (کیا شے)
 ۴۔ شے ب: دور کوں (الف: دھور = ناظم) شے ب: بادشاہ شے ب: یوں شے کیسا ہے -
 ۵۔ شے ب: آنوں شے ب: ساتوں شے لاکھ شے ب: دہرتا ہے (دھاک (خوف، ڈر)

یو بہزاد جیوں کہ (ہے) افراسیاب
اگر مج کوں توفیق دیوے خدا
کہ جیوں جاؤں لشکر کے میں دریاں
یو لشکر پو یا رانِ شہ جا پڑیں
یو خنجر سپر ہو ر شمشیر تے
کریں کام دشمن کے لشکر میں یار
بتر ہو ر مغرور خانہ خراب
کروں تن تے بہزاد کا سر جُدا
تمیں کچھ طرف تے او بعد ازاں
کہ جیوں شرط مرد سی ہے تیوں جا پڑیں
یو برجی کماں ہو ر یو پتر تے
رہے تا قیامت تلک یادگار

جنگ کردن شاہ بہرام بالشرکہ بہزاد و بلغار کشتہ شدن بہزاد

سورج کا گیا بادشاہ تخت چھوڑ دیا،
گھٹن اپرال پیدا سو تارا ہوا
کہ میں تے بہرام کھینچا فنک
جکوئی سر اچا نیند میں تے ہلائے
کہ جیوں باگ اڑائے بہرام گور
چھو بھائی لڑتے اتھے چھے طرف
مگر دڑتے بہزاد نے بے سلا
یو لشکر میں میرے ہے بیداد کیا
دیا یوں سپاہی پھر اگر جواب
لگیا چاند کا پھر نے کون رات چوڑ
آجالا گیا ہو ر اندھارا ہوا
و لشکر کے میانے دھکیلیا ترنگ
مندی میں دے بہرام پھر کسولائے
جو کوئی سامنے ہوئے مئے ہو کھوڑ
کہ جیوں مست ہاتی کہ تیوں پھوڑ صف
کیا ایک سپاہی کوں اپنے بولا
ادھی رات یو شور فریاد کیا
نبے خون ہے (اے) شاہ عالیجناب

لہ ب: غرور ہو ر شریر ہے لہ ب: صبا پڑیں (صبح حملہ کریں) لہ ب: اپنے تیوں۔
لہ ب: جو خنجر لہ ب: ہو ر تیر پتر تے لہ تک۔ عہ نسخہ الف: عنوان ندارد لہ ب:
چو کور (چاروں طرف) لہ کھن: آسمان لہ ب: اوجا لاکیا (اوجا لاکیا) لہ پھنچا دیا۔
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کہ جیوں ہیوں برستا ہے تیرو تیر ہمارے سر اُپر ال برجھی خنجر
 سُنیا جیوں سپاہی تے بہزاد بات ۵۰، غصے تے آپس ہات پر مار ہات
 زرہ پین کر بیگ بندیا کر ترنگ پر چڑیا گرزے پھر تیر
 کیا شاہ بہزاد دیوٹیاں یلاؤ ہلا لال بہوت ہور مشلاں جلاؤ
 ہوئے تل میں کئی لاکھ روشن چراغ بھٹکنے لگے جیوں کہ عاشق کے داغ
 دیکھیا شاہ بہزاد آنکھیاں پسار یکنیلا کھڑا رُو برویک سوار
 گیا اپنے سردار کوں بیگ جاؤ مرے پاس سر کاٹ کر اس لے آؤ
 جکوئی سامنے ہوئے بہرام کے اد عاشق پریشان بد نام کے
 ہر کس بو بہرام سُنئے ترنگ دودھڑ کر سنے مار کر یک زنک
 ہوا لشکر یکبارگی تل اوپر کہ جیوں لہو کیا چو کڈن بھانک کر
 یکنیلا رہیا شاہ بہزاد نے اومغور، بد ذات، شداد نے
 مقابل میں جیوں باگ بہرام شاہ ۴، اول شاہ بہزاد کوں کر نگاہ
 کیا یوں اے بہزاد نیلے جج خبر کہ مغور ہے مست ہو رہے خبر

لہ بارش، سینہ لہ اوپر لہ ب: سونیا لہ ب: باندیا لہ ب: لے او تیر لہ دیوٹے = مشعل
 لہ ہلا لال = ٹیمبے (وقت طور پر بنائی گئی مشعلیں) لہ لاکھ لہ ب: چونکہ لہ آنکھیاں سپار =
 آنکھیں پھاڑ کر لہ ب: اکیلا لہ نسخہ ب: شعر نادر لہ ب: سام نے لہ بد نام = نامور
 لہ ٹھیلنا = دوڑانا لہ ب: سٹے (الف۔ سنے = سینہ) لہ نسخہ "ب" شعر نادر لہ تل اوپر =
 اتھل پھل (نیچے اوپر) لہ چوکوں = چاروں طرف لہ بھانک کر = بھونک کر (تلوار بھونکنا)
 لہ نسخہ "الف" شعر نادر۔ لہ ب: ہو لہ الف: جج کوں خبر

(پچھ صفحہ کا بغیر ماضیہ)

لہ اوچانا = اٹھانا لہ ب: تے بہرام کر یک سلائے لہ ارڑائے = دھاڑ مارے -
 لہ الف: گئے۔۔۔ کرم خوردہ لہ ب: سرتے (سہو کا تب لڑتے) لہ ب: صف پھوڑنا -
 صف کو تیر تر کرنا لہ ب: بکر اپنی بہزاد نے بے سلا رکے ان کوں توڑ لہ سلا: سلا
 لہ ب: شرب خون = شہن -

گلے تج کوں خجرتے لاماہوں میں
 پڑیا اکو بہرام تے تج کوں کام
 شناسا تے جیوں کہ بہزاد بات
 سر اُپراں تے گرز اول پھرا
 پکڑ سر بو بہرام اپنی پیر
 پڑیا بات تے ہو سپر چور چور
 غصے تے کیا بات یوں بے دریغ
 جھڑیا بات بازو تے بہزاد کا
 پکڑ شہ کمر بند تو تے کیا
 کہ جیوں گیند بہزاد لے بات میں
 یکا ایک صیفور پیدا ہوا
 کیا شاہ بہرام صیفور کوں
 کیا فتح شو میں خداداد ہے
 شناسا تے جیوں کہ صیفور بات
 اول شاہ بہرام پو ہو فدا
 ہو دشا دیو تیج صیفور نر
 پرد سر منے شاہ بہزاد کے

اُجل کا پیالا پلاتا ہوں میں
 ہوا آج تے تج بو جینا حرام
 بہ کیلیا ترنگ ہو ریا گرز بات
 دیا سر بو بہرام کے تھمر تھرا
 لیا ضرب بہزاد کا اس اُوپر
 شہنشاہ بہرام جیوں باگ گھوڑ
 ہوا صاٹانے کی پڈ میں تے تیغ
 پڑیا بھینیں اوپر گرز فولاد کا
 اُٹھا زین تے سر بو بالاد دیا
 چلیا شاہ بہرام ادھیں رات میں
 ٹھو کے دریا میں اپس کوں دیا
 ہوا شاہ بہزاد نے سرنگوں
 میرے بات میں شاہ بہزاد ہے
 منڈی لے کو بہزاد کی اپنے بات
 کیا تن تے بہزاد کا سر مجدا
 پھلا شاہ کی بر بھی کالے توڑ کر
 کہ تیشہ ہے جیوں سر میں فر باد کے

لے ب: آکر لے ب: پھر کے بہزاد بات لے ب: بہشتا ترنگ
 الف: آگے بڑھایا لے ب: یک شہ گھما کر لے ب: آپے لے ب: سر اوپر شہ الف: ہو ر
 لے ب: باگ گھوڑ: شیر کی طرح غرا کر لے ب: پڈی کا خفف لے ب: کٹ گیا لے ب: زمین پر گر پڑا -
 لے ب: زور لگایا لے ب: بالادیا = اونچا اُٹھایا اور گھمایا لے ب: نے بات دے لے ب: ادھی -
 لے ب: الف اور ب: دیا (سہو کتابت ترجیح متن = دُبا) لے ب: میں سو لے ب: الف: شاہ سو بہزاد ہے -
 لے ب: لے کو: نسخہ میں "کو" پہلی بار استعمال ہوا لے ب: پر لے ب: بہو تیج لے ب: الف:
 پھلا/پہلاہ: پھل (الف ہائے ہوز رائد)

رکھیا سرکوں گوپین میں جیوں پھٹے اُچا ہات تے اپنے صیفور نہ
پکڑے دونوں ڈالیاں کوں گوپین کے ۱۰، ماریا سرکوں دروازہ پر چین کے
پھلے پڑا تھا نانوں بہرام کا مٹھے کے سوپانی سوڈ نام کا

خبر یافتن شاہ قیصور از کشتہ شدن بہادر بلغار

زین کا گیا چونکہ بھوڑا ننگل زمیں ہو را سماں روشن ہوا
پیادے کھڑے ہڑ سپاہی کہتر پڑی بہوت جنگل میں زخمی سپاہ
اپس ٹھار گھوڑے کھڑے جاں تہاں خبر لے گئے شاہ قیصور پاس
نہیں کوٹ کے بھار کوئی آدمی سنیات جیوں شاہ قیصور نہر
اُچھل پڑ کو جائے تے سب خاص عام ۱۰، کئے شہ کوں دیکھے شو عالم سلام
دو ہاتاں تے پرداز لے لوک سرے دنوپاٹ بھڑاٹل کے درکھول کر

لے گوپین = گوپین (فلاخن: رسی کی بنی ہوئی غلیل)

لے پھتر = پھتر لے ڈالیاں = فلاخن کے دونوں سرے لے پھلے پر = پھل پر برچی کی نوک۔

شہ الف: بنے کے سو (سہوکتا بیت) لے نسخہ "الف" عنوان ندارد شہ ب: کھولیا۔

شہ ب: ہو شہ قلعہ نہ دھکن = دکھ درد لے تھیں: "تھے" کی جمع کے طور پر استعمال

ہوا ہے (سے + میں) لے نہاس (ناس) برباد لے کئی: پڑھے لے الف: قندق: (دکنی

اثر = خندق لے جو لے جگہ لے ب: سو آکر = سلام لے پردار = تیر پردار (وہ تیر جس کے

سوفار میں پر لگے ہوں) لے الف: لوک کر (لوک، نوک، نیزہ کا باریک تیز حصہ) لوک کر =

چیموکر (لے پاٹ: پٹ کی جمع (دروازے کے دونوں حصے) لے بھڑاٹل: قلعہ کا صدر دروازہ

(اورنگ آباد، ہمارا شہر) اور ایچ پور کے بھڑاٹل (دروازے مشہور ہیں)

بیرون آمدن شاہ قیصور و شناختن سر بہزاد بر نیزہ

نکل آگودر وازہ کے بھار شاہ
جدا ہو کو سرتن تے بہزاد کا
پورا کر پھلے کے سو چوگان میں
تغیب کیا شاہ قیصور نیک
کتنی اُس وقت چوٹ کہ لوٹاں قطار
کھلے میں تھے زخمی بہادر بہوت
یو سر کون کا ٹیا ہے بہزاد کا
دیئے شہ کوں زخمی پھر اگر جواب
شہزاد کو عالم کوں کاٹے ہے او ۸۰۰
ہمارے نہیں شاہ کا کچ خبر
شہنشاہ قیصور حیران ہو
کہ یو کون بہرام ابدال ہے
وزیراں کہے اے شہ سرفراز
یو لشکر کوں کا ٹیا سو کم کام ہے
پھر یا شاہ قیصور سن کر یو بات
چلیا شاہ بہرام نے بیٹ سوں

کیا اپنے چار د طرف جیوں نگاہ
او نمودر مردود شداد کا
کہ جیوں گیند لڑتا ہے میدان میں
پھلے پر سو بہرام کا نانوں دیک
سیاہی تھے مارے گئے سنو ہزار
کیا اُن کوں قیصور بولو نکھوٹ
اتھا کون دشمن یو شداد کا
ادھی رات یک لشکر آ بے حساب
بجانے کھاں پھر کو نہاٹے ہے او
پڑے ہیں ہمیں مست ہو بے خبر
وزیراں کوں بولیا تمہیں کچ کہو
کہو کوں یو رسم زال ہے
نہیں کوں معلوم ہمایو راز
مگر آسمان کا یو بہرام ہے
محل کی طرف لے پھلا اپنے ہات
پھر ابھیں اپنی او عاشق ہوں

لے ب: کے ۱۵ الف: سپرد پیر کر: پھنسا کر: پھلے: نیزے کا نوکیلا حصہ ۱۵ لڑا کھٹا ۱۵ ب: قیصور نے/ ناتوں نے ۱۵ لوٹاں قطار = کشتوں کے پٹے لگا دیئے: قطاریں لوٹ رہی تھیں ۱۵ کھلیں، میدان میں ۱۵ بولو نکھوٹ = جھوٹ بولو ۱۵ ب: زخمی نے پھر اگر جواب ۱۵ رات میں شب خون مار کر۔ ۱۵ کہان ۱۵ نہاٹا = لوٹا = فرار ہونا ۱۵ ہم کوں ۱۵ ابدال: بزرگ ۱۵ ب: کیوں ۱۵ زال (زال) ۱۵ کچ (ضر و شری) ۱۵ تہ تیغ کیا ۱۵ آسمان (سہو کتابت) ۱۵ بہرام فلک (سورج) ۱۵ پھل ۱۵ ہوا پنا۔

آمدن شاہ بہرام بیانی قصہ گل اندام

گیا شہر میں جیو نیک بہرام شاہ
 برہ کی آگن تے چکر جال کر
 محل کوں کیا آکر سلام ۸۱۰
 نمد کا سر اُپرال یک تاج دھر
 ہوا شہر میں غلبہ ایک بار
 گل اندام نے تین دن بعد ازاں
 سورج ناز دیدار دکھلائی سنگی
 مئے سو ہوئے جمع سب عاشقان
 اُتھا ایک زنجیر میں پانوں گاڑ
 اُتھا ایک کھڑا جنتہر پیاں کھول کر
 اُتھا ایک مشغول رونے مئے
 اُتھا ایک اوشع خاطر پتنگ
 اُتھا ایک دیوانہ ہو مجنوں بمن ۸۲۰
 اُتھا ایک روتا اویوسف بدل
 اُتھا ایک بہرام بے خانو ۸۳۰
 دے شاہ بہرام جیوں یاد شاہ
 پس دل مئے کھینچ کر ایک آہ
 انجو دونو دیدیاں میں تے ڈھال کر
 کہ میرے گل اندام کا ہے مقام
 کھڑا ہو رہا یک نمد اوڑ کر
 دوکاناں میں بازار میں ٹھار ٹھار
 دریچے کوں کھولی کہ اونا گہاں
 جلا کر یو عالم کوں پھر جاوینگی
 محل تل امیدوار ہوں جاں تہاں
 کھڑا ہو رہا یک گریبان پھاڑ
 گنگا یک اٹھا بات نہ بول کر
 پری ایک ہنس دیک سونے مئے
 اُتھا ایک رسوا گنوا نام ونگ
 اولیٰ بدل کار سب تن و منج ۸۴۰
 زلیخا کے تیوں عمر کھو بے بدل
 دیوانا گل اندام کا ہو وہاں
 او عشاق سارے دسے جیوں گدا

لہ نسخہ الف: عنوان ندارد (ایں سزواری کی مثنوی کا ۲۳ واں عنوان ص ۳۳ مثنوی بہرام و گل اندام ملوکر نام)
 ۸۱۰ ب: کھینچتا آہ برہ کی آگن: فراق کی آگ ۸۲۰ ب: آکر اول سلام ۸۳۰ ب: مکمل ۸۴۰ ب: مکمل
 اوڑ کر ۸۵ شور و غل ۸۶ جگہ جگہ ۸۷ نسخہ "ب" ذیل کے چوڑا شعرا ندارد نلہ ناد = مانند
 لہ محل تل = محل کے نیچے ۸۸ جنتہر پیاں = لوبے کی جالی دار پٹیاں = گنگا: گونگا ۸۹ بدل =
 مانند ۹۰ بے بدل = بے مثال ۹۱ بے خانماں = بغیر گھردار کے

دریچے اوپر باند کر اُنکے شاہ
 یکا یک دریچہ کھولیا بے حجاب
 بڑا بھٹیس پو بہرام نے دیک کر
 ٹھڑی دو کے بعد از ہوا جیوں ہشیار
 ہوئی غیب سے یک بار گی اد پری
 دوانا ہو بہرام رونے لگیا
 گریان اپنا کیا چاک چاک
 کیا گیان تے قصہ راوی شکر
 شہنشاہ بڑا رسیماں باز تھا
 کند اپنے خرقہ میں تے کاڑ کر
 محل میں ادھی رات جاتا اچھے
 چھپا کر آپس ایک کونے میں شاہ
 نہ اس سرستے کوئی آگاہ تھا
 گل اندام ہوئی شاہ پر مہربان
 دوانے پر اپنے تودل گرم تھی
 نو سال تو کھوز کا آسیا
 اتھا چین میں رسم نوروز کا ۸۲
 گل اندام اپنی سکانیاں بلا

کھڑا ہو رہیا مارتا آہ آہ
 لگیا جگمگانے کوں او آفتاب
 کہ جیوں چھانوں بیتاب ہو بے خبر
 لگیا دیکھنے شاہ اُنکھیاں پیار
 لگی شاہ کے من کوں دس تھر تھری
 محل پر بلا دور ہونے لگیا
 ۸۳ ہو اکھا بھٹاڑی زمین پر ہلاک
 محل کے تے شہ کھڑا سال بھر
 اد دراج خاطر یو شہباز تھا
 منارے ستے باند بہرام نر
 اسی باٹ تے پھر کو آتا اچھے
 گل اندام کا حسن دیکھے نبھیا
 او دونوں کے درمیانے اللہ تھا
 آپس پر دیو اپنا ہے کر بھچان
 ولے بات نالی اُسے شرم تھی
 یو عالم کو مکہ سعید دکھلایا
 طبق دوستاں بھیجے جا بجا
 گلاب ہو کسیر پیالیاں میں بھا

لہ اُنک باندھنا، ملکلی لگانا

لہ آنکھیں پیا رنا = آنکھیں پھاڑنا لہ الفرب: بیجب، غائب لہ شاہ بہرام کوں۔

لہ پھاڑی کھانا: جگر کھا کر گنا لہ عقل لہ سگر، سگھر: سنجیدہ لہ رسیماں باز: کند انداز

لہ دراج: تیرنہ تھیلی لہ بہادر لہ لوٹ کر لہ ب: سرستے لہ ب: آن ماہ تھا۔

لہ دل گرم ہونا: عاشق ہونا لہ کئی لہ ایرانیوں کا نیا سال لہ چہرہ لہ سکانیاں/سکھیاں

سکھی کی جمع نہ بھا: ڈال (گلاب اور زعفران کا شربت پلایا)

ولایت کے میوے تے طبقاں سنو
سکائیاں لے طبقاں چلیاں ہاں
اتوں تے دولت لکر یک کینز
طبق شہ کے نزدیک لا کر رکھی
پڑیا شاہ دولت کے دو پانویں
انگوٹھی ایں ہات تے کار شاہ
طبق جگر گانے لگیا نور تے
شہنشاہ بہرام کوں کر سلام
طبق لایو دولت رکھی سامنے
گل اندام نے جیوں طبق کوں بچائی
کہی بول دولت یو کس کے گھر
کہی ادوانہ گنوا عقل ہوش
گل اندام دولت کوں کچ نہا کہی
بلا کر کہی دایہ سوں بات یوں
میری بات رگ مائی توں کان میں
کسی یاد شہ کا یو فرزند ہے
اُجالا ہوئے گا تو جا پوچ توں
تیرا نام کیا ہو کیا ہے نشان ہے

نظر نالگے تیوں کہی جاؤ بھار
دیکھے شاہ کوں سو تریاٹ میں
طریق ہو ر مقبول صاحب تیز
اتھی فکر میں کوئی دیکھ نہی تھ
کیا مائی میری توں آئی کدھر
طبق میں رکھیا مار کر ایک آہ
سکائیاں لگیاں دیکھنے دور تے
سکائیاں محل میں گیاں پھر تمام
گل اندام کے بہوت نزدیک اُنے
ایں ہات سیٹے انگوٹھی اُچائی
سٹیا کوں انگوٹھی طبق کے بھتر
کھڑا ہے سومیدان میں خر قد پویش
سنی بات سو مسکرا کر رہی
رک اس کے دونو ہات پر ہات یوں
دیوانہ کھڑا ہے سومیدان میں
میرادل لئی اُس کے اوپر بند ہے
کرتوں کون ہو ر کی ہوا ہوچ توں ہے
تیرا اصل ہو ر نسل کاں ہے مکاں ہے

لہ کہو لہ ب: شاہ بہرام کوں باٹ میں لہ ب: طریق اُس کے معقول صاحب تیز ہے نہ کوئی۔
(ب: دیکھ نہ تھے) لہ ب: انگھوٹی = انگوٹھی لہ ب: ہات کی لہ ب: نورسوں / دورسوں۔
لہ ب: سکینا لہ ب: گیاں (گئیں) لہ ب: کے ہوئی نزدیک اوتے لہ ب: جو لہ ب:
انگھوٹی لہ ب: توں گئی کس کے گھر لہ ب: کچ نہیں۔

لہ ب: دائی لہ ب: بات سن / بات توں (رک: رکھ) لہ ب: بھی لہ ب: یو = یہ
لہ ہوچ = ہچ (خاموش) لہ ب: نانوں لہ ب: تیرا اصل کیا ہے ہو ر کاں مکاں

تو بیٹھا ہے دروازے پر سو دیکھا ۹-۸۶ تجھے میرے گھر سیتے مقصود کیا ہے
 اودائی تھی بات جیوں کان تے گل اندام کے باپ کی بھان تے
 اٹھی بہوت پُرفن اومکراں بھری اٹھی اولکھن رانڈ بہو پیچ بوری
 سبق مکر کا دیوے ابلیس کوں کرے مکر تے خون دس بیس کوں
 گل اندام کوں کئی آنکھیاں بھاڑ کر اپس کے دونوں ہات کوں بھاڑ کر
 نہیں شرم کج کج کوں اے بے شرم یکا یک سٹی پھاڑ اپنا بھرم
 توں عاشق ہوئی مرداد باش کی قلندر گدا ہے سو قلاش کی
 مجے سوں تیرے باپ کے سپر کی مجے سوں ہے جگر و شمشیر کی
 دیوانے کوں میں بھار بھاتی ہے یوں عیس جیوتے اپنے جاتی ہے توں
 کتی ہوں تیرے باپ کوں میں اتال گھڑی میں تے مارتا ہے چھتال
 گل اندام ڈرتے لگی کانپنے ۸۷ اوشیطان آئی گلا چالنے
 گل اندام پر بہوت کر قہر او پھری و پیچ دولت او پر زہر و
 چھچھ میں تے مون دیکھی بہرام کا ہوئے عشق اگلا گل اندام کا
 بلا اپنے نزدیک دولت پلوں کہی مانی جاتوں پھراس کے لگوں
 دے تے اوشیطان دیکھی نہ تیوں توں غافل ہے کیا بند میں کج کھوں
 اُسے پُرسج توں ہات پر ہات رک دیوانے ہوئی ہے توں چُب بھک بک
 اگر مال منگتا ہے توں بول منج دیوینگی گل اندام کوں بول منج

۱۰ فائدہ

۱۰ بھان = بہن (الف زائد) ۱۰ اولکھن = بد ذات ۱۰ رانڈ = بد چلن (بہو پیچ بوری)
 ۱۰ ص ب: مکر تے مار دس بیس کوں ۱۰ کہی ۱۰ بھرم: اعتبار ۱۰ ص ب: قلندر رکھڑا ہے۔
 ۱۰ الف: جاتی تے ہے توں ۱۰ چھتال = بے شرم ۱۰ ص ب: کر ۱۰ ص ب: آئی گلا داجے۔
 ۱۰ چالنے چالنا = دبانہ (مراکھی) ۱۰ ص ب: پھری بہوت دولت او پر زہر (زہر پھرنا: زہر اگلا)۔
 ۱۰ نسخہ "ب" شعر نادر ۱۰ ص ب: چپکے سے ۱۰ لگوں: "ن" زائد (لگو: لگ بمعنی اس تک)
 ۱۰ ص ب: پونچھ ۱۰ کیوں ۱۰ ص ب: بہک بہک کرنا: یک یک کرنا (بڑبڑاتا) (الف: یک یک پھرنا۔
 ۱۰ ص ب: دیوئے کوئی

اگر ہے دیوانا توں جنگل میں جا
تجہ کیا کتا ہے سوسن کرشتاب
توں بیٹھیا سودر دوازے پر کام کیا
میرے پاس توں بیگ لائے جواب
مجھے کام دے تو کچھ اُس نے نہیں (کذا)

آمدن دولت پیش بہرام و سوال کردن

محل میں تے دولت نکل کر صبا ۸۸۰ او مجذوب عاشق کے نزدیک آئی
لیکر ہات بہرام کا ہات میں
دیوانی ہو، مشغول ہو بات میں
کبھی کی بہ توں کرتا نہیں کس تے بات
ہوا چپ کی یوں بہ داد ان ڈول توں
گنگا کی ہوا بہ بول توں کچھ جی
جگر میں تے کھینچ اپنے بہرام آہ
کیا شاہ دولت کوں موں کھول کر
میرا نام کیا پوچھی ہو ر نشان
دیوانا پریشان بد نام ہوں
نہیں کوئی اس ٹھار پر بار منج
دیا کاڑچالیں موتی پنھل ۸۹۰
میری بات سرت توں نہ انجان میں

محل میں تے دولت نکل کر صبا ۸۸۰ او مجذوب عاشق کے نزدیک آئی
لیکر ہات بہرام کا ہات میں
دیوانی ہو، مشغول ہو بات میں
کبھی کی بہ توں کرتا نہیں کس تے بات
ہوا چپ کی یوں بہ داد ان ڈول توں
گنگا کی ہوا بہ بول توں کچھ جی
جگر میں تے کھینچ اپنے بہرام آہ
کیا شاہ دولت کوں موں کھول کر
میرا نام کیا پوچھی ہو ر نشان
دیوانا پریشان بد نام ہوں
نہیں کوئی اس ٹھار پر بار منج
دیا کاڑچالیں موتی پنھل ۸۹۰
میری بات سرت توں نہ انجان میں

۸۸۰ ب: سوکرشتاب ۸۸۰ ب: پھر دے جواب ۸۸۰ ب: زرہ (غلط اِمل)

۸۸۰ ب: نسخہ الف میں یہ شعر عنوان سے قبل ہے ۸۸۰ صبا ۸۸۰: صبح کے وقت ۸۸۰ ب: دیس۔

۸۸۰ الف: ہوا چپ کی (ب: تزجی متن) ۸۸۰ ب: پھوڑا ۸۸۰ الف: پتی نہ آنکھیں۔

۸۸۰ ب: پڑھے (نسخہ الف: "اور" کا استعمال ۸۸۰ پوچھے ۸۸۰ ب: مرانام ۸۸۰ ب: مجر

۸۸۰ ب: بول یوں اول ۸۸۰ ب: موتی اول۔ ۸۸۰ ب: پریوں کیا ۸۸۰ ب: میری مت سرت

توں میداں میں۔

اے دولت یوں نادجا کرتی تیں کتابت لکھو گایجاگی تیں
یو نامہ میرا پڑ کو اولب شکر کرے کج تہی رحم میرے اوپر
کیا سو قلم شاہ لے بات میں یو دیتاگ نامہ لکھیاسات میں

نامہ نوشتن بہرام باگل اندام

اول نانوں نامی پود اتار کا لکھا شاہ بہرام کرتا رکا
گل اندام کا نام لکھ بعد ازاں او عاشق پریشان بے خانماں
دیوانا ہو تھینے میں تے کھینچ آہ لگیا باؤ سوں بات کرنے کوں شاہ

نامہ اول از زبان عاشق بہ معشوق بدست دولت

ارے باد جاتوں گل اندام پاس میرے پاس لاؤس کے بالائ کی پاس
اری باد کہہ یوں گل اندام کوں او دہن (تے) پیاری دلا آرام کوں
تیرے عشق تے میں دیوانا ہوا ۹۰۰ گنوا عقل اپس تے بیگانہ ہوا
اپس کے ادھر کا پلا منج شراب برہ کی اگن میں ہوا جل کیا ب
غریب اور بکس ہوں بے خان ماں میرا جیو جاتا ہے دے جیو د آں
تیرے لٹ کے نئے پریشان ہوں تیری آنکھ کی ناد حیران ہوں
تیرے بھوں کے نئے ہوا قد کماں میرے سر پوٹ کو پڑیا آسماں

۱۔ الف: کتابت: خط (ب: کتابت: کہ نامہ ات اس خط کا) ۲۔ الف: ب: دیتاگ نامہ:
فراق نامہ ۳۔ داتا رہ خدا ۴۔ کرتار = خالق ۵۔ لکھ ۶۔ ب: سینے تے یک ۷۔ ب: یاد
۸۔ الف: ب: عنوان ندارد درشتوی آیین سزواری عنوان (ارد) (لب شکر: شکر لب)
۹۔ (قیاسی تن برائے صحت شعر)

۱۰۔ ہونٹ ۱۱۔ مصرعہ ماقبل اشعار میں دہرایا گیا ہے ۱۲۔ جیو دان = زندگی کی بھیک -
۱۳۔ زلفیں ۱۴۔ مانند ۱۵۔ الف: دل کمان (سہو کتابت) ۱۶۔ ب: پٹ کر = ٹوٹ کر -

مجھے کوئی سحرِ بے دلا کرام نہیں
تیرے پرتے دھن مال سب کفر خدا
میرے دل کوں مٹج باج اکرام نہیں
عجب نہیں کرے توں مجھے سرفراز
کتا ہوں جو شیریں دفر ہاد ہے
یہ دل میں تمہیل یک یاد ہے

مثال

کتنے ہیں جو فرہاد ڈونگر پو پو چڑھ
برہ تے ہو بیتاب رونے لگیا
لگیا توڑنے بے ستون کی کمر
۹۱۰ آنجو کے سو موتیاں پرونے لگیا
ہر بان ہو کر آپس دل منے
شہری شاد اُسے وصل کا دے کاس
مجھے ہر گھڑی یاد کرتا ہوں میں
وگر نہیں تو مجھ کوں جواں مارتوں
اپس کا دیکھا پاک دیدار توں

غزل گفتن از زبان شاہ بہرام

ہوا مجنوں برہ تے سُد گنوا میں
بچے دل میں چھپایا ہوں آپس کے
اُچا بابا ہوں تیرے عم کے پہاڑاں
صنم تیرے بدش ہو کر برہمن
اُتھا دانا سودیو انا ہوا میں
خرابے میں لگایا ہوں دیوا میں
عجب ہے نہیں شینا بھٹ کے موم میں
گلے میں اپنے بھایا جانو ا میں
پُرانا ہوں نہیں عاشق نوا میں
کذا، مجھے کیا دیکھے آ زمان کر گل اندام

لے بغیر لے ب: مگر (سہو کاتب) لے نسخہ ب: شعر ندارد لے ب: دے کر -
لے دیرانہ لے چراغ لے سینہ شہ خاطر لے جانوا: زُمار (جینو) غالباً پہلی بار کئی شاعری
میں بطور قافیہ استعمال ہوا ہے، لے آزما کر

جواب نوشتن گل اندام (با) شاہ بہرام

ارے بادِ مج پاس آیا تو کیوں؟ ۹۲۰ خبر اس دیوانے کی لایا توں کیوں؟
 او مجذوب کے پاس توں پھر کو جا اُسے بول چُپ کی دیوانہ ہوا؟
 کہاں لگ کرے گایو دیوانگی تجھے کی سٹھ لگی چپ یو حیرانگی
 توں عاقل نہیں بہوت نادان ہے دیوانے ارے کی پریشان ہے؟
 خبر نہیں جو بہزاد بلغار کا ہوا حال کیا اس گرفتار کا؟
 گلن پر تے بہرام یکبار اوتر سر اس کا سٹیا تیغ تے کاڑ کر
 دیوانا ہے بہرام گردوں مرا دیوانے ارے کام نہیں ہے تیرا
 ایس دل تے یو فکر کوں دُور کر نکو بات میں غم کے دل چور کر
 سمجھتا ایس کوں نہیں توں فقیر توں مسجد میں جا، تجھ کوں ہونا حقیق
 ایس کا کتا نہیں ہے توں نام کیا؟ کھڑے سو اس ٹھار پر کام کیا؟
 تیرا ملک ہے کون ہو توں ہے کوں؟ ۹۳۰ ہو اکوں تجھے یا سٹ تلک زہنوں؟
 تجھے تخت ہو ر تاج میں اے گدا نھٹا موں، بڑا توں نوالہ نکھا
 دیوانے مرے گا توں آخر یہاں رحم کرا پس پر کہ ہے توں جوان
 سنیانیں ہے مجنوں کے احوال توں لیا لیلیٰ کے برہ تے سُر جنوں

مثال

کتے ہیں کہ جو قیس دل خوں ہوا برہ سیتے لیلیٰ کے مجنوں ہوا

لے ہوا (نذکر استعمال ہوا ہے)

سٹھ چپ لگی کی - سٹھ ب: یو سٹھ ب: توں سٹھ ب: سمجھتا نہیں توں کوں فقیر سٹھ ب:
 نام کوں / کام کوں سٹھ ب: یہاں سٹھ ب: ہے مجنوں کا احوال توں سٹھ ب: جب
 سٹھ ب: قیس مجنوں ہوا

رُگی رُگ میں رُوس رُدی لیلیٰ بھری
 یکایک گئے گیا توں اُس کون بسر
 کہے لوگ نزدیک لیلیٰ کے جا
 اد جنگل میں مجنوں کے نزدیک آئی
 کہی مج کون فرصت ہے مجنوں آئی
 پھر اگر دیا جواب مجنوں ہوں میں
 برہ تے اگر ہو دے گم نام توں
 کلچے میں دل میں چھٹی تھر تھری
 پڑیا بھینیں اوپر چھانوں تیوں بے خبر
 تیری عشق تے آج مجنوں ہوا
 اُسے پیار لی کر کو لیلیٰ منائی
 یہی وقت ہے گرتوں منگتا وصال
 ۹۴ مجھے وصل تے کام ڈرا نہیں
 اے بہرام ہوئے (تو) گل اندام توں

غزل

تجے حاصل نہیں ہے مج تے بن غم
 تیرا دل ہو گیا پھوڑا دو کھوں تے
 میرے پاؤں پر تیرا نہ اپڑے
 کداس لگ غم توں کھانگا بول بارے
 نیا گا اس چن میں تے توں میوہ
 نگو کر غم میں اپنا پاؤں محکم
 نہیں اس زخم کا منج پاس مرخم
 کرے کھن کے بن گرتوں کر خم
 منجے توں چھوڑ دے آج بہوت خورم
 ہوا کوتاہ سخن واللہ اعلم

۱۔ رواں رواں سے نسخہ ب: شعر ندارد سے بھا: گر۔

۲۔ ناقل نے غلط کتابت کی اور مصرعے مقدم و مؤخر نقل کئے اس طرح نسخہ ب: میں ایک شعر اور گھٹ
 گیا ۳۔ ابھی سے ب: کرنے کون منگتا وصال سے ب: لیلیٰ ہوں میں سے ب: درہ ۴۔ الف:
 (تو) زاید نہ مرخم = مرخم (غلط اطلاق) سے ب: میرے پاؤں انکوں تیرا نہ اپڑے = کھڑے کھن کے
 بن گرتوں پھر خم سے کہاں تک سے ب: غم کون کھائے گا سے ب: چھوڑ دل آج بہوت خورم
 ۵۔ الف: پنا کا / نیا گا = نہ پائے گا ب: کیوے گلہ سے ب: ہو اگر کم سخن واللہ اعلم۔

رفتن وزیر پیش کشور و خبر دادن گم شدن بہرام

حکایت کتا ہوں میں سرتے سنو
 گیا جیونکہ بہرام کھیلنے شکار
 وزیراں ہو دلیگر حیران سب
 کھیں شاہ کا آنتیں نہیں (دو) پائے ۵۰
 ادب سوں کھڑے ہوئے سب سلام
 سُنیا جیونکہ بیٹے کی کشور خبر
 گھڑی دو کے بعد از ہوا جوں ہشیار
 کیا شاہ سب خاص ہو ر عام کوں
 اگر لاوے بہرام کا کوئی خبر
 آتھے شاہ کے پاس شاطر ہزار
 سُنے شاہ تے بات جوں شاطراں
 اتھا ایک شاطر اُنوں میں بڑا
 ہرن کے کھچیں جائے گر دوڑ کر
 ادبھو تیج عاقل خبردار تھا ۹۰ کہ اس نام شیرنگ عیار تھا

لے ب: سنوں لے اے لوگو لے کھیلن = کھیلنے لے ب: اپنیں کیا رہے چھان بین کی۔
 لے آنت: وجود مراد ہے شہ گر پڑا لے ب: ڈھنڈو جا کہ = جا کر تلاش کر دے ب: جب شاہ
 سیتے لے ب: دواں لے کر میں نوڈ رنگ = اس کی کمزور سکی (زنجیر) کی تھی (دکن کے علاقے
 میں زمین ناپنے کے لئے سکی (زنجیر) استعمال ہوتی ہے۔) Land measure tape
 لے ب: سوکڑا (الف): نوگڑا، پگڑی کا پھندا۔
 لے تعاقب میں لے نہو: (دن۔ ہو) ناخن بمعنی ٹم (ٹمٹم سے پتھروں کو توڑنا) ب: نہ تے سم توڑ کر
 (سہو کات) لے ب: ناؤں لے پہاڑ کی چوٹی پر

ادھی رات کوں باٹ کوں چوک کر
 اُجالا ہوا سو دیکھیا جوں بچھا
 بڈھے کے سربچی یک صورت پھل
 بڈھے کوں دیکھے کیا کی بیٹھا ہے چور
 کیا جلد تسلیم اس پیر کوں
 او صورت پو شیرنگ حیران ہو
 کہ شاطر ہوں میں کشورِ روم کا
 جدا ہو کو لشکر تے بہرام شاہ
 یو جنگل میں پھرتا ہوں دُش دیں تے
 ہنیں شاہ کشور کوں آرام خواب
 سُنیا بات جوں پیر شیرنگ تے
 میرے پاس آیا اتھا یک جواں
 یکٹے ایک گھوڑے پو تھا ادسوار
 کمر میں بڑے مول کا تھا ٹھوٹا
 یو صورت کوں دیکھیا سو بہوش ہوا
 لگیا پوچھے منج کوں ہو کر ہشیار
 اُس کا کیا حال میں کھول کر
 عجب (نیں) گیا ادا چھ چین کوں
 سُنیا بات شیرنگ عیار جوں
 چڑیا ایک ڈونگر کے سر کے اوپر
 دیکھا ایک گنبد میں بیٹھا بٹھا
 جھکتی ہے دیوار پو جھل اُجھل
 کہ جوں نقش دیوار صورت کوں گھوڑ
 محبت تے شیر رنگ دلگیر کوں
 کیا پیر یک بات میری سنو
 خبر کچھ نہیں منج کوں اس بوم کا
 بنجائیں گیا کاں اُد زریں کلاہ
 اسے دھندلتا میں سواںس بھیس تے
 ۴۰ کنو اتا گیا ہے کہ ادا آفتاب
 دیا یوں جواب اس کوں فرہنگ تے
 کہ جوں چاند مقبول تیر طی بھواں
 اُتھے تاج پر سر کے تل آبدار
 لگایا اُتھا ار گجاٹ ہو ر چوا
 پڑیا پھانوں تیوں بھینیں پو خاموش ہوا
 یو صورت ہے کس کی ٹوٹن کہ میرے یا
 جکجک پو گزریا سو غم سر بسر
 اے شاطر نوں سی دے جاواں لگوں
 رکھیا یانوں پر پیر کے سر ہلوں

۱۔ پہاڑ کی چوٹی پر ۲۔ دیکھا ۳۔ ب: پری کے سری کی ایک صورت پھل ۴۔ ب: کیا جو
 بیٹھا ہے چور ۵۔ ب: کیا چار تسلیم ۶۔ ب: کے ۷۔ ب: سنوں ۸۔ ب: نہیں ہے آج اس بوم کا
 ۹۔ اوتنا نام ۱۰۔ ب: اس دیں تے ۱۱۔ کنو اتے: کہاں پر ۱۲۔ ب: ادب ہو کر۔ نستعلیق
 ۱۳۔ یکت یک: اپنی نسل کا واحد (مُندہ) کیٹا ۱۴۔ ب: سر کے اوپر ۱۵۔ ب: تلوار۔
 ۱۶۔ ار گجا۔ اٹھ ۱۷۔ چوا۔ زعفران کا لپ ۱۸۔ ب: توں سچ بول یا ر ۱۹۔ منج پو گزریا۔
 گزرا ۲۰۔ آہستہ

کیا پیر ہے مج کوں لئی تج تے آس ۹۸ کہیں ہو رتوں جائیں یو کشور کے پاس
یوقصہ شہنشاہ سوں بول توں پڑیا ہے سودل میں گرہ کھول توں
اد صورت کی خاطر دل یا فگار ہو جلیا پیر شبنگ سوں یار ہو
چلے کوچ پر کوچ، ناگر مقام کئے شاہ کو آکود نو سلام
لگیا پوچھے شاہ شبنگ کوں منجے بول یو پیر ہے کوں توں؟
کیا شہ کوں شبنگ پوچھو میں کسے نیں خبر بے خبر ہے ہمیں
اسی پیر تے کھوج یا یا ہوں میں تمہارے نزدیک اس کو لایا ہوں میں
کیا شاہ کشور بڈھے ہر باں منجے میرے بہرام کا دے نشاں
حکایت بڈھا بول بہرام کا کیا رام کانی گل اندام کا
بڈھے تے سنیا شاہ جب یو بچن دیا مال لئی ہو ر مانک شہ رتن
رضایر کوں شہ دیا شاد ہو ۹۹ گیا پیر ڈونگر پو فرہاد ہو
سنیا شاہ بہرام کا جیوں خبر اٹھیا شاد ہو کر صبا جی کہتر
خدا کو کیا شکر سر بھیں دھریا فیراں کوں خیرات لئی کچ کر یا
دیا شاہ شبنگ کوں یک ترنگ سر یا پاں بڑے مول کا ہو ر تنگ

فرستادن کشور روم مہندس وزیر را

اتھاروم کے شاہ کوں یک وزیر مہندس لکھ نام عاقل گنبھیر
بلا کر کیا شاہ در حال او سے دے تشریف ہو ر بہت ساں او سے

۱۔ ب: کوں پیر پر کوں پیر ۲۔ ب: کرتے مقام ۳۔ ب: اے
۴۔ ب: کھوج ۵۔ ب: بزرگ ۶۔ ب: ہر باں ۷۔ ب: رام کہانی: طویل داستان درامائن کی طرح قصہ
در قصہ والی) ۸۔ ب: قیمتی پتھر ۹۔ ب: آزاد ۱۰۔ ب: صبا جی کہتر ۱۱۔ ب: گھوڑا ۱۲۔ ب: سر یا پاں =
اعزازی کرپان (شاہی نشان: علم و طبل) ۱۳۔ ب: تسخیر الف: عنوان ندارد ۱۴۔ ب: مدبر:
سوچہ بوجہ والا۔ گنبھیر ۱۵۔ ب: الف: شام (ب: شاہ، ترجیحی متن ۱۶۔ ب: تشریف دینا۔ ع: و
توقیر کرنا

ہندس توں سگی دے جاچیں کوں
تیرے بن منجے کوئی بھی یار نہیں
ہندس سنیات سر بھین دھریا
گیان شاہ دے نو گزنی مٹ کے بھار
چھتر ہور سر یا پانج رنگین علم ...
اٹھالے کہاں ہور زرہ تیر خوب
بلا کر کیا شاہ دیر شاہ وار
خزانے کے لے اونٹ بخت ہزار
بڑا کام تی جوں کہ فارغ وزیر
کیا نامہ لک شاہ قیصور کوں
سر اکر اول بہوت اللہ کوں
سفارش بہوت شاہ بہرام کا
لیا حکم تے شہ کے خامہ دبیر
ہندس کوں کشور بلا کر ہلوں
تیرے سات شب رنگ عیار اچھو ۱۰۰
روانہ کیا شاہ تعظیم کر
ہندس کہ جیو بادشام و سحر
کہ جیوں بخت طالع ہوئی رہنموں
اتر شہر کے بھار کامل وزیر

مگر شاہ بہرام کوں پاوے توں
تیرے باج کوئی رنج کوں غم خوار نہیں
کھڑا تھا سو کشور کوں کورنش کیا
سپاہی سنگات اپنے لے تنو ہزار
دماے نغار لے نفیریاں حشم
سپر ہور بخت ہور شمشیر خوب
بھرے اس میں یا قوت لعل آبدار
لے خرگاہ خیمے کی نو سو قطار
بلا کر شہنشاہ کشور پذیر
بزرگی سستی چین کے دھوڑ کوں
بچھیں دوستی کے بمن شاہ کوں
بڑاں خواستگاری گل اندام کا
لکھا چین کے شہ کوں نامہ دبیر
کیا چین کے شہ کوں دے نامہ توں
ہر یک کھڑا تاج کوں خدا یار اچھو
ہندس چلیا شہ کوں تسلیم کر
چلیا رات دن باٹ کیں نا اتر
کتک دے بعد از گیا چین کوں
اٹھائیں دن بعد ازاں او د کھیر

لے ب: پائے توں۔ لے مٹ: مٹھ = محل جو نو گز بلند تھا (خیمہ) لے چھتر: چھتری
لے سر یا پان: اعزازی کرپان، شاہی نشان لے نغارے لے توں سنگین صندوق لے یک ہزار۔
لے ب: دبیر شہ کہا لے دہور: دھور لے نسخو الف: شعر ندارد لے الف: بدار ب: بداع
وداع لے اطمینان سے لے ب: رہ میں کیں لے بہت دنوں بعد لے د کھیر: د کھ بھرا:
تھکا ہوا (الف: گکھیر، گکھیر)

بلا بیگ لشب رنگ عیار کوں
 اول شاہ قیصور کوں کس سلام
 کہ جیوں باد شہرنگ جا پار میں
 بخیر دار جا شہ کوں بولیا خبر
 شہر کے بھار ایک حاجب ہے
 او منگتا ہے شہ کے قدم دیکھنے ۱۰۲
 سنیابا قیصور جیوں کان تے
 وزیراں میں قیصور کے دھور تھا
 کیا جا مہندس کے توں سامنے
 چلیا شہر کے بھار گنجور نیک
 وزیراں گلے ایک کے ایک لگے
 چلے شہر میں دونو مل کر وزیر
 رضا ہوئی کہ حاجب کوں مجلس میں لاؤ
 مہندس کوں گنجور سنگات لے
 مہندس جو قیصور شہ کوں دیکھیا
 سر کر زباں کھول سلطان کوں ۱۰۳
 لیا بات تے شہ کے نامہ دبیر
 مہندس کوں قیصور بولیا بچار
 کیا شہر میں جا کو جیوں باد توں
 حکایت میرا بول بعد از تمام
 کھڑا ہو رہیا شہ کے دربار میں
 کہ آیا ہے روم تے شاہ طیر
 سنگات اس کے ماہی مراتب ہے
 جگجگ شاہ کشور کیا سونے
 کہا لا و حاجب کوں بہتہ ماں تے
 کہ اس نام مشہور گنجور شہ تھا
 تو اضع بہوت دے کولا گھر منے
 مہندس نے بولیا سلام علیک
 لگے پیار سوں جوں کہ لگتے سکے
 دماے بجاتے خوشیاں ہوں دیر
 کھڑے نا کر و بھار بیگی بلا دو
 چلیا شاہ کے دربار میں یگ لے
 لے جا پانوں پر تخت کے سر رکھیا
 دیا بات میں شہ کے فرمان کوں ۱۰۴
 سر اسر پڑیا جوں کہ را داں دبیر
 اول دے کو تشریف او تاجدار

۱۰۲ ب: ایک لے پار = پہرے طیر: پرندہ (شاہی سیفر) استعارہ (ب: کہ آیا ہے یک روم
 تے شاہ بخیر) ۱۰۳ ب: بخور = ماہی مراتب: وہ اعزازی نشان جو تہ شکل سیارات بادشاہوں
 کی سواری کے آگے ہاتھیوں پر چلتے تھے ۱۰۴ ب: عورت و وقار (ب: لئی مان تے،
 شہ دہور: عاقل و فہیم (مراٹھی: تھور) شہ گنجور = گنج - در شاہ الف: دے کھولا: دے کر لا۔
 شہ الف: گلے (سہو کا تب) شہ سکے: قرابت دار ۱۰۵ ب: بچھیں پانوں پر تخت پر سر رکھیا
 شہ سر کر: تعریف و توصیف کر کے ۱۰۶ الف: جوں کہ نامہ دبیر (سہو کا تب) ب: تریجی متن -
 شہ را داں: طوٹی

یونامے میں احوال بہرام کا
اگر دیکھتا اُس کوں در حال میں
ہمارے نگر میں نیں اُس کا گذر
شبا آپڑیا سو آدھی رات سب
سٹیا تھا سو بہزاد کا کاٹ سیر
میرے پاس فولاد کا ہے پھٹلا
لکھے اس پو ہے نام بہرام کا
ہندس کیا اُٹ کو تیرہ کون سلام ۱۰۴
اشارت کیا شاہ قیصر کوں
ہندس کیا شاہ پایا نشان
ہوا جُج کوں معلوم ہے چین میں
ہندس نے سُن بات قیصر جیوں

لکھیا شاہ کشور نیکو نام کا
بلا دور کرتا یو دھن مال میں
بخانو گیا او اچھے بھی کہہ
کیا شاہ ہندس تے اُوبات سب
حکایت یو سب کہہ گیا شاہ پھیر
مرقع کرے ہو را مڑے ہیں طلا
منگاؤں اگر ہے تیرے کام کا
منجے پوچے کیا کہ میں ہوں غلام
پھلا لا اوتارے زمین پر ہلوں
کہ یو شاہ بہرام کا ہے نشان
کہ میں دھندٹا ہوں دھندٹا میں
اشارت کیا بیگٹہ گنجور کوں

نصیحت کردن ہندس بہرام را

ہندس چلیا دھندٹا شاہ کوں
سیا ہی ہوئے کے بہوت بھٹکیا تمام
یکایک دھندٹا پڑا چین میں
اگر شاہ بہرام کوں لائیں گے

خبر لے ہر یک مرد آگاہ کوں
ہر ایک کو بچے میں دھندٹے کے نام
کیا چلے کوں گنجور لوگاں تمیں
شہنشاہ تے انعام لئی پائیں گے

۱۔ ب: شاہ دہیر۔ ۲۔ برہمی کا پھل ۳۔ مڑے: مڑھ (ملع کیا ہوا) ۴۔ ب: قیصر نر۔
۵۔ ب: زمین کے اوپر ۶۔ ب: کہا ۷۔ ب: ہے اُس کا نشان ۸۔ ب: کہ ہے چین کے شہر
میں ادعیان (الف) کرم خوردہ) ۹۔ ب: سوں ۱۰۔ ب: شاہ گنجور ۱۱۔ ب: ہوئے۔
۱۲۔ ب: پھر کر تمام ۱۳۔ ب: خاطر ۱۴۔ ب: گیا چھوڑ کر بجور اسے چین میں۔

خلاق دیئے چھوڑ سب کام کوں گے ڈھنڈے شاہ بہرام کوں
 یکا ایک شبرنگ عیار نے ۱۰۰ چلیا ڈھونڈتا شہ کوں مکار نے
 چھجے تل گل اندام کے آسیا وہاں شاہ بہرام کوں پائیا
 دیکھے کیا کر یہوش خاموش ہے کہ جوں آرسی تیوں بند پوش ہے
 نمندہ کی سوٹوپی ہے یک سر اُپر کھڑا دروازہ زار انکے بھر
 پڑیا بھیس پوش شبرنگ عیار دیک ہندس کن آیا کھڑا ہو ٹیک ہے

خبر دادنِ شبرنگ عیار از شاہ بہرام پیش ہندس

اول لال شبرنگ کرانگ کوں رکھیا سر زمین پر بچارنگ کوں
 کیا شاہ بہرام پیدا ہوا ولے حیف مجذب شیدا ہوا
 محل تل کھڑا ہے گل اندام کے دیوانا پریشان پانواں ننگے
 ہندس نے سن بات شبرنگ کوں گلے سوں لگا کر پھریاموں میں موں
 خوشی سات قیصور پاس آسیا خبر شاہ بہرام کی لاسیا
 کیا شاہ قیصور تنخور کوں ۱۰۰ ہندس کے سنگات جابیگ توں
 میرے پاس بہرام کوں لے کر آ خوشی کے دامے ڈگی ڈگ بجا
 ہندس اٹھیا ہو ر گنجور نیک چلے دو نو بہرام کن بیگ بیگ
 وزیراں دیکھے دو نو بہرام کوں غریب اڈر نیکیں اور بدنام کوں
 ہندس نے دانٹاں میں انگلی لڑیا ترنگ پر تے بی سد ہو بھیس پر پڑیا

لے ب: مکمل پوش ہے لے ب: مکمل کی لے ب: کھڑا روئے اوزار زار انکے بھر لے ب: آنکھ
 لے ب: ہیک یک لے نسخہ "الف" عنوان ندارد لے ب: لاکہ شے نیچے لے ب: پاواں -
 لے نسخہ "ب" شعر ندارد - لے ڈگی ڈگ = قدم بہ قدم لے ب: کے بیگ بیگ
 لے بڈ نام = نامور "ناموت" (مراٹھی) یہاں بدنام مراد ہے - لے دانٹاں میں انگلی لڑنا =
 دانٹوں میں انگلیاں چبانا، تعجب کرنا لے بے ہوش لے زمین پر گر پڑا

سپاہی ترنگاں پوتے سب اوتر
 فلک سے جو حاصل ہوا مدعا
 سنی حوں گل اندام یو غلبلا
 لگی دیکھنے شاہ بہرام کوں
 اُساں ٹھنڈے غم کی بانے لگیا
 اپس میں آبی وینج مدہوش ہوئی ۱۰۷
 ولے حال اپنا کسی نا کہی
 مہندس ترنگ لا کو یک رہو ار
 وہاں تے یجا یا او بڈ نام کوں
 قدم جیوں پڑیا شاہ بہرام کا
 کھڑے ہو کو خدمت مے کیٹھ مال
 اول انگ مندل لگا کر دھلائے
 شہنشاہ قیصور لئی دھات تے
 شوانے دیا بھیج تشریف لال
 ترنگ ہور فرنگ ہور جرٹ کا بنجر
 چھتر کے تھے جو گردے موتی جہلم
 جو تمام تے بھار شہ آسیا
 مہندس نے بہرام او پڑ وار کر

پڑے شاہ بہرام کے پانوں پر
 کئے شاہ کوں سب سپاہی دعا
 دیوانی ہوئیں، ہے سنی تمللا
 او عاشق پریشاں بد نام کوں
 اپس کا سرا بنجوتے نہانے لگیا
 یورہ کی گھیری تے یہوش ہوئی ۱۰۸
 شرم تے لہو گھوٹ کر چپ رہی
 شہنشاہ بہرام کوں کر سوار
 چلیا دینج بیٹھی لے جام کوں
 چھپیا نور حمام میں جام کا
 کئے پاک سب حوض خانے بنجال
 بچھیں مشک و عنبر کا چکسا لگائے
 کھڑے کر کو بنجور کے ہات تے
 دوشتا لانیچھل رزری ہور د مال
 نشاں ہور سریا پان رنگین چھتر
 ۱۰۸ پڑے مول کے سب، نہ تھے کوئی کم
 ٹھنڈا ہور بڑا دیکھنے دھانی
 سٹیا کسی طبق لعل موتی کسکر

۱۔ گھوڑوں پر تھے ۲۔ ب: فلک پر تے ۳۔ شور و غل۔

۴۔ ب: دیوانی ایڑوئیں ۵۔ ب: تمللا (سہو کا تب) ۶۔ ناموت (نامور) ۷۔ ٹھنڈی سانیں
 ۸۔ بانا: بھرا نا ۹۔ ب: اونچہ ۱۰۔ برہ کی گھیری = فراق کا چکر ۱۱۔ ب: اپنا (سہو کا تب)
 ۱۲۔ رہوار = گھوڑا ۱۳۔ ب: بیکی لے بڈ نام کوں (سہو کا تب) ۱۴۔ جام = جام جمشید کی چمک۔
 ۱۵۔ ب: کہنے سال (سہو کا تب) ۱۶۔ الف: کیسے مال: مالش کرنے والے ۱۷۔ کن جال = کافی ۱۸۔ جسم
 ۱۹۔ اُٹن ۲۰۔ لئی دھات تے = کئی طریقوں سے ۲۱۔ شوانے = شاہی کپڑے ۲۲۔ پیمینہ کی دوہری چادر۔
 (یعنی اعلیٰ صفہ پر)

مئے ہو روپے کے طبق پھول کے دیا مستحقاں کوں بگنور کے
 اتھا چین کے شہر میں باغ ایک کہ فردوس تھا داغ اسے دیک دیک
 گل اندام نے عید نوروز کوں وہاں رات کرتی اچھیں روز کوں
 اتھے سوچیں باغ نیر طرف قطاراں کھڑے سرو کے باندھ
 اتھے جھاڑ انگور و انجیر کے بہتے کالوئے بہوت سے پیر کے
 ہر ایک ٹھار پر پھول تھے سب کھلے کھارے وہاں بلبلان تل مئے
 پچھل حوض خانے اتھے جاں تہاں قرارے اچھلتے تھے جوں شاطراں
 عمارت اتھا باغ کے درمیاں ۱۰۰ بلندی میں مشہور جیوں آسماں
 جرٹ کا اتھا تخت صفی میں ایک جرٹے تھے سورج ناکنکر ہر ایک
 شہنشاہ بہرام جاتخت پر سورج نادیٹھا اور جوں بخت در
 وزیراں ادب سوئے سب سلام کھڑے ہوئے بات بند کر تمام
 مہندس کوں بہرام رخصت دیا سنگات اُس کے گنور گورنش کیا
 رضا شاہ تے جو وزیراں لئے اتر باغ کے گرد ڈیرے دیئے
 نہ تھا تخت بن کوئی بہرام پاس رکھیا سر جو بالشت پر بھا اس
 کہ جوں تخت کوں شہ بھانے لگیا گل اندام کا ناووں دیکھن لگیا
 مہمک پنا لگڑنے لگیا ناووں پر لگیا روئے دو تخت کے پاووں پر
 ہو دلیبرشہ آچھنے بخت لئے لگیا بات کرنے کوں یوں تخت لئے

۱۔ حاسد ۲۔ ب: قطاراں سرد کے ۳۔ کالوے = جھرتے ۴۔ نیر = پانی ۵۔ ب: ہلکے۔
 ۶۔ شاطراں ۷۔ صفہ = جبوترہ (الف: صوفی، ب: صوفیں) ۸۔ ب: کئے آسلام۔
 ۹۔ بند کر = باندھ کر ۱۰۔ فرشی سلام ۱۱۔ ب: جیوں ۱۲۔ ڈیرے لئے: ڈیرے دیئے۔
 ۱۳۔ ب: پیرا اساس ۱۴۔ ب: دیکھیا بھا (سہو کاتب) ۱۵۔ کہہ = مہنہ ۱۶۔ لگڑنے = لگڑنے لگے ۱۷۔ اپنے۔

(پچھل صفحہ کا لقیہ)

۱۸۔ زر زری = زربفت ۱۹۔ جڑاؤ ۲۰۔ جھنڈا ۲۱۔ اعزازی کرپان ۲۲۔ چوگرد = چاروں طرف۔
 ۲۳۔ جہلم = موتیوں کی نقاب (جہلم: زرہ کی طرح نقاب جو جھکی آدمی لڑائی کے وقت مٹے پڑا لیتے
 ہیں (فیروز ۹۶)) ۲۴۔ جہلم جھل، چمکدار ۲۵۔ چھوٹا اور بڑا ۲۶۔ بھا کر کے ۲۷۔ ب: لال (غلط املا)
 ۲۸۔ ب: بکھر۔

شکایت کردنِ شاہ بہرام با تخت

ارے تخت تیری بڑی سخت ہے۔۔۔ کہ میرے گلِ اندام کا تخت ہے
شرف تجھے ہے سوطوبی کون نہیں سر و ہر کوئی نخلِ خرماں کون نہیں
نجانوں سعادت تجھ کیوں پاییا کہ بے رنج قد ماں تلے آئیا
دیوانا پریشان بد بخت نہیں حسد تیری کہتا ہوں اے تخت میں
کہ دن رات بیٹھا ہے گڑ کے پوتوں میں دروازے کے بھار جوں خاک میں
تجھے میرے دلدار تے ہے وصال جلاتا ہے فانوس تیوں بچہ خیال
کیا شاہ بہرام جوں یوں خطاب دیا تخت قدرت سے یوں جواب

جواب دادنِ تخت بقدرت حق یا بہرام

اگر درد اپنا تجھے میں کہوں ہوئے گا سینا پھوٹ جیران توں
ہر یا جھاڑ میں ایک شمشاد تھا کہ جیوں سرد تیوں غم تے آزاد تھا
میری چھانوں تل پادشاہاں اتھے حشم ہو رگھوڑ تلے ہتی تھے اڈے
لگیا تھا میرا سر جو آسمان کوں ۱۱۰ قضا تے کیا عشقِ منج سزنگوں
اول مار میرے کمر میں تیر سٹیا بھینیں پو منج کوں کمر توڑ کر
لے آ رہے سوں دو پھانک سینا لیا میری کھال ز بدن سون سب چلیا دکدا

۱۔ ب: کا توں تخت ہے ۲۔ ب: شرف ہے تجھے اور طوبی لکیتیں/جے: جو ۳۔ ب: نخلِ خرما لکیتیں۔
۴۔ ب: سعادت سے اوپا لیا ۵۔ حسد کرنا ۶۔ ب: گر کے پوتیوں (گڑ کے پوتیوں):
گھٹنوں کے بل) ۷۔ الف: تیوں جیوں خیال (ب: ترجمہ متن)

۸۔ ب: ہوئے گا منے گا ۹۔ ہر اتلہ آزاد پڑھے ۱۰۔ ہتی: ہاتھی ۱۱۔ اوٹ (الف): تھے
۱۲۔ ۱۳۔ نسخہ ب: (شعر ندارد) ۱۴۔ پھانک: ٹکڑے ۱۵۔ سینہ ۱۶۔ ز بدن: بدن سے (فارسی کا اثر)

میرے بند کرتی تھیں سوں ریشم شاخ
جلایا میرے ہار اداں کوں ملج میں سخت
اسی پر ہوں دل شاد ہر سال مجھے
گل اندام کے پانوں پڑتا ہوں میں
سراپنا جگ کوئی عاشقی میں گنوائے
سنا سخت تے شاہ جوں یو بچن

کیا دل میں کیتک اس سوں سوراخ
کیا میرے سینے کے تختے کوں تخت
گل اندام کرتی ہے پامال مجھے
قدم کے تلے اُس کے لڑتا ہوں میں
اپس کے بغل میں دلا آرام آئے
اٹھا سو چلیا سیر کرتا چمن

آمدن قیصر بدین شاہ بہرام

بخردار بہرام کن دھانیا
ہندس نے آجھار بوسستان کے
چلیا باغ میں جو نکہ شہ کا ترنگ
محل میں تے بھرام بھار آیا
دیکھیا شاہ کوں جو نکہ قیصر نے
نوں شاہ بہرام ترا نو پکڑ
لگا اپنے سینے سوں قیصر شاہ
پکڑ مات بہرام کا شوق سوں
کیا بیٹ قیصر شہ تخت پر
زباں کھول قیصر بہرام کوں
نزدیک اپنے تخت پر بیسلا

کیا شاہ قیصر نے آیا
پڑیا نوٹ قیصر سلطان کے
کسی ٹھار پر کچ نہ کر کر اڑنگ
کہ جوں سوردیدار دیکھلا آیا
ترنگ پر تے اترا اور غفور نے
کیا بوسہ دینے کوں جوں سخت در
پشانی کوں بوسہ دے ظل الہ
محل میں چلیا لے کو باذوق سوں
کھڑا ہو رہیا شاہ بہرام نہ
دے سو گند بہوت اس نیکو نام کوں
شہنشاہ کوں پہلو میں لے جا کا دیا

۱۔ ٹکڑے ٹکڑے شہ ب: کیا دل نئے عشق پرے سوراخ شہ ہار۔ ہار اداں: ہڈیاں۔

۲۔ ب: میں سب تے سخت (سہو کا تب) شہ ب: تخت شہ ب: پایمال شہ نسخہ ب: شہزادہ شہ ب: بغل میں اور عشق پائے۔

۳۔ ب: بستان شہ نوٹنا = بھگنا (ب): پڑیا پانوں قیصر سلطان کے) ۴۔ اڑنگ: اڑنگا۔
۵۔ راحت ۶۔ غفور: شاہان چین کا لقب ۷۔ ب: بازو پکڑ ۸۔ الف: چلیا جا کو لے ذوق سوں
(ب: ترجمہ متن) ۹۔ شہ ب: آہنہ تخت پر (اُس تخت پر = فارسی کا اثر) ۱۰۔ ب: پوجا گا دیا۔

دو لہوؤں دسیں تخت پر میل کر ۱۳۰ کہ جوں ایک انگولی ٹپر دو ہے کنکر
 کیا شاہ قیصور گنجور کوں اشارت سوں لا آب انگور کوں
 گئے چار سو ترک مٹھ ماہتاب کئے لا کو حاضر شراب تھوڑ کباب
 بھریا نعل الماس کے جام میں دیا بیگ ساتی نیکو نام نے
 دو نو شاہ پینے لگے جوں شراب گئے چاند رشکوں جلے آفتاب
 بلا چاشنی گیر قیصور شاہ کیا بیگ دے لا کو سفر ابھیجا
 جرط کے لے طشت آفتاب دے فرش تلے اس کے زربفت کی دھر قماش ہے
 کھڑے ہو کوشا ہاں کے ہاتاں دھلائے کہ جوں باغ رنگیں سفر ابھیجائے
 چنے روغنی لا کو روٹیاں قطار مرعفر کی چینیالے رکھے بے شمار
 رکھے لنگریالے لا کو دم پخت کے تمام اس میں گل کو مرغیاں پکے
 رکھے لاکے خشکے کے چینیالے بھرے ۱۱۱ اپر قاض کے ہلے کے بریاں دھرے
 سمو سے بھر دے، مشک ہو قند کے سہیلیاں اُپر ساق عود ساں رکھے
 گلاب ہو کھیسر تے حلو پکا تمام اس نے مغز بلے بادام بھا
 رکابیاں میں بھر کر رکھے جا بجا کندوری میں کئی حبس کا ترمیوا

لے ب: دو نو تخت پر یوں دے میل کر لے ب: جیوں ماہتاب لے ب: آور: اور لے ب: لال
 لے ب: پڑا چاشنی گیر = بکا دل = بادشاہوں کا وہ ملازم جنہیں کھانا پیش کرنے سے پہلے چکھنا ہوتا
 ہے تاکہ زہر کا اندیشہ نہ رہے، لے ب: جا کو سفر ابھیجا (سفر = دسترخوان لے ب: آفتاب = بولے
 فراش: خدمتگار لے قماش: ریشم لے روغنی روٹی لے مرعفر = زعفران میں رنگ ہوئے میٹھے
 چاول (زردہ) لے چینی مٹی کے بنے ہوئے برتن لے لنگری: لنگریاں = بڑے قسم کے طشت (دم پخت
 دم پر پکا ہوا کھانا) لے الف: لاشکے: خشک: اُبلے ہوئے چاول لے قاض: ب: قاض: قاز: کبی پزندہ
 (راج ہنس) لے ب: لاکہ لے سمو سے: سنوسہ (فارسی) لے ایک قسم کے پھلے دار مغزیات
 بھری کھاری (Bridges Article) لے کھیسر: کھیسر = زعفران لے الف: مرع (سہو کاتب)
 لے کندوری: گوشت کا کھانا

انتاس ہو ر رائے کیلے میٹھے شکر نیبو ہو ر خر کاش تھے کھٹے
کہوں کیا کندوری میں سب کو کچ تھا کسی کوں وہاں کوئی تیش پوچتا
یتا کھان سب شہر کی خلق کھائی سنگات اپنے کو بند موٹاں بجائی
ہو اشام کا وقت جا کر بگاہ اٹھیا سو گیا گھر کوں قصور شاہ

مجلس نگاہ داشتن بہرام

دے ساقی منجے جام بھر کر شراب میں جل کر برہ تے ہوا ہوں کتا
صراحی کہ توں کاں تے دوی نکال چلے پیالے میں دے توں یا قوت لال
دیوایا ہوں دے جام پورا منجے ۱۵۰ کہ بر تھا دیا ہے دھتورا منجے
اُسی تیج کرتا ہوں دیوانگی گنوا عقل اپنا میں نادانگی
مگر مستی سوں خاموش ہوں اتنا دیکھتا ہے تو بے ہوش ہوں
بیلا دیا بھر کو ساقی پھل جھکتا سورج کے غم بھل اچھل
پیا شاہ بہرام لے کر شراب سٹیا مونے ایک دانا کباب
بلا شاہ مجلس میں صیفور کوں دونوں بھائی قمطال صیفور کوں
نزدیک اپنے مسند اوپر بیٹلا کیا مست تینوں کو پیلا پیلا
ہندس کے دے بات میں جام شاہ کیا یوں زباں کھول بہرام شاہ
کہ دیکھیا ہوں کسی غم زمانے میں اپس کی یونخت آ زمانے میں
یو مدت پھر یا میں سو جوں آفتاب کیا نیں ہوں یکے ات کوں سکھ خوا

۱۵۰ الف: غمک (ب: کرکھ (ترش پھل) ۱۵۱ ب: کچر ۱۵۲ یٹا کھان = اتنا کھانا ہے موٹاں: بھیلے
۱۵۳ ب: گھر میں ۱۵۴ دوی نکال ۱۵۵ الف: اُچلے: صاف ۱۵۶ ب: حلیمن پیالے میں یا قوت
ڈال ۱۵۷ ب: ہوا = فراق ۱۵۸ دھتورا = زہریلا بیج جس کے کھانے سے آدمی پاگل ہو جاتا ہے۔
۱۵۹ ۱۶۰ مد کی مستی = شراب کا نشہ ۱۶۱ ب: ایتا ۱۶۲ ب: پیالہ ۱۶۳ ب: دانہ ۱۶۴ ب: بیلاہ/پیلاہ
۱۶۵ ب: سو بخت آ زمانے کے تیں ۱۶۶ ب: مسک سے خواب ۱۶۷ ب: بڑے کیلے (ب: ڈھاک کیلے)

کدھیں اپنے حال پر جوں ابھال ۱۱۰ یو جنگل میں روتا ہے ہو کر ٹڈھال
 کدھیں مارتا باگ کوں زیر کر زمیں کے اُوپر ڈالتا دھیر کر
 کدھیں ایسے صیفور سیٹے کینٹ کھڑے ہو کر لڑتا ہے لے کر فنک
 کدھیں باہن میں افرع دیو کوں کہ جوں رستم زالی کرتا زبوں
 کدھیں سرنگر کا پکڑ کاٹ کر کہ جیوں گیند سیٹا ہے دریا بہتر
 کدھیں رو برد ہو کو بہر اد کوں یو بختر سے دیکھتا مار خوں
 کدھیں خاک سٹ اپنے سین پر محل تل کھڑے ہو دوتا سال بھر
 اتال مد گذر یا میرا اشتیاق مجھے دل نہیں تاب لانے فراق
 بنجا تو کرے گا یو قیصور کیا میرا دل تو ہے عشق تے تھی دکھیا
 ہندس سنیا جیوں شہ تے چین کیا شاہ شیر افگن پسیل تن
 سعادت ہے قیصور چینی کی آج ۱۱۰ توں داماد ہوئے تو بہتر ہے تاج
 طلب کر کوں دے بھیج مخمور کوں کہے جا رہو پیغام قیصور کوں
 اگر بات سن شاہ بہرام کا عروسی کرے توں گل اندام کا
 بہوت خوب ہے اے شہ نامدار وگرنہ کیا تو کتا ہوں بچار
 پری چھے میرے پاس سردار ہے پریاں لاک در لاک خو خوار ہے
 یوشکر ہے بہزاد بلغار کا تمام اس لئے مرد تر دلاں کا
 اشارت کر لیں گا تو سلطان توں ٹھوڑے مار ایران طور ان کوں

۱۱۰ ب: کوئی دکا تب نے کدھیں (کبھی) کوہر جگہ کوئی لکھا ہے

۱۱۱ ابھال: بادل (مراٹھی) ۱۱۲ ب: باگ کوں مارتا زیر کر۔

۱۱۳ ب: گھیر کر ۱۱۴ ب: یک رنگ (دیکنگ) = تن تنہا ۱۱۵ نسخہ "ب" شعر ندارد۔

۱۱۶ ب: بڑا کنواں جس کے اندر خس خاتے بنے ہوتے ہیں۔

۱۱۷ ب: گمراہ کر (سہو کا تب) ۱۱۸ ب: دریا کے بھرتلہ الف: بہزاد دیوں (ب: برجی تن)

۱۱۹ ب: مر لے ہو دنا: داؤزا ند ۱۲۰ ب: دو ۱۲۱ ب: شیریں چن ۱۲۲ ب: آج پڑھتے ۱۲۳ ب: الف:

تومیرا سرتاج ۱۲۴ ب: الف: ملک ۱۲۵ ب: الف: کھے جا پیغام ۱۲۶ ب: کیا ہو لے کیسا ہوں: کرتا ہوں۔

۱۲۷ ب: تیرے پاس ۱۲۸ ب: تلوار ۱۲۹ ب: کرے گا لے لھوے: تلواریں۔

کیا شاہ نیش عاشقی میں روا کہ معشوق پر جم جاوے ماروں ٹھوڑا
یو بہتر ہے میں دوستداری کروں گل اندام کی خواستگاری کروں

فرستادن شاہ بہرام گنخور را پیش قیصور برای خواستگاری کردن بہرام

بلا شاہ بہرام گنخور کوں کیا جا کو یوں بول قیصور کوں
میری بندگی ہو رہا بول کر ۱۱۸۰ پچھیں سر بسر مدعا کھول کر
کہینا ہے بہرام بندہ تیرا کہ بندہ ہو مرنے کا ہے زندہ تیرا
عجب نہیں اگر جا توں سر بھیں دھڑے گرد جمع بندیاں میں میج کوں کرے
شہنشاہ تے گنخور سن کر یو بات رکھیا اپنے سر کے اُپر الہات
ترنگ پر چڑیا جوں بجا ایک طاس گیا بیگ گنخور قیصور پاس
ادب سوں کیا تین کر نش سلام کیا کھول کر راز سارا تمام
سنیا بات قیصور سوچنے لیا پچھیں دو گھڑی فکر کریوں کیا
کہ بہرام میرا سو فرزند ہے جگر گوشہ ہے ہو رہا بندہ ہے
مجھے کوئی بیٹا جو اُن بخت نہیں کہ بعد از میرے صاحب تخت نہیں
جگت میں رہتا نہیں کوئی برقرار بھلا ہے کہ یو تخت دیوں یادگار
وے کام بیٹے کے ہے ہات میں ۱۱۹۰ مجھے کام کج نہیں ہے اس بات میں

۱۔ جائز ۲۔ جا کہ ماریں ٹھوڑا (ٹھوڑا: مجازاً تلوار) ۳۔ ب: او ۴۔ الف: عنوان کی
جگہ خالی ہے (ب) عنوان دارد ۵۔ ب: بزاں (بعد از ان) ۶۔ ب: کہینہ ۷۔ ب: کہ بندہ
ہے، ہو مرنے کا ہے زندہ تیرا ۸۔ ب: جمع اپنے بندہ یاں میں ۹۔ طاس: گھٹنے کے طور پر بچایا
جانے والا تھاں ۱۰۔ ب: رہیا ۱۱۔ ب: منجے دو گھڑی۔

۱۲۔ ب: چلیا میں رہتا نہیں ہے کوئی قرار ۱۳۔ کام: اعتراض کے معنوں میں

اگر اوقبولے توراضی میں ہیں
 رضا شہ تے گنجور نے پائے کر
 حکایت کیا تھا سو قیصر سب
 سنیا شاہ بہرام جوں یو بچن
 کیا شاہ بہرام صیغورے کوں
 جہاں آفرور استری کوں بلا
 گل اندام کے پاس مل دونو جائیں
 شہنشہ تے صیغورے کربو بات
 جیٹا کوں بولیا کہ توں گھر کوں جا
 جیٹا نے یکبار پر کھول کر ۱۳۰۰
 سمن بو کوں بہرام کا کر سلام
 بلا یا ہے تناکوں جا میں چلو
 سمن بو اٹھی بین کسوت ہری
 مرصع کا سرتاج سنگات لے
 جرٹ کے انگوٹیاں چنی یک ہزار
 حاملہ عنبرچی کسی دہری
 پیالے کئے یعل یا قوت کے
 طبق پانچو ڈھال موتی مام

جرجا کو بہرام سوں بول تین
 دیا بیگ بہرام کوں آخبر
 کیا کھول کر یک یک گنجور سب
 پھکیا آجوں او خوشحال ہو کر بدن
 سمن بو کوں سیگی بلا بھائی توں
 ترے جیو کی پیاری پری کوں بلا
 کہ شاید خوشی کی خبر لے کر آئیں
 رکھیا سر یوسلم کر دونو بات
 سمن بو کوں سیگی بلا کر لے آ
 اڑیا سو گیا اپنے گھر کے بہتر
 کیا شاہ دھرتا ہے تمنائے کام
 اٹھو بیگ جاگے تے اپنی ہلو
 اُپر اڈ کر اڈنی زر زری
 سہاورد (او) سنجاب کے پوستکے
 جرٹے تھے تمام اس پوعل ابدار
 چھجے میں تے پاس آئے سب عنبری
 جو الماس روشن صراحی کتے
 ہریک ڈھل ھیتلی میں کرتے سلام

لے نسخہ بشعندارد

۱۳۰۰ ب: بھولا جیوں خوشحال سوں ۱۳۰۰ الف: قیصر (سہو کا تب) ۱۳۰۰ نسخہ ب: شعور ماشیہ
 (..... بولا کہ توں لام ۱۳۰۰ نسخہ ب: شعندارد ۱۳۰۰ سہاورد: سنجاب (دوستکے) جرٹے کی بنی
 ہوئی (پوستین) ۱۳۰۰ نسخہ ب: شعندارد (جرٹے) جرٹا و کام کی انگوٹھیاں، ۱۳۰۰ ب: /
 - اہل عمر چہ کسی دہری ۱۳۰۰ ب: بدن میں تے پاس آئے سب عنبری ۱۳۰۰ ب: کیئے لال -
 ۱۳۰۰ ڈھال موتی = ڈھلے ہوئے موتی

کینزاں پر یاں سرو تیوں سرفراز
 ہر کیس کے لئے ہات میں چنگ ساز
 پوسب پیش کش لے تمام اوس پاس ۱۲۱۰
 سمن بو چلی آئی بہرام پاس
 کھڑا ہونوں شاہ بہرام نے
 تو اضع بہوت کرنیکو نام نے
 سمن بو کوں مسند اوپر بیلا
 اول بیگ شربت کا پیالا پلا
 کیا باٹ میں رنج کھینچے تھیں
 ولی شکر تمنا کوں دیکھے ہمیں
 میرا عرض میں یہاں (اد) صاحبِ حال
 گل اندام کے پاس جانوں اتال
 میرا بول تسلیم کورنش ہزار
 دعا بعد ازاں کر کوئی بے شمار
 تیرے پر ہے ظاہر میرا حال سب
 چھٹے تن میں بارے تمن تھر تھری
 میں شہ پاس گنجور بھیجا اٹھا
 کہوں کھول کر گیا پھر احوال سب
 اتا کام تجھے پڑیا ہے میرا
 مراد آپنا تھا سو پایا جتا
 پیالا منجے وصل کا توں پلا ۱۲۲۰
 تھے کیوں کہوں پھر پھر اگر ذرا
 دگر نیں تو مرتا ہوں میں تیللا

رفتن ہمیشہ صیفور سمنو پیش گل اندام

نخواستگاری

سمن بو شہی شاہ کا جیوں سپاس
 گچی تل میں اڑ کر گل اندام پاس
 کھڑی ہو کو تسلیم اول کری
 حکت کے پر یاں میں کی ادشہ پری
 اشارت کینزاں کوں کی بیگ او
 جکج پیش کش ہے تلوسب پیش لاؤ

لے ب: دیں لے پیش دیں سے
 لے ب: ایک لے نسخہ "ب" شعر نادر دے ب: عرض اس باب لے ب: بک جانوں نزدیک
 اتال لے "ب" کرنش آدار = کرنش = آدار: آدر بمعنی عورت (باعزت و توقیر سلام)
 شہ "ب" پھوٹے لے بارے: ٹھنڈی ہوائیں (مراٹھی: وارا) لے ب: کیا پھر کہ لے ب:
 مراد آپنا (دو توں الف ممدودہ: دکنی اثر) لے ب: پر یاں کی ادتھی شہ پری لے ب: سو: نادر

گل اندام نزدیک اپنے بلائی
 تو اضع کری بہوت خوشحال ہو
 سمن بو گھڑی بیٹ کر تخت اوپر
 کھڑی ہو کو دو بات کوں جوڑ کر
 تیرے پاس بہرام بھیجا منجے
 گل اندام نارنجی سنی بات جیوں
 منڈی پھول ڈالی کی منے نوائی ۱۳۲
 اکتھا جیو لئی شاہ بہرام پر
 گھڑی دو کے بعد از گل اندام یوں
 کھڑی کی تلے ہے توں بہیٹ اے شہری
 سمن بو کہی تا نیاؤں جواب
 نہ بیٹھو (نگی) شہزادی کے پاس میں
 کہی یوں گل اندام موں کھول کر
 سمن بو موں تنہائی سول یار میں
 قبولیا اچھیکا تو قیصور آج
 سمن بو دعا ہو ر تسلیم کر
 کہی کھول کر بات بہرام کوں ۱۳۳
 سمن بو کے پاؤں پو بہرام پڑ
 بلا شاہ بہرام گنجور کوں
 سنگات تخت اپنے اوپر بیلائی
 کہ جیوں پھول لالے کے تیروں لال ہو
 ادب موں ہلوں تخت پر نے او تر
 کہی عرض دھرتی ہوں تج نے مستر
 یو پیغام بولیا کہ دیوں تجے
 گل لالے تے جوں کہ بات جیوں
 شرم تے تن اپنا عرق میں ڈوبائی ۱۳۴
 ولے جیٹ سوں نا کہی کھول کر
 سمن بو سوں یولی دلا آرام یوں
 میرے تخت اُپر ال اے گن بھری
 تیرے موں تے اے سنجہ آفتاب
 کہ آئی ہوں لئی دل میں دھڑاس میں
 بچن ڈھال موتی بمن ردل کر
 نہیں باپ کی بات تے دور میں
 میں راضی ہوں میرا نہیں ہے علاج
 چلی آئی بہرام کن ماڑ پر
 کہ راضی کری میں گل اندام کوں ۱۳۵
 ہو خوشحال تلویاں پو موں کوں لگڑ
 کیا جا خبر بول قیصور کوں

لہ ب: لالہ ب: سوں اتر۔ ۱۳۲ ب: تج تے مگر یہ ناری: عورت شرم لے مہری
 = ایلوچ ۱۳۲ ب: منڈی شہ نوانا = جھکاتا شہ زبان تلہ کی: کیوں ۱۳۲ ب: کہتی ہوں۔
 ۱۳۳ ب: سے یار میں ۱۳۳ ب: نہیں باپ کی بات نے بھانیں (بات سے باہر ہوتا۔ راضی ہوتا)
 ۱۳۴ ب: شہزادی "ب" شعر ندارد شہ نسیم "ب" شعر ندارد۔ ۱۳۵ ب: پانواں ۱۳۵ الف: پورب:
 (ترجیحی متن)

گل اندام راضی ہے بہرام کوں شہنشاہ کے کان میں جاہلوں
 بلاشاہ گنجور کوں یوں کیا بہوت خوب تچ کوں رضائیں دیا
 توں جا کا ساز سی جھج ہے سو کر میرے کن نہ لا ہر گھڑی یو خبر
 رضا شہ تے گنجور جیوں پائیا نول شاہ بہرام کن آئیا
 دیا شاہ گنجور کوں یک ترنگ سرو پاڑے مول کاہور فرنگ

عقد بستن بہرام با گل اندام

مہندس سطرلاب لے ہات میں ارسطو بن دیک تل سات میں
 موافق ستارے سوں بہرام کا پڑیا جیوں کہ تار آ گل اندام کا
 کیا عقد باندو تو قاضی تمیں ۱۲۵۰ اوڈو نو ہے اول تے راضی تمیں
 دیکھیا جیونکہ قاضی تے شریف نقد بندیا مشتری سات زہرا کوں عقد
 مبارک کچے لوگ سارے تمام پیسے بعد ازاں لے کو شربت کے جام
 گل اندام کا مہر تھابے شمار ہزاراں تے لاکھاں کروڑاں تے بھار
 بڑے زور تے میزبانی گنلے نقارے طبل ہور دما بے بجائے
 مہندس دیا بھیج بیگی بڑی سنگات اپنے لایا سوا یک بل گڑی
 ہزار اونٹ کھیسر گلاب، ارگچا ہزار اونٹ صندل، اگر ہو پوجا
 ہزار اونٹ صندوق بھر کر قطار تمام اس میں یا قوت لعل آبدار
 ہزار اونٹ بستے سوز رقیقت کے ہزار اونٹ غالی نمد تکت کے

لے رازدارانہ انداز میں لے ب، لیا لے نسخہ "ب" عنوان ایجاد ارد۔

لے سر دیا: اعزازی کرپان شہ فرنگ: تلوار لے اصطراب: ستارہ شناسی کا آکر واسطو
 عربی، شہ جیوں کہ طالع گل اندام کا شہ ب: اے قاضی لے ب: ہمیں۔

لے بیل گاڑی لے کھیسر زعفران لے اُٹن کی ایک قسم لے عود ہندی لے چوا: بلحاظ
 سیاق و سباق، ایک قسم کی خوشبو لے ب: لال

ہزار اونٹ کٹی قماش اور لال
ہزار اونٹ بادام پستے سوں بھر ۱۲۰
ہزار اونٹ ابلوچ نابات کے
ہزار اونٹ اندگے کے پان کے
گل اندام کے گھر میں یوسب لچلے
دیکھیا شاہ قیصور نے جو بڑی
گل اندام کے گھر میں ہیں دیا
کھڑا ہو کو گنخور نے نامدار
فراشاں کوں غالبان بجاؤ کیا
بندے دوڑ اسان گریاں فراش
رکھے گاوتیکے ہریک ٹھار پر
جڑے تھے کنکر تخت کوں یک ہزار ۱۲۰
مڑے تھانے محل میں سائے تمام
ہریک ٹھار قندیل روشن کئے
گوئے خوش آواز گانے لگے
ادھا گود میں لے کو عاروس کوں
مشاطہ کھریاں بھینس ادھار دھر
کرے ایک بالاں کوں سر کی کنگوئی

ہزار اونٹ صندوق میں بھر کونال
ہزار اونٹ گونی بنگالی شکر
ہزار اونٹ گانڈے مٹھے شان کے
ہزار اونٹ چکنی سپاری رکھے
ڈکی ڈگ گنی پاتراں کوں بچائے
جلج تھا سوسوغات ہو رہیل گڑھای
دلایت تمام اور ماچیں دیا
کنارے رکھیا بڑی ایک ٹھار
نگینے محل میں بیکھاؤ کیا
تو اسیاں بھانے، نمد خوش قماش
رکھے تخت لاکر ستوارے صدر
رتن ہو رمانیک، پاج آبدار
ہر ایک طاق میں آرسی جیوں رخام
ٹھلا لاں کھڑے کر لگائے دیوے
لے کر ساز ڈومنیال بجانے لگے
نگینے محل میں لے آتے ہلوں
گل اندام کوں بیسلا تخت پر
لے رد مال پونچے کین موں کی خوشی

ب لہ قماش = قماش: ریشم کا پٹرا یہاں مراد

ریشم سے ہے) لہ ایک قسم کا عمدہ کپڑا لہ تھیل لکھ گانڈی نے میٹھے شہد کے۔
(گانڈے: گئے) لہ اندگے: ڈالے لہ ب: بلگری = بیل گاڑی لہ ب: مرہیں۔
لہ ب: لاؤ کیا لہ جھڑی دا بچے لہ دریاں، چادریں لہ نسخہ ب: شعر نارد لہ کھیڑے
ہوئے تھے لہ کڑا: جام: الف: رخام: سنگ مرمر ہو عملہ الف: کیوسرودنیاں بجانے لگے۔
(ب: ترجیحی متن) لہ ناچنے والیاں لہ نسخہ "ب" شعر نارد لہ نسخہ "ب" شعر نارد
لہ کٹھن لہ پسینہ

پٹیاں لے کو ایک انگوٹیاں گندی
 سفید ایک مویں کوں لاتی اتھی
 یکن تہل کھنچے پشانی اوبر
 تھڈی میں یکن مشک کا خال لائے ۱۲۸
 یکن تیل لا زلف پہچاں بھرے
 یکن لال پہچیاں کوں ہندی لگائے
 سنوارے گل اندام کوں جو تمام
 گیا بیگ جگجور بہرام پاس
 کیا شاہ بہرام سرگشت ہے
 بڑی رات ہے آج کی رات یو
 شوانی قبا پین بہرام نر
 پشانی پوسیرا جرٹ کا بندیا
 جہاں پائما پر ہوا جیوں سوار
 دامے بجانے لگے ہو ر قوال ۱۲۹
 چلیاں ناچتیاں پاتراں چو کدن
 پھرے گھول ہو ر گیت گانے لگے
 چلے شہ کے سنگات لوگاں قطار
 ہر ایک ٹھار جلتے اتھے بھینے نئے
 یکن لے کو چوٹی میں مہ بند بندی
 یکن بہوں کوں دسمہ لگاتی اتھی
 کسی کا نظر نا لگے تیوں ککر
 سینے کوں یکن ار گجالے لگائے ۱۳۰
 جگت کے دلاں کو دیوانا کرے
 کھڑے قد پوتے یک بلا دور جائے
 کھڑیاں ہو مشاطہ کیاں سب سلام
 بڑے مول کا پین کر یک لباس
 نگینے محل میں چلو گشت ہے
 مٹھی جیونکہ ابوج نابات یو
 منڈا لٹے پوز رتار کا تاج دھر
 پھل بھول کا گیند لے کر گندیا
 اٹھیا مشک ہو ر عود کا دھند کار
 اڑانے لگے دو طرف تے رومال ۱۳۱
 سینے سوں لگا کر چو ا ہو ر چندن
 ہر یک تال منڈل بجانے لگے
 جلاتے بتیاں موم کے کئی ہزار
 پکڑاٹ کھن کی ہوا یاں چلے

۱۲۸ پ: انگوٹیاں مہ بند مو باف:

تہ ٹھڈی شہ تر ۱۲۹ پ: کھڑیاں ہو کیاں سب مشاطہ سلام ۱۳۰ پ: یکا یک (سہو کاتب)

۱۳۱ پ: شرگشت (شہرگشت) الف: شرگشت = بارات ۱۳۲ پ: بیٹھی ہے جیوں ابوس نابات یو

نہ شوانی (شہانی) ۱۳۳ پ: منڈا ۱۳۴ پ: عامہ ۱۳۵ پ: سیرا = سہرا ۱۳۶ الف: گوندیا = گوندھا (ب)

نوندیا ۱۳۷ پ: پایما ۱۳۸ پ: دہوند کار = غبار ۱۳۹ پ: ار گجا ہو ر چندن

۱۴۰ پ: چکر کھانے لگا (گول) ۱۴۱ پ: ڈھولک ۱۴۲ پ: کھن: آسمان (کھن: سنسکرت: آسمان)

بہوٹ مونیہ سنگات تھا آگ کا
 نول شاہ بہرام پر جوں پھتر
 نظر میں جگت کے پریاں کے پریاں
 نزدیک آکو بہرام دہلیز پر
 سکانیاں گل اندام کیان تھا چار
 حرم میں گیاں لے کو بہرام کوں
 نہ تھا تاب چلے کوں بہرام میں
 نگینے محل میں جو نوشوٹے لے جائے
 مشاطہ کھڑی ہو کو پر دایکھو
 ادعاشق اول دور پر دایکھو
 سنے سوں لگایا گل اندام کوں
 سلا تخت ابراہ اول سندی
 کیا دور مکٹے گنگٹ کا نقاشے
 کیا دل میں مون کا نمونہ ہے یو
 گھڑی دارمون پوتے پانی پیوے
 گھڑی بات میں لے کو بالائے
 گھڑی آنکھ میں آنکھ رک کر بجائے
 گھڑی اپنے بچے میں جو بن بکھو
 گھڑی بیٹ کر دونوں پاواں پڑے

۱۳۰۰ کر دوں کیا میں تعریف رنگ راگ کا
 پریاں سر پوڑیاں تھیاں کھوں
 معلق ہو دسرا دسے آسماں
 کھڑا ہو رہیا جوں ترنگ تے اتر
 اپس میں آپی ایک کون یک پکار
 ۱۳۰۰ مکر بند میں ہاتھ بھاڑو رسوں
 کہ جیوں کوئی چلتا ہے حمام میں
 یجا شاہ کوں تخت پر بیٹلائے
 ہوئے نیں تلک دور جلاوے کر
 او پھولاں کی ڈیر سی اٹھا کر لیا
 ملایا اسی وقت پر مٹوں سوں
 او جو ہر پر کھنے لگیا جو ہری
 بغل میں دیکھیا رات کوں آفتاب
 کہ میں دیکھتا ہوں سو سونا ہے یو
 گھڑی بھر کوں اس پاس قرباں ہوئے
 ۱۳۱۰ گھڑی مون مے ہونٹ لے کر چونکے
 گھڑی میں او چاکر سنے سوں لگائے
 کرے عشق کی بات دونوں لگے
 گھڑی بیٹ گالاں کو دانتاں لگے

۱۰ نسخہ: شعر ندارد ۱۱ الف: نظر میں جگت کے پریاں کر پریاں (ب: تزجی متن)
 ۱۲ ب: کہ تین چار ۱۳ ب: یک یکسوں بچار ۱۴ بھانا: ڈالتا ۱۵ ب: چلتے ہیں ۱۶ دہا:
 نوشاہ ۱۷ ڈیری: ڈالی یعنی ٹوکری (رسید) (ب: ڈہیری) الف: گیا (تزجی متن: لیا)
 ۱۸ مک: مکھ ۱۹ گھونگٹ کا پر دا ۲۰ مون = گھڑا (رفورٹ ۱۲۱۵ رجن) ۲۱ الف: پر تے۔
 ۲۲ ب: کہ ۲۳ سونگے = سونگے ۲۴ مٹ = چونگنا = چوستا۔ ۲۵ اٹھا کر
 ۲۶ لگڑ = رگڑ (دکنی اثر) ۲۷ ب: گھڑی دونوں ناں کوں دانتاں لگے

یکایک ہتی مسیت بہرام کا
دڈے کوٹ کے پھوڑ بھر مل گیا
لیا شاہ بہرام نے کوٹ تو
گل اندام کی مانی کاچی پکائی
اچا سونڈ دوڑیا سو ہو کر منت
ادھی رات اٹ کر جو سونڈل کیا
سُنیا سو کیا غلق شاہ باش سو
جے لوگ تھے سب کون حلو کھلا

بجواب دیدن شاہ بہرام کہ پدر بیمار است

بیاں یوں کیا خوب دانا حکیم
جکوئی یاد کرتا نسین اپنا وطن
اگر کوئی غربت میں شاہی کرے
اپس کون دیکھے کھول کر جوں اٹکھا
وطن سب کوں دنیا میں پیارا ہے
کیک رات بہرام نے لیلی
دیکھیا خواب میں باپ بیمار ہے
لیا شاہ قیصورتے جا رضا
جہاں پائما پر چرٹ یا کود کر
گل اندام کی پاکی لے ہوں
نول شاہ بہرام خوش حال ہو
بزرگاں تے باتاں سُنیا سو قدیم
او مردا ہے بیرق سو اس کا کفن
اگر مال ہو ر ملک لاکھاں دھرے
دیوے خاک تن کا وطن کا نشاں
سفر ہے سو جیوں باد باراں ا ہے
سوتا تھا گل اندام کے لگ گلے
ضعیف ہو ر باریک جوں تار ہے
کیا خواب سب کھول کر اس وفا
چلیا سر بوجہ چہر یا پکڑ کر چہر
کشت دلیں بعد از گیار دم کون
کہ جیوں پھول لالے بن لال ہو

لے ب: شاہ بہرام کا لے متا = مست رہے در اللغات) لے جسم کے بندھار
لے صدر دروازہ لے سونڈل کیا: لڑائی کیا لے کوٹ لینا = قلعہ فتح کرنا۔

لے کاچی: کان = پی = شادی کی ایک رسم (فریور ۱۹۵۳) چادلوں کی پیچ = سوپ (آلی پانی
= نو بیا ہتا جوڑے کو چوڑوں کا سوپ پلاتے ہیں) کوکن میں آج بھی یہ رسم ہے لے نسخہ الف:
عنوان ندارد لے بیرن = دشمن لے ب: سوں لگ لے چہر یا = پھتری پکڑنے والا۔
لے دھیرے سے لے کتنے دنوں بعد لے لالہ۔

پڑیاں ہور باپ کے پاؤں جا گل اندام کوں لا کو قدماں پوچھا
 دیکھے جیوں کہ ماں باپ فرزند کوں ۱۳۳۰ سنے سوں لگائے اُچا جیوں تیوں
 اٹھائے بُدا ہور بیمار باپ اٹھا تھنڈی ہور اے بہوت تاپ
 کتک دیس بعد از او کشور موآ ہوا شاہ بہرام نے بادشاہ

کیا ہوں میں چالیس دن میں کتاب بہوت فکر کر رات دن بے حساب
 گینا بیٹ بیتاں کوں میں رنگ جہل ہزار اور اے تین سو پر جہل
 اٹھا سال تاریخ کا خوش نیک سہ ایک ہزار اور ہشتاد ایک
 اگر کاغذ لگن کا ہو دے دھو را صنعت تیری ٹھوس تو بھی پورا { کذا }
 لگا کر طبع کی موتیاں سوں ڈورا بچن کا جگ مئے ماریا ڈھنڈورا
 یونانہ پڑیں گے تو بہر خدا پڑو فاتحہ نام لے کر میرا
 یونانہ کوں طبعی کیا ہے تمام ۱۳۳۹ ہجری محمد علیہ السلام
 ایک شعر کی نشاندہی نہ ہو سکی۔ (کل اشعار ۱۳۳۰)

سہ ب: پاؤں پوچھا (پاؤں پر ڈال کر) ۱۱ نسخہ دب، شعر ندارد ۱۲ نسخہ دب، شعر ندارد
 ۱۱ بی بھی ۱۱ تاب: بخار (تاپ) ۱۱ شاہ کشور نے انتقال کیا۔

سہ ب: کیا میں یو بیتاں نو اگر جو سیس ہزار اور تین سو پر سوتیس (۱۳۳۰)
 سہ ب: خوب دین = اچھا دن ۱۱ دب: سنے یک ہزار اور ہشتاد تین (۱۳۳۰)
 ۱۱ تن پنڈوری صاحب کی کتاب ”ہندی کے مسلمان شعراء میں طبعی کے دو نئے اشعار
 دستیاب ہوئے ہیں جو نسخہ ”الف“ اور ”ب“ میں نہیں ہیں۔ ان اشعار کے اضافہ سے سنوی
 کے اشعار کی تعداد ۱۳۳۹ ہو گئی ہے۔ (دونوں نانی مصرعے بے وزن ہیں۔)
 ۱۱ نسخہ الف میں یہ شعرا ہتھامیا اشعار کے دو اشعار قبل ہے۔ نسخہ دب، میں صحیح جگہ ہے۔

نسخہ الف

کاتب الحروف سید مظفر ۱۴۱۱ سال

نوشۃ بماند سیہ بر سفید نویسنده رانیست فردا امید
نویسنده را اے خداوند کریم بمحشر نگاہداریش از جہیم
تمت تمام شد کار من
نظام تمام شد، برلش میوزیم، لندن

نسخہ ب

تمت الکتاب شد کار من نظام شد در ماه رجب بتاریخ چہار دہم شد
بروز سہ دوشنبہ بوقت سہ بہار ۱۲۳۴ ہجری کاتب الحروف
کرم خاں پسر اعظم خاں ساندوئے از قلم تحریر یافت باشندہ قمرنگ
زیاد چہ یاد

ہر کہ خواند عاظم دارم : زانکہ من بندہ گہگام
این کتاب بہرام و گل اندام غلام مرتضیٰ علی خان تمیزی جمہدار است
اگر دعویٰ کند - باطل و ظل است

زیاد چہ یاد
(مہر) کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد

۱۔ موجودہ، کرنول (کرناٹک)

۲۔ اسی کاتب نے مذنب کی شہنوی پنجہ آفتاب بھی نقل کی ہے جو گورنمنٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
عابد روڈ، حیدر آباد کی مخزنہ ہے۔ کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات، از مولوی نصیر الدین ہاشمی صفحہ ۱۳۷

فرہنگ

۱:-

الموج	مصری	انک باندھنا	ٹکٹکی لگانا
ابھال	بادل (م)	اگو، اگر، آگو	آگ
اُپارٹنا	اُکھاڑنا۔ کھسٹنا	اکھٹ	سالم
اُپراں	ادپر کی طرف	امرت = اُمرت	(امرت پھل: مجازاً: جوبی)
اُتال	ابھی۔ اسی وقت	اُٹ، اُٹے	اُٹ
اُچھیں	رہیں	اُڑنی	اُڑھنی
اُدھر	ہوٹ	اُدکھن	ید ذات
اُدھیں	اُدھی	اُدچانا	اُدھانا
اُرسی	اُرسی: آئینہ	اُڑیا	اُڑا
اُڑا	لکڑی کاٹنے کا ہتھیار	باٹ	راستہ
ارگجا	ایک مخصوص اُٹن	باٹ چوڑنا	راستہ بھٹکنا
اُڑنگ	اُڑنگا۔ مزاحمت	باج	سوا
اُساساں	ٹھنڈی سانسین	باگ نک	شیر کا تاج
اُستری	عورت	بالادینا	اونچا اٹھانا
اُسمان گیریاں	چھتری دار خیمے	بارا	تیز آمدی
اُفتادے	اُفتابے (لوٹے)	بادبارا (ر)	تیز آمدی اور بارش
اُلتگنا	اُلتگنا: کود کر جانا	بانک	گولائی دار خمر
اندلا	اندھا	بارغوم	برغم (ایک ساز)
انکھیاں پسار	آنکھیں پھاڑ	بالشت	تکیہ۔ لوڑ
انگلی لڑنا	انگلی ڈالنا	بادلی	کنواں
انک	آنکھ		

بائیں	گہرا کنواں (بارو)	بیگی۔ بیگ	قورا
باگ گھور	خیر کی طرح غزا کر	بیلا	بیٹھا
بالا دیا	اوپنچا اٹھایا اور گھمایا	بہکیلیا	ایڑ لگائی
بنجہ دار	حاجب	بے بدل	بے مثال۔ انمول
بدل	بادل کا مخفف	بہک بہک	بک بک
بدل	مانند	بیرن	دشمن
بچاڑنا	سوچنا विचारणे	بھال	بھالا
پدا	وداع	بھار	باہر
برہمی	(غیر غیر) ایک قسم کی خوشبو	بھار ڈھونا	وزن اٹھانا
برسہ	بھڑکا بچہ	بھان	بہن
پرہا: پرہ	(ہندی۔ ورہ) فراق	بھانک کر	بھونک کر (تلوار بھونکنا)
پرہ کی گھیری	فراق کا چکر	بھرم	اعتبار
بز ان یا بزا	بعد ازان	بھڑکل	قلعہ کا صدر دروازہ
بڑے مول کا	نہایت قیمتی	بھریا پڑیا	خوشحال و آباد
بڈ نام	نامور (نام دنت: مراٹھی)	بھوگی (بھنور)	پھول کا رس جو سنے والا بھٹو
بندیں سنپڑنا	قید ہونا	بھومان	بہت عزت و توقیر
بل گڑی	بیل گاڑی	بھیں۔ بھینیں	زمین
بلا کو	بلا کر	پ	پ
بوس دینا	بوسہ دینا	پار	پہر
بونہی	ناف	پاگے	اصطبل
بجلی	بجلی	پاچ	زمرہ
بیٹ	بیٹھ	پاٹ	دروازے کا پٹ
پیٹ	جزیرہ	پان	پانوں
بی	بھی	پتیل	پیتل
بیہا بان	بیابان	پیالی (پیالے)	جام

لگایا	تانیا	ٹپکنا	پھرنا (پچھرنا)
اسی وقت	تدم	چکر کھا کر گزنا	پچھاڑی کھانا
ٹوٹ کر	ٹٹ کو	ہاتھ پیچھے کی طرف باندھنا	پچھوٹے بندنا
تلوار	تردار	آدمی	پُرس
ترکی صفت والا، ظالم	ٹرک خو	پہرے دار	پردار
گل دار کپڑا	ٹکٹی	بڑی نوعیت کا پتھر	پرترم کا پتھر
توہی	توخی	پرترم - پردتم	
تیل لگائے	تیل کھینچے	پُرت دم - پہاڑ کی طرح	
وٹ		(سنسکرت)	
جگہ	ٹھان - ٹھانوں	پار کیا	پر کیا
چُھو کر	ٹوک کر	تیروں والا، ہتھیار	پردار
ٹھوکر، ہمیز	ٹھوکی	سورج کی کرن	پنجر آفتاب
دوڑانا	ٹھیلنا	پنکھ	پنک
وج		ہوا	پون
زرتار	جانوا	رُدیہ	پیکا
جگہ	جاگا	صبح سویرے	پیٹ
لختِ جگر	جگر گوشہ	پھیرا	پھریا
دنیا	جگت	پھل - ٹوک، نیزے کا	پھلا
اُجلے کا مخفف	جلے	ٹوکیلا حصہ	
سانے	جلو	پھولا	چُھکیا
نوسے کی جالی دار بنیاں	جنتہریاں	گول گول چکر لگاتے رہے	پھرے گول
ڈھانکنا	جھانپنا	پھولوں کی ڈالی	پھولوں کی ڈیری
جھمل	جھل اچھل	وٹ	
جل مرے	جھل مرے	بخار	ٹاپ
موتیوں کی نقاب	جہلم	عربی	ٹازی

جھمکنا	چمکنا	چھنل	پے شرم - بد ذات
جھنر	جھیز		ح
چپ کچکچانا	غصہ میں زبان کاٹنا	خزینا	خزانہ
جیودان	زندگی کی بھیک	خمرک	مکرکھ، ایک ترش پھل
	حیات نو	خوئی	پسینہ
	وچ	خلاص کرنا	آزاد کرنا
چاپنا	دانا		د
چاشنی گیر	بکا دل	داتا ر	خدا
چپ	خواہ مخواہ (بلا وجہ)	داس	غلام
چرن	پیر	دانشاں دہرٹاں چاپنا	دانتوں اور ہونٹوں کو چپانا
چلیا	پھیلا	دب کرنا	ایڑ کرنا
چندن	خوشبودار لکڑی	دراج	یتیر
چندر بھان	چاند اور سورج	دسن	دانت
چونگنا	چوسنا	دک	دکھ
چومٹی	چونٹی	دکیا	دکھی آدمی
چون کر	چن کر	دکھن	دکھ درد
چوکانا	نشانہ خطا کرنا	دکھیر	دکھ + ہیر = دکھ بھرا۔
چو کھنے	چو خانے	دل گرم ہونا	عاشق مزاج ہونا
چوا	زعفران کا لپ	دل بند ہونا	(دل بستن کا ترجمہ)
چوک کر	پرکھ کر		دل لگانا۔
چوٹے	چوسنے	دم سیندنا	سانس روکنا
چہتر	سایہ	دودم، دودم، دودم	سانس کا دھواں
چہتریا	چھتری پکڑنے والا	دود	دودھ
چہند بند کرنا	انڈا دکھانا، نخرے کرنا	دہندہ دورا	دھندل دورا
چینیاں	شینیاں (دڑی تھال)	دہرتی	دھرتی - زمین

دھنگر

بکری چرانے والا

رائے کھیلے

بڑے کیلے

دھلارا

دھول اور مٹی کا طوفان

رخام

سنگ مرمر

(دھکڑٹ)

رک سٹنا

رکھ چھوڑنا

دھور

طاقتور، بادشاہ، بزرگ

رن سور

رن + شور، مرد میدان

دھور

دھواں

رمہوار

(ہوا کا تخت) گھوڑا

دھتورا

ایک پودا جس کا بیج

رین

اندھیری رات

نشہ آور ہوتا ہے اور

ریسماں باز

کمند انداز

اس کے کھانے سے آدمی

د ز

پاگل بھی ہو جاتا ہے۔

زبر تنگ

زیر زین، لحاف

دہر تری

دھرتی، زمین

زنگ

سنگلی

دیس

دن

زنگ بندنا

زنگ لگنا

دیوا

چراغ

د س

دیوٹیاں

ط شعلیں

سات

ساعت

د ر

سات

ساتھ

ڈڈے

روڑھے

ستاریاں بکریاں

ستاروں کی بکریوں کو

ڈوگر

پہاڑ

(بارا باٹ کرنا)

بارہ حصوں میں تقسیم کرنا۔

ڈیرے

خیمے

ساق عروسان

Brides Anklet

ڈھکرا

جسم (روپیہ کا چوتھائی

(دکن کی مخصوص مٹھائی)

حصہ)

ایک پھلدار مٹھائی جو ہانس پر

د ر

پکائی جاتی ہے اور بعد میں

ڈرہ (غلط املا)

ذرا

اس میں میوہ بھرا جاتا ہے

د ر

پھوٹو لگا

سٹونگا

رائیں

(راداں) طوطی

سُد

ہوش

رائڈ

بدچلن

سروپا

اعزازی تلوار و شاہی

راداں

راد کی جمع (باعث لوگ)

علم

مکڑے مکڑے کرنا	شاخ شاخ کرنا	ختم ہونا	سرنا
قدم	شرن	آفتابی چھتری	سریا پاں
شہر گشت	شر گشت	سر کی سوگند (قسم)	سر کی سون
شاہی کپڑے	شوانے	رسی	سرگ

و ص

بہت سویرے	صباحی	اصطلاب۔ اُسطلاب	سطلاب
صبح کے وقت	صبائی	(عربی)	
صف کو تتر بتر کرنا	صف پھوڑنا	سفہ	سفر
چبوترہ	صُفّہ	بانات یا پشیمہ، سُرخ	سقلاد (سقلات)
چبوترے	صُفّے	رنگ کا کپڑا scarlet	

و ط

قسمت کار از معلوم کرنا	طالع کھولنا	سکھیاں	سکائیاں
طویلہ	طیلے	سکھلائے	سیک لائی
طُہ۔ پُھنڈنا	طُڑا	قربت دار	تنگے
چادریں	طواسیاں	گھوڑا	نمنہ
		سمندر	سمدور

و ع

شراب	عَرَق	سامنے	سمور
کھکشاں کے داہنے	عیتوق	سُن	سُون
کنارے پر ایک سُرخ		سورج	سُور
اور روشن ستارے		سلاح	سِلا
کانام۔		زیب دیتا	سہاتا
		پشیمہ	سُھاوار

و غ

قالین کی جمع	غالیاں	سُرا	سیر
(ایرانی "ق" کا تلفظ		سُرا	سیرا
"غ" کرتے ہیں۔		چابکدست	شاہر

غلبلا۔	شور و غل (غلغلہ)	کنجال	کاہی (کائی)
ف	ف	کندوری	حیث کا کھانا، دھوت
فانوس خیالی	کاغذی قندیل	کنگولی	میزبانی
فراس	نور	کنواتا	کنگھی
فرست دیکھنا	فرست پانا	کولا	کہاں پر
فرنگ۔ فرنگ	بندوق (تلاور کو بھی کہا جاتا ہے)	کوٹ	گیدڑ
وک	وک	کوٹ لینا	کوٹ
کچ	کچھ	کھان	کان
کاج	کاج۔ شیشہ	کھنڈی	بیش من کے مساوی
کابی	کیلے کے درخت کا تنا	کھن۔ گھن	آسمان
کارٹیا	نکالا	کھیلن	کھیلنے
کالوے	جھرنے	کھوڑ	سو کھا ہوا درخت
کبود	ہرا	کھیسر	زعفران (کیسر)
کتابت	مراسلہ خط	کیکر	نبول
کانی	کہانی	گھابرا	گھبرا
کیتک	کتنے	گھٹ	سخت
کداں لگ	کہاں تک	گاہوں	گاہوں
کر تار	خائن	گھالتا	ڈالتا
کسوت	کپڑے	گاڑے	کھٹارا (بیل گاڑی)
گنشت	آتش کدہ	گڑ و رگ (رود)	اندھیرے سے اجالے
گہتر	ادنیٰ	گسکرت	میں لانے والا بیروں میں
گگر	گہر کر (اس لئے)	گڑ گے	گھٹنے
گیت	سفید گردن اور نیلے رنگ	گڑوڑ	ایک پرندہ ہندو دیوالا
(گنبو گنٹھ)	کاتیر زقار گھوڑا۔		

ہاتھیوں پر چلتے ہیں۔

میں دشمن کی سواری

مگن کا اسد

مست

ایک آسمانی برج

گنواں

محل

مٹا، مٹھ

گنوا

بہادری

مردی

گزنکا

گزنکا

مرہم

مرحم (غلط اطا)

گوہین (فلاخن)

گوہین

مرطہ

مرطے

غار / کچھار

گوہ

شراب۔ مدیرا

مد

گھسے

گھسے

فضول خرچ

مصرف

برائے گول

گھول

مندر، مکان

مندہر

بڑا تھیللا

گونی

گردن

مندھی

،

عمامہ

منداسہ

شخی بگھارنا (لاف زدن)

لاف کرنا

بہت زیادہ

مونپہ

لاکر

لاکو

موٹ کی جمع۔ تھیلیاں

موٹاں

رگڑنے

لگڑنے

منہ

موں

رٹھک گیا

رٹھیا

گھڑا

مون

بٹھڑنا / رٹھکنا

رٹھنا

بند کیا

مونچا

نزدیک

لگوں

بند کرنا

مونچنا

لنگری تھال

لنگریاں

موگرا

موزرد

لگانا

لوٹنا

میٹھی

ہمیٹھی

خون بہنا

ہموچنا

ہینے

ہنے

،

مور (طاؤس)

ہور

بوسہ

ماج

بارش

ہمیوں

ہمینہ

ماس

دعوت دینا

میزبانی گنانا

وہ اعزازی نشان جو

ماہی مراتب

میٹھیاں

میٹھیاں

شہر کی سیارات بادشاہوں

بارش

میہوں

کی سواری کے آگے

پہیں	پہیں	پھیل	نہنا	چھوٹا/بچہ
میل کر	میل کر	مل کر	نہنی	نٹھنی
		، ن	ٹول	نیا
ناری	عورت	مانند	نہنواد	چھوٹا
ناد	خط	نہاتے	تھاٹ کر	بھاگے
نامہ	ناؤ	نہاس	پہر	بھاگ کر
ناتوں	نہ پائے گا	تاس - برباد		پانی
نپاگا	بھانکنا/بغور دکھنا	، و		، و
بخھانا	بے عیب	پنھا در کرنا - صدقے کرنا	وارنا	دہیں
نرخن	نراکار - بے شکل	، ۵	دینچ	ہرا
نرنکھار	لے دم		ہریا	دھارٹنا
ندم	نہ گھوٹ		ہنکار	ہوگی
نکوٹ	شہر بہ شہر	، ی	ہیگی	ایک ساتھ
نگری نگر	کبیل یا ادنی کپڑا		کینگ	
نمد	نیا			
نوا	جھک کر			
نور کر				

تعلیقات

۱۔ نظامی گنجویؒ

خدائے سخن نظامی گنجوی فارسی کے سربر آوردہ شعراء میں سے ہیں۔ آپ کا
خمسہ لاثانی ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل مثنویاں ہیں۔

۱۔ مخزن الاسرار

۲۔ لیل مجنوں

۳۔ خسرو و شیریں

۴۔ ہفت پیکر

۵۔ سکندر نامہ

نظامی گنجوی نے ۶۰۶ھ مطابق ۱۲۰۹ء میں انتقال کیا۔

۲۔ شیخ سعدی شیرازیؒ

شیخ مصلح الدین سعدی شیراز کے رہنے والے تھے۔ ۷۵۰ھ ۱۱۵۰ء
میں پیدا ہوئے اور ۷۹۱ھ ۱۲۹۲ء میں انتقال کیا۔ فارسی کے بے مثل شاعر
اور ترنگار ہیں۔ ان کی مشہور آفاق کتابیں ”گلستاں“ اور ”بوستاں“ ہیں جن کا
موضوع اخلاقیات ہے۔ سعدی غزل کے بلند پایہ شاعر تسلیم کیے جاتے ہیں۔

۱۔ مثنوی بہرام دگل اندام۔ از طبعی شعر نمبر ۲۹۱ - ۲۹۰

۲۔ ایضاً

حکایت سنو شوق تے دوستاں

کہ ہے ”گلستاں“ ہو ”بوستاں“

(۳) شاہ راجو حسینی

آپ اوائل زندگی میں ساکن گوکنڈہ تھے۔ پھر بیجاپور کو اپنا مسکن بنایا۔ ابراہیم عادل شاہ آپ کا مرید ہوا۔ قطب شاہی اعیان دولت کی ایما پر آپ نے شہزادہ خدا بندہ کی حمایت کی۔ محمد قلی قطب شاہ اس بات سے ناراض تھا۔ لہذا آپ نے گوکنڈہ چھوڑ دیا تھا۔ ”سیر محمدی“ کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں گوکنڈہ لوٹ آئے۔ عبداللہ قطب شاہ کا داماد آپ کا مرید ہوا۔ اور آپ کی دعا سے اسے سلطنت حاصل ہوئی۔ اور نگ زیب کے محاصرہ گوکنڈہ کے پانچ سال بعد یعنی سنہ ۹۳۰ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔ فتح دروازہ کے بیرون آپ کا گنبد ہے۔

نسب نامہ شاہ راجو

”شاہ راجو حیدر آبادی بن سید اسد اللہ
بن شاہ صغیر اللہ بن سید راجو صاحب بیجا
پوری برادر حقیقی حسین شاہ ولی۔“

از ”سیر محمدی“ ص ۲۲۶
بحوالہ تاریخ خورشید جاہی
(قصیدہ: مثنوی بہرام و گل اندام۔ از طبعی شعر نمبر ۶۴ تا ۸۳)

(۴) نوعی جو شانی

مولانا محمد رضا نوعی جو شانی کے رہنے والے تھے۔ خراساں سے ہند آئے۔ پہلے گجرات میں قیام کیا۔ پھر سب سے پہلے دانیال سے

والبستہ ہوئے اور بعد میں عبدالرحیم خان خاناناں کی خدمت کی۔ نوعی اپنے
 ”ساقی نامہ“ اور ایک مثنوی بنام ”سوز و گداز“ کے لیے معروف ہیں۔
 ۱۸۹۰ء م ۱۹۰۹ء میں ہندوستان میں انتقال کیا۔
 (مثنوی بہرام و گل اندام از طبعی شعر نمبر ۳۶۵)
 کیا کھول راوی سچ کر یوراز کیا چونکہ نوعی درہ سوز و گداز

۱۔ تذکرہ میخانہ - مرتبہ از۔ گلچیں معانی بمدح ص ۲۶۲
 حدیث نوعی و کفری بیان چہ سازم چو زندہ اند بمدح تو تا دم محشر
 ز نعمت تو یہ نوعی رسید آں مایہ کریافت میر معزی ز نعمت سبخر
 از رسمی قلندر بحوالہ

2. History of Persian Language and Literature at the Mughal Court. by A. Ghani
 Page 222.

کتابیات

(الف)

از عبدالقادر سروری	اردو و فتویٰ کا ارتقاء
” مولوی سید شمس اللہ قادری	اردو کے قدیم
” محی الدین قادری زور	اردو شہ پارے
” پرفسور عباس شوستری	ایران نامہ عصر ساسانیاں
” ڈاکٹر نور الحسن انصاری (مرحوم)	امیر خسرو احوال و آثار
” ڈاکٹر گیان چند جین	اردو و فتویٰ شمالی ہند میں
” ڈاکٹر امرت لعل عشرت	ایران صدیوں کے آئینہ میں
” ڈاکٹر گیان چند جین	اردو کی نثری داستانیں
” مترجم۔ ڈاکٹر محمد اقبال ۱۹۴۱ء	ایران بعد ساسانیاں
” مرتبہ ڈاکٹر طسعود حسین خاں	ابراہیم نامہ از عبدل

(ب)

محمد اکبر الدین صدیقی

بچتے چراغ

راقم - (غیر مطبوعہ)

جہرام گور کی اصلیت (مقالہ)

بہرام گور
بہرام وگل اندام (فارسی)
از ازکے، ڈی، کیاش (انگریزی)
افسانہ از موضوعات است چاپ سنگی
نستعلیق، جلد چہار دم، ہرست
کتاب خانہ آستانہ مقدسہ رضویہ ص ۴۴

بہرام گور
ڈاکٹر اسپیکل بحوالہ عثمانی ایران
جلد سوم ص ۳۴ (جرمن)

(پ)

پیشگاہ زرتشتیاں (فارسی) از رشید شہمدان

(ت)

تمدنِ ساسانی (فارسی) از علی سامی

تاریخ عیون الاخبار (عربی) - تالیف - ابن قتیبہ

تاریخ ادب اردو ڈاکٹر جمیل جالبی (جلد اول)

از عبد الجبار خاں، صوفی ملکا پوری	تذکرہ شعراء دکن
” ڈاکٹر نذیر احمد	تحقیقی مطالعے
” عبد الباقی - مرتبہ گلچیں معانی	تذکرہ میخانہ (فارسی)
” تہنیت علی خاں، (کاماتسٹی ٹیوٹ بمبئی)	تاریخ خورشید جاہی
” (مطبوعہ) ۱۲۸۵ھ	
” محی الدین قادری زور	تاریخ ادب اردو
” عبد المجید صدیقی	تاریخ گوکنڈہ
” بلغمی	تاریخ طبری (فارسی)

(ح)

حبیب السیر (فارسی) ” خواند میر

(خ)

” نظامی - مرتبہ وحید دستگیری (ایران)	خمسہ نظامی گنجوی (فارسی)
” گارساں دتاسی	خطبات گارساں دتاسی

(د)

” مولوی نصیر الدین ہاشمی	دکن میں اردو
” محی الدین قادری زور	دکنی ادب کی تاریخ

” از محمد علی آثر	دکنی شاعری
” مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی	دیوان حسن شوقی
” محمد علی آثر	دکنی کی تین شتویاں
” مترجم غلام رسول از ویرما	دکنی زبان کا آغاز و ارتقاء

- روضۃ السلاطین (ب) از فخری بن محمد امین الہدی (فوطی کاپی)
 مخطوطہ نیشنل بلیو تھیٹیک پیرس نمبر ۲۴۴
 (س) بحوالہ کاما اور نیل اسٹی ٹیوٹ: بمبئی
 از مرتبہ ڈاکٹر حمیرہ جلیلی صاحبہ، حیدرآباد
 سب رس از دجہی
 سخنورانِ بجات
 سیر ایران
 سام نامہ از خواجہ کرمانی
 از مرتبہ ڈاکٹر حمیرہ جلیلی صاحبہ، حیدرآباد
 " ظہیر الدین مدنی
 " محمد حسین آزاد
 " مرتبہ خاضع (جلد اول)

(ش)

- شاہنامہ تعلبی (فارسی) " ابو منصور تعلبی، نیشاپوری (عربی)
 فارسی ترجمہ از: محمود - ہدایت - بہران -
 شاہنامہ فردوسی (فارسی) " فردوسی طوسی (ایرانی ایڈیشن) کاما اسٹی
 ٹیوٹ بمبئی شبلی نعمانی - حصہ چہارم (اعظم گڑھ)

(ف)

- فارسی کی دلکش داستانیں از نورالحسن انصاری (مرحوم) اردو ترجمہ

(ک)

- گلیات محمد قلی قطب شاہ " مرتبہ ڈاکٹر سیدہ جعفر، حیدرآباد

(گ)

- گنجینہ نامہای ایرانی (فارسی) " ہریان پور (فارسی)

ج :-

مقالات

اردو ادب قطب شاہی دور میں از محی الدین قادری زور
 ” (علی گڑھ تاریخ اردو)
 اردو ادب عادل شاہی دور میں از ڈاکٹر منیر احمد (علی گڑھ تاریخ اردو)

د :-

رسائل

از اپریل ۱۹۲۸ء	اردو
” اکتوبر ۱۹۳۳ء	اردو
” جنوری ۱۹۵۱ء	اردو
” اپریل ۱۹۵۴ء	اردو
” مضمون بعنوان ”بہرام گوردکن میں“	مجلہ مکتبہ (عثمانیہ)
محی الدین قادری زور ۱۹۲۸ء	
زیراکس - ملوکہ - راقم	
دکنی ادب نمبر	مجلہ عثمانیہ

مخطوطات

- ۱- جنت سنگھار
- ۲- قصہ بہرام گوردبانو حسن
(فارسی نثر)
- ۳- قصہ بہرام گوردبانو حسن
(گجراتی رسم الخط میں)
- ۴- قصہ بہرام گوردبانو حسن کے
پانچ الگ الگ مخطوطات
(گجراتی رسم الخط میں)
- ۵- مثنوی بہرام و گل اندام
- ۶- مثنوی بہرام و گل اندام
- ۷- مثنوی بہرام و بانو حسن
- ۸- مثنوی بہرام و بانو حسن
- ۹- مثنوی بہرام و بانو حسن
- ملک خشنود۔ مانکر و فلم۔ ملوکہ۔ راقم۔ مخطوطہ ۴
برٹش میوزیم لندن۔
ایڈلجی۔ ملوکہ راقم (فولٹ کاپی)
از نو ساری۔ گجرات
رستم جی۔ مانکر و فلم۔ برٹش میوزیم لندن
فولٹ کاپی۔ ملوکہ۔ راقم
- ابن الدین محمد ابن سبزواری۔ مخطوطہ۔
ملوکہ۔ راقم۔
ابن۔ (نامعلوم) مانکر و فلم نمبر ۳۳۳۱
برٹش میوزیم۔ لندن۔ ملوکہ۔ راقم۔
ابن و دولت۔ مانکر و فلم۔ فولٹ کاپی ۳۳
برٹش میوزیم۔ ملوکہ۔ راقم۔ مرتبہ: راقم۔
فاضل سورتی (فارسی) نقل کا ما
انسٹی ٹیوٹ ممبئی۔ ملوکہ راقم
فاضل سورتی (فارسی) فولٹ کاپی ،
بودین لائبریری، آکسفورڈ۔ انجلیف
ملوکہ راقم۔

- ۱۰۔ مشنوی بہرام و دلآرام
سعید الدین خاں سعید۔ (ترجمہ جنت
سنگھار: دکنی) زیر اکس۔ ملوکہ۔ راقم۔
کراچی۔ پاکستان

:-۹-

کیٹلاگ (فہرست مخطوطات)

- ۱۔ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست
مرتبہ:- مولوی نصیر الدین ہاشمی
- ۲۔ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری۔ آندھرا پردیش (کتب خانہ اصفیہ کے
اردو مخطوطات جلد اول۔
مرتبہ مولوی نصیر الدین ہاشمی۔
- ۳۔ فہرست مخطوطات۔ اردو و فارسی
از:- بلوم ہارٹ۔ برٹش میوزیم لائبریری
لندن۔
- ۴۔ فہرست مخطوطات فارسی۔
بوڈلین لائبریری آکسفورڈ۔
(انگلینڈ)
- ۵۔ فہرست مخطوطات
کاما اور نیٹل انسٹیٹیوٹ
مرتبہ:- ڈھابری۔ این۔
- ۶۔ فہرست مخطوطات (فارسی)
رائل ایشیائیک لائبریری کلکتہ
از:- ایوانو۔
- ۷۔ فہرست کتب خانہ ٹیپو سلطان
(مخطوطہ فارسی)
اسٹورٹ۔ مطبوعہ ۱۸۵۲ء

- ۸- فهرست مشترک پاکستان عارف نوشاهی
(مخطوطہ فارسی)
- ۹- فهرست مخطوطات - نیشنل میوزیم پاکستان (کراچی) قلمی
- ۱۰- فهرست مخطوطات مہرجی - رانا لالہ بھیریری - نوساری گجرات
- ۱۱- فهرست مخطوطات - ادارہ ادبیات اردو -
از محمد اکبر الدین حیدر آباد

ادبیات

کتاب	مصنف / مترجم	قیمت
آندھی میں چراغ (دوسری طباعت)	خواجہ غلام السیدین	73/=
ابوالکلام آزاد۔ شخصیت، سیاست اور پیغام	پروفیسر رشید الدین خاں	21/=
ابوالکلام آزاد۔ ایک ہمہ گیر شخصیت	پروفیسر رشید الدین خاں	58/=
اتر پردیش کے لوگ گیت	اظہر علی فاروقی	120/=
ارتقاء کائنات اور انسان دو دیگر مضامین	پروفیسر بی بی شیخ علی	94/=
اردو ادب کی تنقیدی تاریخ (دوسری طباعت)	احشام حسین	70/=
اردو ادب کی سماجیاتی تاریخ	پروفیسر محمد حسن	98/=
اردو ڈراموں کا انتخاب	پروفیسر محمد حسن	156/=
اردو ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں		
ترسیل و ابلاغ کی زبان	ڈاکٹر کمال احمد صدیقی	200/=
اردو کے ابتدائی ادبی معرکے	ڈاکٹر محمد یعقوب عامر	22/=
(ابتداء سے عہد مرزا و میر تک)		
اردو کے ادبی معرکے (انشاء سے غالب تک)	ڈاکٹر محمد یعقوب عامر	30/=
ترمیم و اضافے کے ساتھ (دوسرا ایڈیشن)		
اردو کی کہانی (دوسری طباعت)	احشام حسین	21/=
اردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ	ڈاکٹر مسعود ہاشمی	30/=
ارنست ہمنگ وے (حیات و فن کا تنقیدی مطالعہ) ڈاکٹر سلامت اللہ خاں		8/40
(دوسری طباعت)		
امریکی ادب کا مختصر جائزہ (دوسری طباعت)	ڈاکٹر سلامت اللہ خاں	52/=

15/=	ڈاکٹر حامد ی کا شمیری	انتخاب غزلیات میر
9/=	ڈاکٹر فضل امام	انتخاب کلام حسرت
4/50	سید محمد نعیم الدین	انشاء کا ترکی روزنامہ
60/=	علی جواد زیدی	انیس کے سلام
36/=	صالحہ عابد حسین	انیس کے مرعے اول (دوسری طباعت)
40/=	صالحہ عابد حسین	انیس کے مرعے دوم (دوسری طباعت)
35/=	عبد المغنی	برنارڈ شا
18/=	پروفیسر اختر اور نیوی	بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقاء
58/=	ڈاکٹر یوسف سرمست	بیسویں صدی میں اردو ناول
60/=	ظ۔ انصاری	پشکن (دوسری طباعت)
52/=	ابن نشاطی	پھول بن (دوسری طباعت)
170/=	پروفیسر سیدہ جعفر، پروفیسر گیان چند جین	تاریخ ادب اردو (جلد اول)
170/=	// // //	تاریخ ادب اردو (جلد دوم)
170/=	// // //	تاریخ ادب اردو (جلد سوم)
170/=	// // //	تاریخ ادب اردو (جلد چہارم)
170/=	// // //	تاریخ ادب اردو (جلد پنجم)
12/=	صفی الدین واعظ، پروفیسر نذیر احمد	تذکرہ علمائے بلخ
46/=	ڈاکٹر محمد یحییٰ	تالنائے (دوسری طباعت)
135/=	علیم صبانویدی	تامل نازو میں اردو
180/=	پروفیسر سیدہ جعفر	جنت سنگار
38/=	ظفر محمود	جوش ملیح آبادی شخصیت اور فن
		(دوسری طباعت)
18/=	رام لال ناہوی	چکبست

10/=	ظ۔ انصاری	ہے خف۔ (دوسری طباعت)
167/=	الطاف حسین حالی	حیات جاوید (چوتھی طباعت)
92/=	سید ممتاز مہدی	حیدر آباد کے اردو روزناموں کی ادبی خدمات
24/=	ظ۔ انصاری / ابوالفیض سحر	خسرو شای (دوسری طباعت)
8/25	زیہ۔ اے۔ عثمانی	دانتے
12/=	غالب / پروفیسر خواجہ احمد فاروقی	دشتنبو
47/=	قومی اردو کونسل	درس بلاغت (تیسری طباعت)
40/=	ڈاکٹر فہیدہ بیگم	قدیم اردو نظم (حصہ اول)
42/=	پروفیسر نصیر الدین ہاشمی	دکن میں اردو
15/50	پروفیسر نصیر الدین ہاشمی	دکنی ہندی اور اردو
45/=	پروفیسر سیدہ جعفر	دکنی نثر کا انتخاب
17/=	ڈاکٹر رشید موسوی	دکن میں مرثیہ اور اعزاز اداری
25/=	پروفیسر محمد حسن	دیوان آبرو
100/=	ڈاکٹر اسماء سعیدی	دیوان حسرت عظیم آبادی (دوسری طباعت)
12/=	ڈاکٹر کبیر احمد جاسی	ڈاکٹر ذبح اللہ صفاحیات اور کارنامے
70/=	مرتبہ: ڈاکٹر فہیدہ بیگم	ڈاکٹر ذاکر حسین شخصیت اور معمار
34/=	پروفیسر خواجہ احمد فاروقی	ذوق و جستجو
62/=	سید اقبال قادری	رہبر اخبار نویسی
85/=	مرتبہ: علی جوہر زیدی	رباعیات انیس
19/=	سید محمد عبدالغفور شہباز / سید محمد حسنین	زندگانی بے نظیر
9/50	آصفہ بیگم	سب رس کے حروف (صرنی مطالعہ)
17/=	سید ظہیر الدین مدنی	سخنوران مہجرات
167/=	پنڈت رتن ناتھ سرشار	سیر کسار (جلد اول)

62/=	ارسطو شمس الرحمن فاروقی	شعریات (تیسری طباعت)
150/=	شمس الرحمن فاروقی	شعر شورا انگیز (جلد اول)
130/=	شمس الرحمن فاروقی	شعر شورا انگیز (جلد دوم)
150/=	شمس الرحمن فاروقی	شعر شورا انگیز (جلد سوم)
170/=	شمس الرحمن فاروقی	شعر شورا انگیز (جلد چہارم)
12/=	مولوی احترام الدین احمد شاعلی عثمانی	صحیفہ خوش نویاں
77/=	ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی	عربی ادب کی تاریخ (اول) (تیسری طباعت)
84/=	ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی	عربی ادب کی تاریخ (دوم)
زیر طبع	ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی	عربی ادب کی تاریخ (سوم)
	شمس العلماء نواب عزیز جنگ دلاور	غرائب الجبل
76/=	ڈاکٹر حسن الدین احمد	
18/=	ڈاکٹر اختر انصاری	غزل اور غزل کی تعلیم (دوسری طباعت)
100/=	رتن ناتھ سرشار رامیر حسن نورانی	فسانہ آزاد (جلد اول)
65/=	رتن ناتھ سرشار رامیر حسن نورانی	فسانہ آزاد (جلد دوم)
67/50	رتن ناتھ سرشار رامیر حسن نورانی	فسانہ آزاد (جلد سوم، حصہ اول)
67/50	رتن ناتھ سرشار رامیر حسن نورانی	فسانہ آزاد (جلد سوم، حصہ دوم)
50/=	رتن ناتھ سرشار رامیر حسن نورانی	فسانہ آزاد (جلد چہارم، حصہ اول)
50/=	رتن ناتھ سرشار رامیر حسن نورانی	فسانہ آزاد (جلد چہارم، حصہ دوم)
15/=	قومی اردو کونسل	فکر و تحقیق (۱) جنوری تا جون 1989
15/=	قومی اردو کونسل	فکر و تحقیق (۲) جولائی تا دسمبر 1989
15/=	قومی اردو کونسل	فکر و تحقیق (۳) جنوری تا جون 1990
15/=	قومی اردو کونسل	فکر و تحقیق (۴) جولائی تا دسمبر 1990
20/=	قومی اردو کونسل	فکر و تحقیق (۵) جنوری تا جون 1992

